نوعِ من

سمیعہ بلوچ

اصطبل م یں موجود سفید رنگ کا خوبصورت عربی نسل کا گھوڑا۔۔۔۔۔جو اِس وقت پورے اصطبل میں غصے کے عالم میں اِدھر سے اُدھر دوڑ رہا تھا اور وہاں کے سبھی نوکر گھبراہٹ کے باعث اُسے قابو کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہے تھے۔

"مٹل چھوٹے سائیں یہیں آ رہے ہیں۔"

شرفو کی نظریں سامنے سے آتے دراز قامت نوجوان پر پڑی تو وہ گھبرا کر مٹل کی جانب دیکھ کر کہنے لگا۔ مٹل بھی اسے دیکھ کر گھبراہٹ کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔

"شرفو اب ہم کیا کریں گے۔سائیں تو ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے۔"

مٹل بوکھلاہٹے ہوئے شرفو سے کہنے لگا۔جو اپنے غصیلی طبیعت کے مالک کو اپنے سامنے آتا ہوا دیکھ کافی پریشان لگ رہا تھا۔

"مٹل یہ یہاں ہو کیا رہا ہے اور یہ سلطان کیوں اس طرح بھاگ رہا ہے پورے اصطبل میں؟"

نوجوان نے وہاں پہنچ کر جب اپنے سفید گھوڑے کو غصے سے پورے اصطبل میں بھاگتے ہوئے دیکھا تو سامنے کھڑے مٹل کو دیکھ کر غصے سے اُسے مخاطب کر کے پوچھنے لگا۔

"وہ۔۔۔۔شازم سائیں، سلطان نے آپ کو دو دن سے دیکھا نہیں تھا۔اسی لیے وہ دو دن سے چڑچڑا سا ہوا ہے اور آج جب میں اُسے چارہ ڈالنے اندر گیا تو وہ غصے میں آتے ہی مجھ پر سارا چارہ پھینک کر خود باہر آ کر پورے اصطبل کے چکر کاٹنے لگا۔"

مٹل نے شرمندگی سے اپنا سر جھکاتے ہوئے کہا۔شازم نے تیز نظروں سے وہاں موجود سبھی ملازمین کو گھورا اور اپنے قدم آگے سلطان کی جانب بڑھائے جو کہ غصے سے اصطبل کے چکر کاٹ رہا تھا۔

"کول ڈاؤن ! سلطان مائے پرنس، مائے بچہ۔ جسٹ ریلیکس۔"

اُس نے آگے بڑھ کر بڑے احتیاط سے اُس گھوڑے کی لگام کو کھینچتے ہوئے اُسے اپنے عین مقابل کھڑا کر کے محبت سے کہا۔

"چھوٹے سائیں آپ آگے مت جائیں۔۔۔۔ سس سلطان بہت غصے میں لگ رہا ہے، وہ آپکو نقصان پہنچا سکتا ہے۔"

مٹل اُسے گھوڑے کے آگے کھڑا دیکھ کر فکر مندی سے کہنے لگا لیکن شازم کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں تھی۔

"مٹل میں نے تم لوگوں سے کتنی بار کہا ہے کہ سلطان کے آس پاس بھی مت آیا کرو مگر نہیں، تم لوگوں کو جان گنوانے کا شوق چڑھا ہے کہاں میری باتوں کا

اثر ہوگا تم پر۔۔۔ پاگل ماٹ ہو۔(پاگل انسان) ."اُس نے مٹل کو اپنی سرد نگاہوں سے گھور کے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"اور اگر میں اِسی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہوں تو یہ اپنا سلطان پورے اصطبل کا ستیاناس کر دے۔"

گھوڑے کی لگام مضبوطی سے تھام کر وہ مٹل کو سختی سے کہنے لگا۔

"یہ آخری غلطی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تم سب کی اِسی لیے میں تم لوگوں کو بخش رہا ہوں۔۔۔ مگر میری بات کان کھول کر سنو سب،اب اگر تم میں سے کسی نے بھی غلطی کی نا تو میں سزا سب کو دوں گا۔"

Urdu Novels Ghar

اُس نے اپنی غصیلی آنکھیں خوف و دہشت سے سفید پڑتے اُن سب کے چہروں پر گاڑے سخت لہجے میں انہیں دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

" معاف کر دیں ہمیں شازم سائیں۔ہماری وجہ سے سلطان کو اتنی تکلیف اُٹھانی پڑی۔اگر ہمیں تھوڑا سا بھی علم ہوتا کہ وہ آپکی غیر موجودگی کو اتنی شدت سے محسوس کر رہا ہے تو ہم آپ کو اُسی وقت فون کر دیتے۔"

مٹل نے اُسے گھوڑے کے اوپر سوار ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

" مٹل تمہیں پتہ ہے۔۔۔جب ہم جانور اور انسان پر لگام نہیں ڈالیں گے۔۔۔۔۔۔تو نقصان ہمارا ہی ہو گا۔جیسے ابھی میں نے سلطان پر لگام نا ڈالی ہوتی تو وہ مجھے ایک جھٹکے میں نقصان پہنچا سکتا تھا۔۔۔ ٹھیک اُسی طرح اگر میں

تم لوگوں پر لگام نا ڈالوں تو تم سب مجھے ایک ہی جھٹکے میں برباد کر کے رکھ دو گے۔"

وہ سنجیدگی سے سلطان کی پیٹھ پہ ہاتھ پھیر کر کہنے لگا جبکہ اُسکی بات پر مٹل سر جھکا کر رہ گیا۔

"سائیں ہمیں سر فراز سے پتہ چلا ہے کہ آج کل ہاجرہ اماں کی طبیعت بہت زیادہ خراب رہتی ہے۔۔۔۔اور ڈاکٹر نے بڑے سائیں کو بھی سختی سے تاکید کی ہے کہ انہیں دکھ اور پریشانی سے مکمل دور رکھا جائے، مگر سائیں وہ روز آپ کی یاد میں روتی رہتی ہیں۔"

مٹل کی بات پر وہ ضبط کے مارے اپنی مٹھیاں زور سے کسنے لگا۔ مگر اُسی وقت اُس پر ایک جنون سوار ہوتے ہی وہ غصے سے اپنے ہاتھوں کو حرکت دے کر

سلطان کا لگام کھینچنے لگا۔ پہلے تو سلطان اُس کے اشارے پر ہنہنایا مگر پھر اپنے مالک کے حکم پر وہ اپنے قدم اصطبل کے داخلی دروازے کی جانب بڑھانے لگا۔ مٹل اُسی طرح کھڑا دکھ بھری نگاہوں سے اُسے اپنی نظروں سے اوجھل ہوتے ہوئے دیکھ رہا تھا

💖-----------💖

"شازی اس کا مطلب تم نے اُنہیں معاف کر دیا ہے۔"؟

سرمد شازم سے پوچھ رہا تھا جو سامنے کسی بھی تاثر سے عاری چہرہ لئے گرل پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے دور سیاہ افق پہ نجانے کیا کھوج رہا تھا۔

Urdu Novels Ghar

"سرمد جب تک میری سانسیں چل رہی ہے ، میں تب تک اِنہیں معاف نہیں کروں گا،اُن کی غلطی۔۔ نہیں،انہوں نے جو کیا تھا نا،اُسے میری نظروں میں گناہ کہتے ہیں،وہ نا جانے کتنے لوگوں کے قاتل ہیں سرمد، تو بھلا میں کیسے انہیں معاف کر سکتا ہوں۔۔!!!"

اُس نے ضبط سے سرخ ہوتی اپنی نظریں دور سیاہ افق سے ہٹا کر سنجیدگی سے سرمد کی جانب دیکھتے ہوئے جنونی انداز میں کہا۔ سرمد نے سامنے ضبط سے گرل تھامے اُس چٹانوں کی طرح مضبوط نوجوان کی جانب دکھ سے دیکھا،جو کہ چار سالوں سے اپنے اندر نا جانے کتنی تکلیف اٹھائے پھر رہا تھا۔

"مگر یار تم اتنے سالوں بعد وہاں جارہے ہو۔۔۔ تو تمہارا اور ان کا سامنا تو ضرور ہوگا۔۔۔ پھر وہ جو سب کچھ ہوا تھا یار۔ ہو سکتا ہے وہ سب غلط فہمی کی بنا پر ہوا ہو۔"

سرمد نے اُسے سمجھانے کی ایک آخری کوشش کی مگر اس نے ہمیشہ کی طرح اپنا سر نفی میں ہلا دیا۔

"نہیں سرمد میں اپنی چھوٹی سی بہن ماروی کا خون میں لت پت وجود بھلا کیسے فراموش کر سکتا ہوں۔۔۔جس کی وجہ سے میں آج تک پر سکون نیند نہیں سو پاتا، اور کیسے اپنی ماں کی درد میں ڈوبی چیخیں میں بھول سکتا ہوں۔۔۔جو کہ بابا کی وفات کے بعد روز رات کو ہماری حویلی میں گونجتی تھیں۔۔۔۔، سرمد میں اِن سب میں قصوروار نہ ہوتے ہوئے بھی خود کو قصوروار تصور کرتا ہوں."

اُس نے ضبط سے اپنی آنکھوں سے گرتے اشکوں کو بے دردی سے صاف کیا۔ سرمد نے اپنی نم ہوتی آنکھیں اِس کے نم وجیہہ چہرے پر ڈالیں۔

" یار یہ بھی تو ہو سکتا ہے، کہ جو تم سوچ رہے ہو، وہ سب درست نہ ہو۔ وہ سب بس تمہاری نظروں کا دھوکہ ہو. "

سرمد نے آگے بڑھ کر اُس کے مضبوط کندھوں پر اپنے ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ خودسر انسان کہاں کسی کی سنتا تھا۔ جو اس کی سنتا۔

"نہیں سرمد نظروں کا دھوکہ انسان کو ایسے کرب میں مبتلا نہیں کرتا ایسا درد صرف سچائی ہی دیتی ہے۔"

اتنا کہہ کر شازم وہاں رکا نہیں بالکہ سرمد کو مزید بولنے کا موقع دیے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

"خدا تمہیں سکون دے میرے دوست۔۔۔۔"

سرمد نے اسے جاتا دیکھ افسوس کے ساتھ کہا۔

💖------------💖

جب لینڈ کروزر جام شورو کہ حدود میں داخل ہوئی۔۔۔۔تو ڈرائیونگ کرتے مٹل نے بیک ویو مرر سے شازم کو دیکھا۔۔۔۔جو گاڑی کے پچھلی سیٹ پر بیٹھا اپنی ٹھوڈی پر ہاتھ رکھے کافی سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"سائیں آپ کو کچھ چاہیے تو نہیں کیونکہ ابھی سفر بہت رہتا ہے"

مٹل نے اپنی نظریں سامنے ڈرائیونگ پر مرکوز کرتے ہوئے اُسے مخاطب کر کے کہا۔

" مٹل تم صرف اپنی ڈرائیونگ پر توجہ دو۔۔۔۔۔۔۔ جام شورو کا راستہ بہت زیادہ خطرناک ہے اور میں یہاں پہلی بار تو نہیں آیا۔ کہ مجھے کچھ پتہ نہ ہو. "

وہ اُسے سخت لہجے میں جھڑک کر کہنے لگا۔۔۔ تو مٹل اُس کے سختی سے ڈپٹنے پر خاموشی سے سامنے دیکھتے ہوئے احتیاط سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ اپنے خوبصورت گاؤں کے منظر میں پھر سے کھو گیا۔

" مٹل کچھ بھی نہیں بدلا یہاں۔۔ نہ ہی یہاں کے انسان اور نا ہی چرند پرند سب کچھ ویسا ہی تو ہے۔ جو میں چار سال پہلے یہاں چھوڑ کر گیا تھا۔ یہ ٹوٹی پھوٹی پگ

ڈنڈیاں، سر سبز کھیت۔ جن پر میری بچپن کی بہت ساری یادیں جڑی ہوئی ہیں۔"

اُس نے سامنے نیم کے درخت پر چڑھتے بچوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" مٹل اِس ظالم دنیا میں، اگر میں کسی کو چاہتا ہوں تو وہ ہستی میری خالہ اماں ہے۔ جن کی خوشی کے لیے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔ یہاں تک کہ میں اُنکی خوشی کے لیے اپنی جان بھی دے سکتا ہوں۔اور یہ تو چھوٹی سی قربانی ہے، جو میں نے دی۔۔۔ یہاں آکر اپنا دردناک ماضی یاد کیا۔۔۔ مگر جب مجھے خالہ اماں اپنی ممتا بھری آغوش میں لیں گی تو میں اپنا وہ دردناک ماضی کو بھول جاؤں گا۔"

اُس نے مسکراتے ہوئے تصور میں اپنی خالہ اماں کے رد عمل کو سوچتے ہوئے کہا۔

وہ آج اپنے چار سال پہلے کے درد ناک ماضی کو بھولا کر اگر یہاں آیا تھا تو صرف اپنی خالہ اماں کے لیے۔اُس کے ماضی میں جو بھی ہوا تھا۔۔۔۔۔۔وہ اُسے یاد کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔۔

" مٹل سائیڈ پر گاڑی روکو۔۔۔۔میں آج اتنے برسوں بعد اپنے گاؤں آیا ہوں۔۔تو میں اپنی کچھ خوبصورت یادیں تازہ کرنا چاہتا ہوں۔یہاں سے حویلی تک پیدل چل کر۔"

اُس نے کافی سنجیدگی سے سائیڈ پر مٹل کو گاڑی روکنے کا حکم دیتے ہوئے کہا۔مٹل اُس کے حکم پر گاڑی سائیڈ پر پارک کر کے اُسکی جانب فکر مندی سے

Urdu Novels Ghar

دیکھنے لگا۔شازم آنکھوں میں ایک انوکھی سی چمک لیے سامنے درخت پر چڑھتے کسانوں کے بچوں کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"بیٹا آپ سید علی شاہ کے بیٹے ہو نا."

شازم گاڑی سے نکل کر اپنے سفید رنگ کے جو گرز ہاتھوں میں تھامے سامنے اُن شرارتی بچوں کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔کہ اپنے پیچھے ایک ضعیف اور کمزور آواز سن کر وہ فوراً سے پیچھے پلٹا۔سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر وہ حیرت زدہ رہ گیا۔کیونکہ سامنے ایک لاغر وجود کے بابا کھڑے اُسے بڑی امید بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"جی۔بابا۔پَر آپ کون ہیں؟میں آپ کو پہچان نہیں پا رہا۔"

اُس نے غور سے انہیں دیکھتے ہوئے پوچھا۔ جبکہ جواب میں بزرگ نے اپنے ہاتھ اسکے سامنے جوڑ دیے۔

"بیٹا میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتا ہوں۔۔۔خدا کے لئے آپ مم۔ میری جوان اور معصوم پوتی کو اُن بے غیرت لوگوں کے چنگل سے بچائیں۔وہ حیوان میری معصوم پوتی کو جان سے مار دیں گے۔"

اُس بوڑھے شخص نے آگے بڑھ کر گڑگڑاتے ہوئے اپنے کمزور ہاتھ اُس کے قدموں پر رکھتے ہوئے روتے ہوئے کہا۔تو اُس نے اُن کی بات پر غصے سے اپنی مٹھیاں زور سے کسیں۔

"بابا ہوا کیا ہے اور آپکی پوتی وہ اِس وقت کہاں ہے۔؟

وہ اُنہیں سامنے نیم کے درخت کے نیچے چھاؤں میں رکھی چار پائیوں میں سے ایک چار پائی پر بیٹھاتے ہوئے پوچھنے لگا۔

"بیٹا میری معصوم پوتی کو رات کے دو بجے ہمارے گھر میں گھس کر میری نظروں کے سامنے سے وہ بے غیرت بے ضمیر درندے اُسے اٹھا کر الماس بائی کے کوٹھے پر لے گئے۔اور میں بوڑھا کمزور جان اپنی پوتی کو بھی نا بچا سکا۔میں صرف بے بس ولاچار کھڑا اُسے اُن بے غیرت لوگوں کے چنگل میں تڑپتا مچلتا ہوا دیکھتا رہ گیا تھا۔"

انہوں نے رو کر اپنے دونوں ضعیف ہاتھ اُس کے مضبوط ہاتھوں میں رکھتے ہوئے کہا۔تو اُس نے اپنا ضبط کھو کر آگے بڑھ کر سامنے کھڑے تناور درخت کی مضبوط ڈالی پر غصے اور جنون میں آکر اپنا ہاتھ دے مارا اور پھر خاموشی سے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔

"نہیں پہنو گی۔ میں یہ تمہارا لایا ہوا بے ہودہ لباس، سنا تم نے۔"

اُس اپنے سامنے کھڑی الماس بائی کو ایک ہاف سلیس بلاؤز والا بے ہودہ لباس پکڑے دیکھا تو ضبط کے مارے وہ زور سے چیخ اٹھی۔

اُسکی زوردار چیخ سن کر الماس بائی نے اپنے ہاتھوں میں پکڑے اُس بے ہودہ لباس کو غصے سے دائیں جانب کھڑی اپنی بڑی بیٹی زرناب بائی کو تھامایا اور وہ خود اُسے اپنی تیکھی نظروں سے گھورنے لگی۔

"کیا کہا لڑکی تم نے کہ تم یہ لباس نہیں پہنو گی۔؟

وہ سختی سے اُسے بالوں سے پکڑ کر اُسکا چہرہ اوپر اٹھا کر غصے سے کہنے لگی۔

"آہ۔!

وہ تکلیف کے باعث زور سے چیخ اٹھی۔

"زرناب گل جاؤ اور جا کر اِس حرام زادی کے لیے ایک نیک دولہے کا بندوست کرو۔میں بھی تو دیکھوں یہ نیک پروین بی بی کتنی دیر تک خود کو یا اپنی عزت کو ہم سے بچاتی ہے۔"

وہ غصے سے اُسے گھور کر زرناب بائی کو حکم دیتے ہوئے کہنے لگی۔الماس بائی کی بات پر وہ پہلی بار اُن سے خوف محسوس کرنے لگی۔

"نہیں تم ایسا کچھ بھی نہیں کرو گی، اگر تم نے بائی ایسا کچھ بھی کرنے کا سوچا نا تو میں خود کو ختم کرلوں گی،۔سنا تم نے میں اپنی جان لے لوں گی۔"

اُس نے الماس بائی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر غصے کی زیادتی سے کہا۔

"شوق سے زہر کھا کر مر جانا چندہ رانی۔ مگر میرا کام ختم ہونے کے بعد۔ تمہیں جب تک میرے مطلب کا کوئی گاہک آکر یہاں سے لے نہیں جاتا. تب تک میں تمہیں اتنی آسانی سے مرنے نہیں دوں گی۔"

الماس بائی نے آگے بڑھ کر اُسے سختی سے اُسکی ٹھوڈی سے پکڑا۔

"اماں حضور باہر ایک صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔"

اِس سے پہلے کے وہ اُسے اور تکلیف پہنچاتی کہ وہاں بلا توقف اُنکی چھوٹی بیٹی زری نے آکر الماس بائی سے کہا۔

"کون ہے وہ؟"

الماس بائی نے دانت پیس کر سوال کیا۔

"کوئی آس ہے۔"

یہ نام سن کر الماس بائی حیرت سے زری کو دیکھتی رہ گئیں۔

"الماس بائی بہت سنا ہے۔میں نے تمہارے بارے میں،اور آج اتفاقاً میرا اجام شورومیں اپنے کسی ضروری کام کے سلسلے میں آنا ہوا تو میں نے سوچا کیوں نہ تمہ ارے کوٹھے پر بھی حاضری لگالوں،اس طرح مجھے تمہارا دیدار بھی نصیب ہو جائے گا۔"

وہ سامنے لگی ایک طوائف کی تصویر کو بغور دیکھ رہا تھا جب اپنے پیچھے قدموں کی آواز سن کر وہ پلٹے بنا کہنے لگا۔

الماس بائی جو کمرے میں داخل ہو رہی تھی۔سامنے دیوار کی جانب رخ کیے کھڑے شخص کو تعجب سے دیکھنے لگی۔

"آپ کی تعریف۔؟

Urdu Novels Ghar

الماس بائی نے پان چباتے ہوئے کہا۔اُسکی بات پر وہ اُس کی جانب پلٹا۔الماس بائی اُس کے پلٹتے ہی اُس کے چہرے کو دیکھ کر ساکت رہ گئی تھی۔

کیونکہ آج تک اُس نے اِس کوٹھے پر جتنے بھی مرد دیکھے تھے۔وہ اُن سب مردوں میں سے الگ لگا تھا۔بلکہ یوں کہا جائے کہ آج تک اُس جیسے یونانی دیوتا کو اُس نے اپنی پوری جوانی میں بھی نہیں دیکھا تھا۔

"تعریف۔"

اُس نے خباثت سے اپنی ٹھوڑی پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کچھ سوچا۔

"الماس بائی کوٹھے میں ہم جیسے آنے والے آوارہ مردوں کو میرے خیال سے تمہاری زبان میں گاہک کہتے ہونگے اور اِس معاشرے کے لوگوں کی زبان میں ہم لوگوں کو بے غیرت، عیاش، بدقماش اور بدکردار کے نام سے پہچانتے ہیں۔کیوں ٹھیک کہا نا میں نے بائی۔"

اُس نے اپنے قدم بائی کے عین مقابل روک کر اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے تمسخرانہ انداز میں کہا۔

"اس کا مطلب صاحب تم یہاں۔"

" بائی بڑی تیز ہو تم۔۔ جلدی سے سمجھ گئی۔ میری طلب کو کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔"

Urdu Novels Ghar

اپنے مضبوط کندھوں پر رکھی سندھی اجرک کو درست کرتے ہوئے وہ سامنے رکھے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتے ہوئے معنی خیزی سے کہنے لگا۔

"صاحب ابھی آپکی طلب پوری کرنے کے لیے میں یہاں کی نایاب سے نایاب لڑکیاں آپ کی خدمت میں پیش کرواتی ہوں۔"

بائی نے کمینگی سے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

" بائی نایاب نام نہیں صرف لڑکی ہونی چاہیے یاد رہے۔ورنہ آپکا یہ جو خوبصورت امیج ہے نا میری نظروں میں وہ گر جائے گا اور پھر اگر کسی کی امیج میری نظروں میں گرتی ہے نا، تو میں اُس کو اِس پوری دنیا کے کسی بھی کونے میں چین سے جینے بھی نہیں دیتا۔"

اُس نے اپنی نظریں سامنے بائی کے میک اپ زدہ چہرے پر مرکوز کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں صاحب آپ فکر مت کریں۔اِس وقت ہمارے کوٹھے میں ایسے خوبصورت دو ہیرے ہیں، جو مجھے لگتا ہے کہ صرف آپ کے لیے ہی بنے ہیں۔زری گل جاؤ اور جا کر زرناب بائی اور اُس لڑکی کو لے کر آؤ"

الماس بائی نے اُس سے کہہ کر اپنی بیٹی کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

"آس صاحب۔۔۔۔۔!!

وہ صوفے پر آرام دہ انداز میں بیٹھا اپنے فون پر کسی کو میسج کر رہا تھا۔الماس بائی کی آواز پر اپنا سر اوپر اٹھا کر سامنے کمرے کے بیچ میں کھڑی ان دو خوبصورت لڑکیوں کی جانب دیکھنے لگا۔

" صاحب یہ رہے اِس کوٹھے کے وہ خوبصورت ہیرے جو آج اپنی بخت پر نازاں ہوں گے۔کیونکہ آج اُن کو آپ کے ساتھ خوبصورت وقت گزارنا کا موقع مل رہا ہے. "

الماس بائی نے دو خوبصورت لڑکیوں کو کمرے کے عین بیچ میں کھڑا کرتے ہوئے کہا۔تو وہ صوفے سے اٹھ کر کمرے کے بیچ کھڑی ان دونوں لڑکیوں کی جانب آہستہ سے بڑھنے لگا۔

" بائی ماننا پڑے گا۔ تمہارے کوٹھے کی جس نے بھی تعریف میں زمین آسمان ایک کیا ہے نا۔ تو سہی کیا ہے۔ آج تک میں نے شہر میں اتنا حسن نہیں دیکھا ہو گا الماس بائی۔ جو میں یہاں تمہارے کوٹھے پر دیکھ رہا ہوں۔ "

زرناب بائی کی ٹھوڑی کو نرمی سے پکڑ کر وہ اوپر اٹھائے اُس کے خوبصورت چہرے پر اپنی نظریں ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔ زرناب بائی نے اپنے سامنے کھڑے یونانی دیوتا سا حسن لیے شخص کو مبہوت ہو کر دیکھا۔

" صاحب آپ کی طرح کے حسین مرد کو بھی تو ہم نے آج سے پہلے اِس کوٹھے میں نہیں دیکھا۔ "

الماس بائی نے اُس کے خوبصورت وجیہہ چہرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں اماں سہی کہا آپ نے ہمارا دل بھی تو آج انہیں دیکھ کر پہلی بار زور سے دھڑکا ہے۔"

زرناب بائی نے اپنا نازک ہاتھ اُس کے وجیہہ چہرے پر محبت سے پھیرتے ہوئے کہا۔ زرناب کی بے باک حرکت پر وہ زور سے قہقہہ لگا کر سامنے کھڑی دوسری لڑکی کی جانب بڑھا جو کہ خاموش کھڑی ضبط سے انکی باتیں سن رہی تھی۔

" بائی کیا یہ گوہر نایاب گونگی ہے۔ جب سے آئی ہے۔ تب سے کھڑی ہماری باتیں خاموشی سے سن رہی ہے ؟"

اُس نے اپنی انگلیاں اُس کے چہرے پر پھیرتے ہوئے کہا۔ تو وہ اُسکا بے باک لمس اپنے چہرے پر محسوس کر کے اپنی سرخ نگاہوں سے اسے دیکھنے لگی۔

"نہیں صاحب بس یہ اِس دھندے میں ابھی نئ آئی ہے۔اس لئے ابھی اُسے بہت کچھ سیکھنا پڑے گا۔اور یہ اِس کوٹھے میں نایاب اِس لیے بھی ہے۔کیونکہ یہ ان چھوئی ہے۔ابھی تک یہ پاکیزہ دوشیزہ ہے۔"

بائی نے اُس لڑکی کو کٹیلی نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

"آس صرف اس چیز کو حاصل کرتا ہے۔جو پہلے کسی کی ملکیت نا ہوں۔الماس بائی تمہارے کوٹھے کی یہ خوبصورت اَن چھوئی دوشیزہ مجھے چاہیے اور میرے خیال سے یہ تمہاری زرناب بائی تو پہلے سے ہی بہت ساروں کی ملکیت رہ چکی ہو گی۔"

آس نے اس لڑکی کی نازک کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"صاحب آپ کی خوشی میں ہم خوش۔زرناب گل ہو یا پھر دلکش دونوں ہی اِس کوٹھے کی شان ہیں۔دلکش کیا ہوا جو میری سگی بیٹی نہیں ہے۔ مگر میں اُسے اپنی سگی بیٹیوں کی طرح چاہتی ہوں۔"

الماس بائی نے زرناب گل کا چہرہ سرخ ہوتے ہوئے دیکھ کر کہا۔تو زرناب گل نے غصے سے دلکش کو گھور کر اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

"ہوں تو اس پری کا نام دلکش ہے۔"

اُس نے دلکش کے دلنشیں مکھڑے کی جانب دیکھ کر کہا۔

Urdu Novels Ghar

"الماس بائی، کیا آپ میری اِس خوبصورت شام کا حصہ بننا چاہتی ہیں جو آپ اب تک یہاں سے تشریف لے کر نہیں جا رہیں؟"

اُس نے بائی کو وہی کھڑے دیکھ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔آس صاحب میں بھلا کیوں کباب میں ہڈی بننا پسند کروں گی۔"

بائی نے اپنے قدم کمرے کے داخلی دروازے کی جانب بڑھا کر کمینگی انداز میں کہا۔

"دیکھو مم۔ میرے قریب مت آنا۔؟

دلکش اُسے اپنی طرف آتا ہوا دیکھ کر گھبراتے ہوئے کہنے لگی۔ مگر فون کی ٹون بجتے سن کر وہ وہی رک گئی تھی۔

الماس بائی کے باہر نکلتے ہی آس نے ابھی اپنے قدم دلکش کی جانب بڑھائے ہی تھے کہ اُسکا سارا موڈ اُس کے فون کی ٹون نے خراب کر کے رکھ دیا۔

💖-----------💖

"کیا میں بد صورت ہوں، سجاول سائیں.؟

زرناب گل جو اُس وقت چھت پر رکھے جھولے پر سجاول کے سینے پر سر رکھے ہوئی تھی۔ اُس نے پلٹ کر سجاول شاہ کے چہرے پر اپنا نازک ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"جانِ سجاول آپ ہماری ان آنکھوں میں دیکھیں آپ کو پتہ چل جائے گا کہ آپ اِس دنیا کی حسین ترین لڑکی ہیں۔"

سجاول نے اُس کے ہاتھ کو پکڑ کر محبت سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اِس کا مطلب سجاول سائیں آپ یہ کہنا چاہ رہے ہو کہ میں صرف آپ کی نظروں میں حسین ہوں۔اس پوری دنیا کو تو میں صرف ایک بد صورت اور غلیظ ترین شے لگتی ہوں۔"

اُس نے جنونی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔تو سجاول شاہ نے اُسے حیرانی سے دیکھا۔کیونکہ آج سے پہلے اُس نے اس کا اس طرح کا ردعمل جو نہیں دیکھا تھا۔

"یہ خیال آپ کو آج کس نے دلایا ہے کہ آپ خوبصورت نہیں۔"

"ہے ایک سنگ دل شخص جس نے اُس دلکش کو چن کر اچھا نہیں کیا۔"

زرناب گل نے نیچے جھک کر ایک گلاب کی پنکھڑی کو اٹھا کر شدتِ جنون سے مسلتے ہوئے کہا۔

"جانِ سجاول! آپ کیوں اُس پنکھڑی کو مسل کر اپنی اِن خوبصورت نازک انگلیوں کو اِس کی نوکیلی کانٹوں سے زخمی کرنا چاہتی ہیں۔اُسے میرے حوالے کر دیں میں اُس سے آپ کی ایک ایک تکلیف کا بدلا لوں گا۔"

سجاول شاہ نے اُسے کمر سے پکڑ کر اپنے نزدیک کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں سائیں آج پہلی بار میں نے شکست کا سامنا کیا ہے اور وہ بھی اُس دلکش کی وجہ سے۔اس لیے انتقام بھی میں اپنے طریقے سے لوں گی اُس چڑیل سے۔ پھر چاہے اُس میں میرے ہاتھ ہی کیوں نہ زخمی ہو جائیں۔"

زرناب گل آہستگی سے اُس کی نرم گرفت سے نکل کر کہنے لگی۔

"تو یہ ہے جانِ سجاول. جس نے تمہاری بجائے اُس پنکھڑی کو چنا۔"

سجاول نے غور سے نیچے کاٹن کی سفید قمیض شلوار میں ملبوس شخص کو دیکھا جس کی پشت اُن دونوں کی جانب تھی۔

"ہاں یہی ہے۔ وہ پتھر دل شخص۔ جس کو دیکھ کر آج زرناب بائی، زرناب نہیں بلکہ ایک داسی بننا چاہتی تھی۔ مگر دلکش کے دلنشیں روپ نے اُسے اسکا ہونے پر مجبور کر دیا۔"

زرناب نے منڈیر پر اپنی گرفت سخت کرتے ہوئے کہا۔

لیکن سجاول شاہ کی رنگت آس کے چہرے پر نظر پڑتے ہی لٹھے کی مانند سفید پڑنے لگی۔

وہیں پر دوسری جانب آس جو کہ اپنے کسی ضروری فون کال کی وجہ سے باہر نکلا تھا۔ بے ارادہ ہی اُسکی نظریں اوپر چھت پر اُن دونوں پر پڑی تو وہ سجاول شاہ کو دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے اپنے قدم اندر کی جانب بڑھانے لگا۔

"زر یہ یہاں کیا کر رہا ہے۔اِسے یہاں نہیں ہونا چاہیے تھا۔"

سجاول نے گھبراتے ہوئے اپنا رخ دوسری جانب کرتے ہوئے کہا۔

"سائیں آپ کی رنگت اُسے دیکھ کر کیوں سفید پڑ رہی ہے۔کیا آپ اُسے جانتے ہیں؟"

زرناب بائی اُسے گھبرا کر اپنا چہرہ دوسری جانب کرتے ہوئے دیکھ کر حیرانگی سے اُس سے پوچھنے لگی لیکن وہ کسی بھی بات کا جواب دیے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

💖-----------💖

"مم۔مجھے ہاتھ لگانے کی کوشش مت کرنا۔ورنہ میں تمہیں جان سے مار دوں گی۔"

الماس بائی کے روم سے نکلتے ہی آس کے وجیہہ چہرے پر یکدم سے خطرناک تاثرات پھیلنے لگا۔۔۔۔ جیسے دیکھ کر دلکش نے خوف سے اپنے قدم پیچھے بیڈ کی جانب بڑھا کر کہا۔

"خاموش ایک لفظ بھی اب اگر تمہارے منہ سے نکلا تو میں تمہاری جان بھی لے سکتا ہوں۔"

آس نے آگے بڑھ کر غصے سے اُسکی کمر پر اپنا مضبوط آہنی ہاتھ رکھ کر اُس کے کانپتے ہونٹوں پر اپنا دوسرا ہاتھ سختی سے جماتے ہوئے کہنے لگا۔

"عزت لینے سے اچھا ہے تم میری جان لے لو۔اِس طرح میں روز مرنے سے بچ جاؤں گی۔"

دلکش سامنے بیڈ پر گر کر اپنے بالوں کو بے دردی سے اپنی مٹھیوں میں بھر کر زور سے چیختے ہوئے کہنے لگی۔

"خاموش ایک لفظ بھی اب بکا تم نے، تو ریوالور کی ساری گولیاں تمہارے بھیجے میں اتار دوں گا سمجھی۔۔۔اور میں یہاں تمہاری عزت کا لٹیرا بن کر نہیں۔۔۔۔بلکہ محافظ بن کر آیا ہوں۔"

اُس کی بات پر اُس کے ماتھے پر بے حساب شکن نمودار ہوئے۔اپنی جیب سے ریوالور نکال کر آس نے اُسے بے دردی سے بیڈ سے اٹھا کر غصے سے اُس کے

ماتھے پر ریوالور رکھتے ہوئے کہا۔۔۔تو دلکش نے خوف سے سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اپنے ماتھے پر رکھے ریوالور کو دیکھا۔

"تم سچ کہہ رہے ہو کیا تم مجھے کچھ بھی نہیں کرو گے اور اِس غلیظ جگہ سے مجھے نکال کر لے جاؤ گے نا؟

دلکش اس سے لگی حیرانگی سے پوچھنے لگی۔

"شازم سائیں دروازہ کھولیں ہم پولیس آفسر کے ساتھ آئے ہیں۔"

آس ابھی کچھ کہتا کہ کسی نے دروازہ زور سے پیٹتے ہوئے کہا۔

"جب تک میں تمہیں یہاں خود لینے کے لیے نہ آؤں۔۔۔۔ تم باہر نہیں نکلو گی۔ گوٹ اٹ۔"

آس نے اُسے خود سے الگ کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا۔ تو وہ اُس کی بات پر اپنا سر ہاں میں ہلانے لگی۔

"کون ہو تم لوگ اور ہمیں کیوں اِس طرح کھڑا کیا ہوا ہے۔؟"

الماس بائی نے اپنے ہتھکڑی میں جھکڑے ہاتھوں کو سامنے کھڑے سیاہ لباس میں ملبوس اسلحہ سے لیس افراد کی جانب اٹھاتے ہوئے غصے سے کہا۔

" بائی تمہیں کیا لگا کہ سید شازم علی شاہ تمہارے کوٹھے میں گاہک کی حیثیت سے آئے گا۔"

شازم علی شاہ سیڑھیوں سے اتر کر سامنے پولیس آفیسر کے ساتھ کھڑے مٹل کو ریوالور تھاما کر انتہائی سنجیدگی سے کہنے لگا۔

"سید شازم علی شاہ۔"

الماس بائی نے حیرت سے اُسکا نام لیا۔

" سہی پہچانا بائی تم نے۔۔۔۔۔ میرا نام سید شازم علی شاہ صرف اپنے دوستوں کے لیے۔۔۔۔۔۔اور اپنے دشمنوں کے لیے میں صرف "آس" ہوں۔"

شازم علی شاہ نے تیز نظروں سے بائی کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

" میری غلطی کیا ہے۔۔۔۔۔جو تمہارے آدمیوں نے مجھے اِس طرح باندھا ہے ہتھکڑیوں سے، آخر میں نے کیا کیا ہے۔۔۔۔۔؟

الماس بائی نے اپنی تیکھی نظروں سے سامنے کھڑے مٹل اور سیاہ کپڑوں میں ملبوس شخص کو گھورتے ہوئے کہا۔

" غلطی نہیں الماس بائی تم نے تو گناہ کیا ہے۔۔۔۔۔۔۔وہ بھی میری غیر موجودگی میں میرے ہی گاؤں کی ایک شریف لڑکی کو تمہارے آدمیوں نے رات کے اندھیرے میں اُس کے گھر میں گھس کر تمہارے کہنے پر اُسے اغوا کیا تھا، کہ نہیں بائی جواب دوں۔۔۔مجھے صرف ہاں یا نا میں جواب چاہیے۔ "

شازم علی شاہ نے کہہ کر سامنے کھڑے مٹل کو اشارہ کیا تو مٹل نے الماس بائی کے سر پر ریوالور رکھا۔

"ہاں سائیں مم۔ میرے کہنے پر دلکش کو میرے آدمیوں نے اُس کے گھر سے اٹھایا تھا۔۔۔"

الماس بائی خوف کے عالم میں اپنے سر کے پیچھے ریوالور کو محسوس کرتے ہوئے لرزتے ہوئے کہنے لگی۔

"کیوں ! ! الماس بائی میں وجہ جان سکتا ہوں۔۔"

شازم نے سرد لہجے میں اُس سے پوچھا۔۔۔تو بائی اُسکی سرد آواز سن کر کانپنے لگی۔

"وہ صاحب بہت زیادہ خوبصورت ہے۔۔۔۔۔اِسی لیے میں نے سوچا کیوں نا اُسے اٹھا کر دو چار پیسے کمالوں۔۔۔"

الماس بائی نے کپکپاتے ہوئے کہا۔

"چند پیسوں کے لیے بائی۔۔۔تم نے ایک معصوم کی زندگی سے کھیلا۔۔۔۔"

شازم علی شاہ اُس کی بات پر اپنا ضبط کھو کر آگے بڑھا اور مٹل کے ہاتھوں سے ریوالور لے کر سخت غصے سے اُس کے پاؤں پر فائر کرتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"اماں۔۔۔۔!!!

زرناب گل اور زری نے جب فائر کی آواز سنی تو وہ دونوں بھاگتے ہوئے ہال کی جانب آئی تو سامنے گری درد کے باعث تڑپتی ہوئی اپنی ماں کو دیکھ کر وہ دونوں زور سے چیخ اٹھی تھی۔

"یہ کک، کیا۔۔۔۔۔۔۔ کیا آپ نے ہماری اماں پر گولی چلایا ایک عورت پر گولی آپ کو شرم نہیں آئی گولی چلاتے ہوئے۔۔۔۔۔"

زرناب گل نے آگے بڑھ کر اُسے گریبان سے پکڑتے ہوئے چیخ کر کہا۔ تو شازم علی شاہ نے غصے سے اُس کے ہاتھوں کو اپنے گریبان سے جھٹکا۔

"یہ عورت ہو کر دوسری عورت کا نہیں سوچ سکتی۔۔۔۔۔۔ تو میں بھلا کیوں سوچتا گولی چلاتے وقت ہاں۔۔۔۔ بتاؤ مجھے یہ ایک معصوم لڑکی کے ساتھ برا کر سکتی ہے۔۔۔۔۔۔ تو میں کیوں اِس کے ساتھ برا نہیں کر سکتا۔"

شازم نے سرد لہجے میں کہہ کر الماس بائی کے تڑپتے وجود کو ہقارت سے دیکھا۔

"مٹل دلکش کو عزت کے ساتھ اُس کے گھر چھوڑ کر آؤں۔۔"
مٹل کی جانب دیکھتے ہوئے اُس نے کہا۔

"جو حکم چھوٹے سائیں۔۔"

مٹل نے تابعداری سے کہتے ہوئے اپنے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھائے تھے۔ تو وہ سیاہ کپڑوں میں ملبوس شخص کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آفیسر میں جب تک نا کہوں تم بائی کو رہائی نہیں دوں گے۔۔۔ پھر چاہیے اُس کے "چمچے" ہی کیوں نا تھانے میں اُسے رہائی کروانے پہنچ جائے۔۔۔۔۔ تم اُسے رہائی کسی بھی صورت نہیں دوں گے۔.."

شازم علی شاہ زرناب گل کو بغور دیکھتے ہوئے چمچے پر زور دیتے ہوئے بولا۔

–

"اے۔۔!! یہ کیا ابھی تک تم لوگوں نے ہمارے بچے کے لیے کھانا گرم نہیں کیا چریو (پاگل) کے اولادوں۔۔۔"

اسوہ ذولفقار شاہ کچن میں داخل ہو کر غصے سے چولہے کے سامنے کھڑی دو کم عمر ملازمین کو دیکھتے ہوئے سخت لہجے میں بولی۔

"معافی چاہتے ہیں،،بڑی سائیں ہمیں ہاجرہ بی بی نے شازم سائیں کے لیے کھیر بنانے کے لیے کہا ہے۔۔۔"

ایک ملازمہ جو باؤل میں کھیر کے لیے خشک میوہ کاٹ رہی تھی ان سے کہنے لگی۔تو انھوں نے غصے سے اُسے گھورا۔

"تیاری تو ایسے کر رہی ہے۔اماں ہاجرہ جیسے کے حویلی میں شہزادہ سلیم آ رہا ہے۔"

اُنھوں نے استہزاء نظروں سے وہاں موجود سبھی ملازمین کو غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اماں ہم آپ کو اُس شہزادے سیلم کا ایک زبردست کارنامہ سنائے گے نا۔تو آپکا سارا غصہ ایک منٹ میں غائب ہو جائے گا۔۔"

کچن کے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑے سجاول شاہ نے آگے بڑھ کر اپنی ماں کو کندھوں سے تھام کر باہر لے جاتے ہوئے کہا۔

"ہیلو منہنجو خوبصورت جوان پٹ۔۔"

(ہائے میرا خوبصورت جوان بیٹا)۔۔"

انہوں نے محبت سے سجاول شاہ کی پیشانی کو چومتے ہوئے اپنے سندھی زبان میں کہا۔

"کب سے آیا ہے۔۔ مگر مجال ہے جو اُن سب کام چور کیڑوں کو میرے جوان پر کا تھوڑا سا بھی خیال ہو۔۔۔"

اُنھوں نے سامنے کچن میں کام کرتی ملازماؤں کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اماں ہم نے کتنی بار کہا ہے۔۔۔آپ اپنا یہ ممتا بھرا پیار یہاں حویلی کے نوکرانیوں کے سامنے مت دکھایا کرے۔۔۔۔۔۔مجھے سخت زہر لگتا ہے۔۔۔۔۔آپکو اِس طرح پیار جتاتے ہوئے دیکھ کر۔۔۔"

سجاول شاہ نے ناراضگی سے اپنی پیشانی صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا بچے تم اُس شہزادے کے بارے میں کیا بتا رہے تھے۔اب تو وہ یہاں آیا ہے نا۔۔۔۔۔تو روز ہمیں اس صاحبزادے کا کوئی نا کوئی کارنامہ سننے کو ضرور ملا کرے گا۔۔"

انہوں نے نقوہت سے اپنے منہ کا زاویہ بگاڑ کر طنزیہ لہجے میں کہا۔۔

"اماں میں نے سنا ہے۔وہ شہزادہ سلیم جام شورو میں داخل ہوتے ہی اُس الماس بائی کے کوٹھے پر صرف زرناب بائی کو دیکھنے کے لیے گیا ہے۔۔۔۔"

سجاول شاہ نے بڑے مکاری سے سامنے سے آتے سید وجاہت حسین شاہ کو دیکھتے ہوئے مرچ مسالہ لگا کر اسوہ ذولفقار شاہ سے ایسے کہنے لگا جیسے وہ اُنہیں کوئی راز کی بات بتا رہا ہوں۔

"بیٹا ہم آپکا یہ احسان زندگی بھر نہیں چکا سکتے۔"

دلکش کے چھوٹے سے گھر کے آنگن میں رکھے چارپائی پر وہ بیٹھا چائے پی رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔اچانک سے دلکش کے دادا نیچے بیٹھ کر اُس کے پیروں کو پکڑتے ہوئے روتے ہوئے بولا۔

"ارے یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟

سید شازم علی شاہ نے کپ سامنے کھڑے مٹل کو پکڑایا،اور خود جلدی سے نیچے جھک کر انہیں دونوں کندھوں سے تھام کر اوپر اٹھائے نرمی سے کہنے لگا۔

"کریم بابا یہ ایک احسان نہیں مجھ پر قرض تھا۔جو میرا اِس گاؤں کے اوپر تھا۔۔۔۔۔۔ جسے میں چار سالوں تک اتار نا سکا تھا۔۔۔۔۔۔جو کے میں نے آج احسن طریقے سے اتار دیا ہے۔۔اور آپ اُسے کبھی بھی احسان نہیں سمجھے گے۔۔۔"

اُس نے اُن کے دونوں ہاتھ پکڑ کر نرمی سے چومتے ہوئے محبت سے کہا۔

وہیں دوسری جانب دلکش جو کب سے کچن کے دروازے پر کھڑی انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔۔اُسے اس طرح اپنے دادا ابا کے ہاتھوں کو احترام سے چوم کر اپنی آنکھوں سے لگاتے ہوئے دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

"اچھا کریم بابا اب میں چلتا ہوں۔۔۔۔۔وہاں حویلی میں میری ماں میرا کب سے انتظار کر رہی ہو نگی۔۔۔۔"

اُس نے آگے بڑھ کر کہتے ہی محبت سے بابا کو گلے سے لگا کر کچھ ہرے نوٹ اُن کے جیب میں ایسے ڈالے جسکا انہیں اندازہ بھی نا ہو سکا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر یہ منظر دلکش نے بڑی حیرانگی سے دیکھا۔

"آس بیٹا اتنی جلدی آپ جا رہے ہیں۔۔۔رات کا کھانا کھا کر جاتے۔۔۔۔۔۔۔ہماری دلکش ی ء (بیٹی) بہت اچھا کھانا بناتی ہیں۔۔۔۔"

کریم بابا نے محبت سے اُسے کہہ کر دلکش کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں بابا پھر کبھی آ کر آپکی ی ء کا کھانا بھی ٹیسٹ کر لے گے۔۔اور کریم بابا میرا نام آس صرف میرے دشمنوں کے لیے ہیں۔آپ کے لیے اور اپنی اماں کے لیے میں صرف شازم علی شاہ ہوں۔۔"

اُس نے سنجیدگی سے آپکی ی ء پر زور دیتے ہوئے دلکش کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔۔۔۔۔۔تو دلکش اُسے اپنی جانب متوجہ ہوتے دیکھ جھٹ سے کچن کے اندر جا گھسی تھی۔

"وہ کیوں بیٹا آس تو امید کو کہتے ہیں۔۔اور آپ تو ہمارے لیے ایک امید کی روشنی بن کر آئے تھے۔۔۔۔تو بھلا کیوں آپ اپنے دشمنوں کی آس بننا چاہتے ہیں۔۔۔۔"

Urdu Novels Ghar

انہوں نے تعجب سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔تو وہ اُن کی بات پر محض خوبصورتی سے مسکرانے لگا۔

" بابا پھر کبھی آکر آپ کو بتاؤ گا۔۔...... کہ میں کیوں اپنے دشمنوں کے لیے آس بننا پسند کرتا ہوں۔۔۔"

اُس نے اپنے ہاتھ اُن کے کمزور ہاتھوں پر رکھتے ہوئے نرمی سے کہا۔اور مٹل کو گاڑی نکالنے کا اشارہ کرتے خود اپنے قدم آگے بڑھنے لگا۔

جب وہ کچن کے سامنے سے گزرا تو بے ارادہ ہی اُسکی نظریں کچن کی جانب بڑھی۔ جہاں اُسے دلکش تو نظر نہیں آئی ہاں اُسکا زرد آنچل اُسے ضرور لہراتا ہوا نظر آیا۔

"وہیں پر رک جاؤ سید شازم علی شاہ۔۔"

شازم علی شاہ نے اپنے قدم حویلی کے اندر رکھے ہی تھے۔کہ وجاہت حسین شاہ کی غصیلی آواز سن کر وہ بے زاریت سے اپنے قدم وہی روکتے ہوئے انہیں دیکھنے لگا۔جو سامنے کھڑے اُسے غصے سے گھور رہے تھے۔

"آپ کو جو بھی بات کرنی ہے۔کل صبح کر لیجئے گا۔۔۔۔میں ابھی بہت تھکا ہوا ہوں۔اِس لیے میں ابھی آپ کے کسی بھی سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔"

بے نیازی سے کہہ کر وہ اِنہیں مکمل نظر انداز کرتے ہوئے اپنے قدم آگے حویلی کے دروازے کی جانب بڑھانے لگا۔ تو اُسکی بے نیازی دیکھ کر وجاہت حسین شاہ کو بہت تاؤ آیا۔

" مگر مجھے تم سے ابھی اور اِسی وقت بات کرنی ہے۔۔۔ سنا تم نے سید شازم علی شاہ۔۔۔۔۔"

انہوں نے اُس کے رو بر و کھڑے ہو کر غصے سے کہا۔

"اگر تم نے یہی سب کچھ کرنا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو تم وہی رہ کر کرتے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی تمہیں ہاں۔۔۔۔ اگر تمہیں عیاشی کرنی تھیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو تم وہی کراچی میں رہ کر اپنا یہ شوق پورا

کرتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کم از کم تمہاری اِس حرکت سے یہاں ہمارا نام تو خراب
نا ہوتا۔ "

انہوں نے اُسکی جانب سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ اُن کی سخت لہجے
سے کہنے پر زور سے قہقہہ لگا اٹھا۔

" ہوں تو آپ کو بھی میرا کارنامہ پتہ چل گیا۔۔۔۔۔۔مگر جس نے آپ کو میرا
یہ کارنامہ مرچ مسالہ لگا کر سنایا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔کیا آپ نے اُس عظیم شخص
سے پوچھا۔۔۔کہ وہ وہاں بے غیرتوں کے پاس کرنے کیا آیا تھا۔ "

اُس نے محظوظ کن انداز میں مسکراتے ہوئے سامنے اسوہ شاہ کے ساتھ کھڑے
سجاول شاہ پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔

Urdu Novels Ghar

"سجاول شاہ کیا کہہ رہا ہے یہ۔۔۔۔؟

اُنھوں نے مڑ کر سجاول شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ اتنی جلدی اپنے پکڑے جانے پر پہلوں بدلنے لگا۔

"وہ دادا سائیں مم۔ میں۔۔"

سجاول شاہ سے گھبراہٹ میں بس اتنا کہا گیا۔

"سجاول سائیں تم رہنے دو تم سے کہا نہیں جائے گا۔۔۔۔۔۔ میں خود بتاتا ہو۔ نا دادا سائیں کو کہ تم وہاں کیا کرنے آئے تھے۔"

شازم علی شاہ اُسے چپ کرواتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔تو اُسکی بات پر سجاول شاہ گھبرا کر اسوہ زولفقار شاہ کی جانب دیکھنے لگا۔

"کیا رہنے دیں ہاں شہزادے صاحب۔۔۔۔۔۔۔۔۔تم اِس طرح اپنی بات نہیں بدل سکتے سمجھے۔۔۔۔۔اور نا ہی میرے معصوم پہ پر الزام لگا سکتے ہو۔"

اسوہ زلفقار شاہ آگے چل کر شازم علی شاہ کے عین سامنے کھڑے ہو کر غصے سے بولی۔

"تائی اماں۔۔۔۔۔آپ اپنے اِس معصوم بھولے پہ کو اسی کی طرح کے کسی معصوم لڑکی سے شادی کیوں نہیں کرواتی۔یہ بے چارہ ہمارا شریف سید زادہ روز کوٹھے کے چکر لگانے سے تو بچ جائے گا۔۔۔۔۔"

اُس نے طنز کے نشتر اسوہ شاہ پر اچھالتے ہوئے کہا۔ تو اسوہ شاہ نے وجاہت حسین شاہ کی جانب دیکھا جو اب سجاول شاہ کو بری طرح سے گھور رہے تھے۔

"اچھا دادا سائیں اب رات بہت ہو گئی ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چلتا ہوں سونے کے لیے۔۔۔۔۔۔ اور آپ بھی جا کر سو جائیں۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ہاں زیادہ غصہ صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔"

اُس نے جمائی لیتے ہوئے آرام سے کہتے ہوئے اپنے قدم روم کی جانب بڑھانے سے پہلے وہ اُنہیں چھیڑنا نہیں بھولا، اور وہ تینوں وہی کھڑے اُسے اپنی نظروں سے اوجھل ہوتا ہوا دیکھنے لگے۔

اپنے روم میں جانے سے پہلے وہ سیدھا خالہ ماں کے روم کی جانب بڑھا تھا۔ پورے چار سال بعد وہ آج اپنی خالہ ماں کو دیکھے گا یہ خوشی اُس کے چہرے پر نور بن کر چمک رہی تھی۔

"اسلام و علیکم اماں کیسی ہیں آپ۔۔۔"

روم میں داخل ہو کر اُس نے محبت سے اُنہیں سلام کیا جو سامنے کرسی پر بیٹھی تسبیح پڑھ رہی تھیں۔

"ماءُ صدقے میرا بیٹا میرا شہزادہ شازی آیا ہے۔۔۔"

انہوں نے خوشی سے اُسے دیکھتے ہوئے محبت و شفقت سے کہا۔ تو وہ چل کر اُن کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اُن کے دونوں کمزور ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لے کر چومتے ہوئے اپنی پیشانی سے لگانے لگا۔

"اماں مجھے آپ کی بہت یاد آئی، بھلا کوئی ایسے کرتا ہے اپنے بیٹے کو اکیلا چھوڑ کر ہاں۔۔۔۔"

وہ اُن کے ہاتھ اُسی طرح اپنی پیشانی سے لگائے گلوگیر اور کپکپاتے ہوئے لہجے میں بولا۔

"میں بھی مجبور ہو گئی تھی میرے بچے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ورنہ میں بھلا اپنے اتنے سہاۓ سہ ٹ وپ (اچھے اور خوبصورت بیٹے) کو اکیلا چھوڑ سکتی ہوں۔"

Urdu Novels Ghar

انہوں نے شفقت سے اُس کے گھنے اور سلکی بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا۔ تو وہ انکی بات پر ناراضگی سے وہاں سے اٹھ کر بیڈ کی جانب بڑھنے لگا۔

"شازی میرے بچے۔۔۔۔"

وہ جو بیڈ پر غصے سے بیٹھا ہوا تھا۔۔۔۔اُن کی آواز سن کر وہ اُنہیں دیکھنا لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو اپنا ہاتھ سینے پر رکھے زرد چہرہ لیے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"ماں۔۔۔۔۔"

اپنی ساری ناراضگی بھلا کر وہ اُنکی جانب بھاگا اور اُنہیں اپنے مضبوط بازوؤں میں لیتے ہوئے بیڈ کی جانب بڑھ کر انہیں ہڑبڑی میں پکارنے لگا۔

"ماں آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔۔۔۔۔ مم۔ میں ابھی ڈاکٹر کو بلاتا ہوں۔۔۔آپ کو ٹھیک ہونا ہے اپنے شازی کے لیے۔۔۔۔"

وہ اُن کے ہاتھ پاؤں سہلاتے ہوئے ضبط سے سرخ ہوتی اپنی نظریں اُن کے زرد پڑتے چہرے پر ڈالتے ہوئے کہنے لگا۔

"مٹل، شرفو۔۔۔۔۔۔!!

اب وہ زور سے مٹل اور شرفو کو آوازیں دینے لگا۔

"یہ کیا شور مچایا ہوا ہے تم نے لڑ کے۔۔۔۔۔۔اچھی خاصی نیند آ رہی تھی مجھے۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر نہیں تمہارے ہوتے ہوئے اب کہاں ہم چین کی نیند سو سکتے ہیں۔۔"

اسوہ ذو لفقار شاہ وہاں آتے ہی بے زاری سے بولنے لگیں۔اُن کی بے حسی پر وہ اُنہیں اپنی ضبط سے سرخ ہوتی نظروں سے.بری طرح سے گھورنے لگا۔

"تائی اماں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اگر آپ کے اندر ایک فیصد بھی انسانیت باقی ہے تو خاموش رہیں۔۔۔۔مانا کے آپ کی نیند میری وجہ سے خراب ہوئی ہے۔۔۔۔۔ مگر اِس وقت اِس بوڑھی عورت کو بھی آپ کی سخت ضرورت ہے۔۔۔۔ لیکن آپ کو تو اپنی نیند پیاری ہے۔۔۔تو پھر آپ کو کہاں میں اور یہ بوڑھی عورت نظر آئے گی۔۔۔۔"

وہ غصے سے سرد لہجے میں بولا۔ تو وہ اُسکی تیز آواز سن کر آج پہلی بار اُس سے خوف محسوس کرنے لگی تھیں۔

"سائیں ڈاکٹر صاحب۔۔"

مٹل نے وہاں آکر کہا۔ تو اس نے اضطراب کے عالم میں ڈاکٹر کو اندر آنے کا کہا اور اسوہ شاہ کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا۔

—

"مسٹر شازم علی شاہ اب وہ بالکل ٹھیک ہیں۔۔ آپ پریشان نہ ہوں۔"

ڈاکٹر نے اُسے سامنے صوفے پر پریشانی سے بیٹھے دیکھا تو اُسے مطمئن کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہا۔ہاں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ نے کچھ کہا مجھ سے ڈاکٹر صاحب۔۔؟

وہ چونک کر صوفے سے اٹھا اور اپنی پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالتے ہوئے سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"شاہ صاحب۔۔۔۔۔اب آپ کی ماں کی طبیعت پہلے سے کافی بہتر ہے۔۔۔"

ڈاکٹر صاحب نے پھر سے اپنی بات دہرائی۔

" شکر رب کریم کا کہ وہ اب ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر صاحب اور کوئی پریشانی والی بات تو نہیں ہے نا. "

اُس نے ڈاکٹر کو خاموش کھڑے دیکھا تو پوچھے بنا نہ رہ سکا۔

" نہیں ایسی کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے مگر مسٹر شاہ۔ "

ڈاکٹر صاحب نے رک کر اُس کے سنجیدہ چہرے کی جانب دیکھا۔

" مگر کیا ڈاکٹر صاحب۔؟

اُس نے اپنی نظریں اُن پر مرکوز کرتے ہوئے پوچھا۔

"مسٹر شاہ اُنہیں۔۔ایسی کوئی بات اندر ہی اندر کھائے جارہی ہے۔ایسا کوئی واقعہ جو انہیں بہت پریشان کر رہا ہے۔"

ڈاکٹر صاحب نے اپنے دونوں ہاتھوں کو آپس میں ملاتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ڈاکٹر صاحب آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔۔میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔۔۔"

اُس نے نا سمجھی سے ڈاکٹر کی جانب دیکھا۔

"مسٹر شاہ آپ جتنا ہو سکے۔۔۔۔اُنہیں خوش رکھا کریں۔اور کسی بھی ٹیشن سے اُنہیں دور رکھیں۔۔کیونکہ یہ اُن کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔"

ڈاکٹر صاحب نے اپنا بیگ ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ تو شازم اُنہیں باہر چھوڑنے کے لیے مٹل کو اشارہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"آپ فکر مت کریں اب میں آیا ہوں نا تو وہ خوش رہیں گی۔ کیونکہ اُن کی خوشی صرف مجھ میں ہے۔"

اُس نے محبت سے اُن کے بارے میں کہا۔

"اماں کیا درگاہ میں جانا ضروری ہے؟

شازم ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ کی گرفت میں لیے اُنہیں سڑھیوں سے اترنے میں مدد کرتے ہوئے پوچھنے لگا۔

جب سے اُس نے سنا تھا، اُسکی خالہ ماں نے اُس کی واپسی کے لیے کتنی ہی درگاہوں میں منت مانی تھی۔ یہ جان کر اُسے اپنے اوپر بہت تاؤ آیا تھا۔ کہ وہ کیوں اُنہیں سمجھ نہ سکا۔ اُن کو بھول کر اُس نے کیوں اپنے ماضی کو یاد رکھا۔

وہ مانتا تھا، کہ اولیاء کرام کے مزارات پر جانا برا نہیں۔۔ البتہ مزارات پر اپنے نفع و نقصان کے لیے جانا اور ان کی روحوں کو اپنے افعال واحوال پر مطلع جان کر ان کی قبروں کے سامنے سجدہ کر کے عاجزی وانکساری ظاہر کرتے ہوئے مرادیں مانگنا جائز نہیں۔

"بیٹا مجھے پتہ ہے۔۔۔ یہ سب آپ کو پسند نہیں ہے۔۔۔ مگر میں بھی کیا کرتی۔۔ میرا بچہ مجھ سے الگ تھا۔۔۔مانتی ہوں کہ تم میرے سگے بیٹے نہیں ہو۔۔ مگر بیٹا میں نے تمہیں سگی اولاد کی طرح چاہا ہے۔۔۔"

اُنھوں نے لاؤنج میں پہنچ کر صوفے پر بیٹھتے ہوئے اُس کے خوبرو چہرے کو اپنے کانپتے ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر محبت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"واہ کیا بات ہے۔"

اسوہ شاہ وہاں آتے ہی اُنہیں اپنی تضحیک بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ تو شازم اُن کی تمسخر اڑاتی آواز پر اپنی مٹھیاں ضبط کے باعث بھینچنے لگا۔

"سجاول بیٹا یہاں تو سھٹو ماء اور پہ کی شاندار فلم چل رہی ہے۔۔"

اُنھوں نے طنزیہ نظروں سے شازم کی جانب دیکھتے ہوئے سجاول کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

"اماں چلیے ویسے بھی بہت لمبا سفر ہے سیون شریف کا اور اِن ماں بیٹوں کو تو میں آ کر اچھے سے بتاؤں گا ان دونوں کی اوقات۔"

شازم علی شاہ اُنہیں سہارا دے کر صوفے سے اٹھا کر غصے سے اُن ماں بیٹے کی جانب دیکھتے ہوئے بولنے لگا۔

"بڑا آیا ہم کو ہماری اوقات یاد دلانے والا۔۔۔۔ میرا نام بھی سجاول زولفقار شاہ ہے۔اِس بار اُسے ایسی چوٹ دوں گا نا، کہ اُسکی روح بھی کانپ اٹھے گی۔"

اُن دونوں کو حویلی سے باہر نکلتے ہوئے دیکھ کر سجاول شاہ نے نفرت سے سوچا۔

"بیٹا تم باہر جاکر مٹل کے ساتھ غریبوں میں لنگر بانٹنا میں زرا یہاں کچھ دیر اور بیٹھنا چاہتی ہوں"

ہاجرہ اماں نے اُسے دیکھا جو سامنے چبوترے پر بیٹھے کبوتر کو دیکھ رہا تھا۔انہوں نے آگے بڑھ کر اُسے ہلاتے ہوئے کہا۔

"جی اماں۔"

شازم نے فرمابرداری سے اُن کے سامنے اپنا سر جھکاتے ہوئے نرمی سے کہا۔

"اللہ تمہاری نیک خواہشات پوری کرے میرے بچے۔"

اُنہوں نے محبت سے اُس کے جھکے ہوئے سر پر نرمی سے ہاتھ رکھ کر اُسے ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

"اماں چلتا ہوں، مٹل باہر میرا انتظار کر رہا ہو گا۔"

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور اپنی جیب سے موبائل نکال کر مٹل کو میسج کرتے ہوئے اُن سے کہنے لگا۔

"ہاں بیٹا جاؤ۔ میری فکر مت کرو۔۔۔اب ویسے بھی ظہر کی اذان ہونے والی ہے اور میں نماز ادا کر کے خود باہر آ جاؤں گی۔"

اُنھوں نے سامنے کھڑے بلند قامت کے اپنے بیٹے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔جو آج سیاہ قمیض شلوار پر براؤن رنگ کا کوٹ پہنے اپنے مضبوط کندھوں پر سندھی اجرک اوڑھے وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔

"بیٹا اللہ تمہاری ساری جائز خواہشات پوری کرے."

شازم علی شاہ مٹل کے ساتھ درگاہ کے لنگر خانے میں سب لوگوں کے بیچ میں کھڑا لنگر تقسیم کر رہا تھا۔۔۔۔ایک بوڑھی عورت نے آگے بڑھ کر اپنے کپکپاتے ہاتھ اُس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"سائیں وہ۔"

وہ مجمے کو مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ مٹل کی آواز پر اُسے دیکھنے لگا جو کہ سامنے درگاہ کے داخلی دروازے کی جانب اشارہ کر رہا تھا۔جہاں سیاہ اجرک سے اپنے پورے وجود کو چھپائے ایک لڑکی اپنے ارد گرد کو بھلائے شاید اپنے ہوش میں نہیں تھی۔

"مٹل جاؤ یہ اُسے دے آؤ۔"

اُس نے مٹل کو ایک پلیٹ پکڑاتے ہوئے کہا۔ تو مٹل نے اُس کے ہاتھوں سے وہ پلیٹ لے کر اپنے قدم اُس لڑکی کی جانب بڑھائے اور وہ وہیں کھڑا اُس لڑکی کو دیکھنے لگا۔۔ نجانے کیوں وہ لڑکی اُسے اُس وقت کسی کی یاد دلا گئی تھی۔

"بی بی۔"

مٹل نے وہاں پہنچ کر اُس لڑکی کو آواز دیا۔ مگر ندارد وہ اُسی طرح سر جھکائے بیٹھی اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"مٹل تم جاؤ باقی لوگوں کو لنگر تقسیم کرو۔"

اُن دونوں کے پاس پہنچ کر وہ مٹل سے کہنے لگا۔۔۔۔۔۔۔ لیکن اُس کی نگاہیں ہنوز اُس لڑکی کے نقاب کے پیچھے چھپے چہرے پر مرکوز تھی۔

"بی بی یہ کھانا۔"

مٹل کے وہاں سے چلے جانے کے بعد شازم شاہ نے جھک کر اُس کے سامنے پلیٹ رکھتے ہوئے اُسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

اُسکی آواز پر لڑکی نے اپنا جھکا سر یکدم سے اوپر اٹھایا اور اُسے غائب دماغی سے دیکھنے لگی۔۔۔۔شازم علی شاہ کو اُن خوبصورت آنکھوں کی جانب دیکھ کر نجانے کیوں دل میں ایک انجانا احساس اٹھتا ہوا محسوس ہوا۔

"نن۔۔ نہیں چاہیئے مجھے پیچ چلے جاؤ یہاں سے۔کچھ نہیں چاہیے اب مجھے تم سے کچھ بھی نہیں۔"

اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ پاگلوں کی طرح چلاتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو شازم نے کھڑے ہو کر اُسے حیران نگاہوں سے دیکھا۔۔جس کی اجرک اٹھنے کے باعث اُس کے سر سے پھسل کر نیچے زمین پر گر گئی تھی۔

"تم۔"

شازم علی شاہ اُس کے چہرے سے نقاب ہٹتے ہی حیران کن انداز میں کہہ کر اپنے قدم آہستہ سے اُس کی جانب بڑھانے لگا۔

"نہیں میرے پاس مت آنا تم۔سنا نہیں دور رہو مجھ سے۔"

وہ اُسے اپنی جانب بڑھتے ہوئے دیکھ کر زور سے چیخ اٹھی۔۔۔

"دل۔دلکش۔!!!

شازم علی شاہ جو اُس کی جانب اپنے قدم بڑھا رہا تھا، اُسے اپنا سر پکڑے دیکھ کر وہ تیزی سے اُس کی جانب بھاگا

اور اُسے نیچے گرنے سے بچانے لگا۔

"مٹل۔ یہاں آؤ جلدی۔"

وہ اُسے اپنے بازوؤں میں بھر کر زور سے مٹل کو آوازیں دینے لگا۔جو کے اُس کے کہنے پہ لنگر خانے میں کھڑا سب غریبوں میں لنگر تقسیم کر رہا تھا۔

"جی سائیں آپ نے مجھے بلایا۔"

مٹل نے وہاں پہنچ کر اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مٹل مجھے گاڑی کی چابی دو،اور تم حویلی فون کر کے گاڑی منگواؤ اور ہاجرہ اماں کو حویلی پہنچا کر سیدھا میرے تھر والے فارم ہاؤس میں آنا۔"

وہ دلکش کے چہرے کو اچھے سے اُس کی اجرک سے کور کرتے ہوئے مٹل سے کہنے لگا جس کی حیران نظریں اُس کے بازوؤں کی گرفت میں بے ہوش پڑے دلکش کے وجود کی جانب بڑھی۔

"سائیں!!! یہ دلکش بی بی یہاں اِس حالت میں۔"

مٹل نے اُس کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔ تو وہ اُسے اپنی سرخ انگارا ہوتی نظروں سے گھورنے لگا۔

"مٹل گاڑی کی چابی۔"

شازم نے اپنی سرخ و سفید اور چوڑی ہتھیلی آگے بڑھاتے ہوئے اُسے سخت نگاہوں سے گھورا لہجہ ایک دم سے سرد ہو گیا۔۔۔

تو مٹل اُسکی سخت نظروں سے خائف ہوا اور فوراً سے بیشتر اپنی جیب سے گاڑی کی چابی نکالی اور شازم کی جانب بڑھا دی۔۔۔

"اور مٹل دلکش کیوں یہاں اِس حالت میں ہمیں ملی ہے، تم پتہ کر کے تب فارم ہاؤس میں اپنے قدم رکھ سکتے ہو، پتہ چلانا کے ایسی کون سی وجہ ہے۔ جو دلکش مجھے اچانک اپنے سامنے دیکھ کر اِس طرح سے پیش آئی ہے۔"

شازم نے اپنی انگلی اٹھا کر اُسے واضح لفظوں میں وارننگ دیتے ہوئے کہا۔ تو مٹل سائیں کے وارننگ دینے پر اُسے اپنی وحشت زدہ نظروں سے دیکھنے لگا گھبراہٹ چہرے سے صاف واضح تھی

–

"اب اماں کی طبیعت کیسی ہے ڈاکٹر صاحب۔"؟

زرناب گل جو کمرے کے وسط میں رکھے ہوئے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی سامنے موجود بیڈ پر اپنی ماں کے بے حس و حرکت وجود کو سپاٹ نظروں سے دیکھتے ہوئے ٹریٹمنٹ کے لیے آئے ڈاکٹر رامیش سے پوچھنے لگی۔

" بائی آپ کی اماں ابھی پہلے سے کافی بہتر ہے۔۔۔۔۔ مگر ہو سکتا ہے کہ ۔۔۔۔وہ دوبارہ۔۔؟

ڈاکٹر صاحب اپنے سامنے کھڑی گہرے نیلے مہندی ڈیزائنر چولی میں ملبوس اپنے چہرے پر خوبصورتی سے نیچرل میک اپ کیے زرناب بائی کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"دوبارہ مطلب؟آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں ڈاکٹر رامیش۔۔۔"

اُس نے ضبط کے باعث ڈاکٹر رامیش کی جانب دیکھتے ہوئے اُن سے پوچھا۔ تو ڈاکٹر نے تاسف سے اُسے دیکھا۔

" دیکھیے بائی میں جو بات آپ سے کہنے جا رہا ہوں نا۔۔۔۔۔ اُسے آپ بڑے تحمل سے سنیے گا۔۔۔۔ کیونکہ اُن کی حالت کو دیکھ کر نہیں لگ رہا۔۔۔۔ کہ وہ دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکتی ہیں "

ڈاکٹر رامیش نے آگے بڑھ کر اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔ تو صوفے سے اٹھ کر اُس نے اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے۔

"اماں آپ کے زمین پر گرے ہوئے خون کے ہر اُس خطرے کا حساب آس صاحب کو دینا پڑے ہو گا۔۔۔۔ جو اُس دلکش کی وجہ سے زمین پر گرے تھے."

وہ بیڈ کے سامنے پہنچی اور جھک کر اُن کے بے حس وجود کی جانب دیکھا اور اُن کے بالوں پر پیار اور نرمی سے اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے ضبط سے کہنے لگی۔

وہ اپنی بھاری پلکیں بمشکل کھول کر اپنے ارد گرد حیرانی سے دیکھنے لگی تو خود کو ایک اجنبی جگہ پر پا کر وہ خوف محسوس کرنے لگی۔

روم مکمل سندھی کلچرل کی اکاسی کر رہا تھا وہ جس بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی،اس کے کور پر خوبصورتی سے سندھی کڑھائی کی گئی تھی۔

"نن۔ نہیں مجھے یہاں نہیں رہنا۔"

وہ ہڑبڑا کر بیڈ سے اٹھ کر سامنے روم کے دروازے کی جانب بڑھی تھی۔

"کہاں جاؤ گی اب تم کس کے پاس رہوں گی۔"

وہ شل دماغ کے ساتھ بری طرح سے دروازے کے ہینڈل کو کھولنے کی سر توڑ کوشش کر رہی تھی۔ کہ اپنے پیچھے ایک گھمبیر مردانہ آواز سن کر تیزی سے پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگی۔

"دلکش تمہارا تو اب اس دنیا میں کوئی بھی نہیں بچا، تم بے سہارا ہوئی ہو۔ تو اب یہاں سے کہاں جاؤ گی۔؟

شازم علی شاہ جو سامنے ہی صوفے پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا ہوا تھا۔۔وہ اُس کے پلٹ کر دیکھنے پر صوفے سے اٹھا اور اُس کی جانب اپنے قدم بڑھا کر کہنے لگا۔

" جہاں بھی جاؤ تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے سمجھے تم، اور میں بے سہارا ہوئی ہو..... تو وہ صرف تمہاری وجہ سے سنا تم نے شازم سائیں۔ "

وہ دروازے سے اپنی پشت لگاتے ہوئے سختی سے کہنے لگی۔ تو اُسکی بات پر شازم سائیں نے اُسے اپنی نافہم نظروں سے دیکھا۔اُسے دلکش کی یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ وہ بار بار کیوں اُس پر الزام لگا رہی تھی۔

" مطلب میں سمجھا نہیں دلکش۔۔۔۔ تم کیا کہہ رہی ہوں۔۔۔۔ تم میری وجہ سے بے سہارا ہوئی ہوں.؟ "

وہ اُس کے عین سامنے کھڑے ہو کر اپنی حیران نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے سوال کرنے لگا۔ تو دلکش اُس کے سوال پوچھنے پر اُسے سخت نفرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔

"واہ شاہ صاحب واہ۔ ! !

اُس نے اپنی غصیلی سرخ آنکھیں اُس کے وجیہہ چہرے پر گاڑتے ہوئے تالی بجاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"بہت ہی اچھے ایکٹر ہیں آپ ماننا پڑے گا۔۔۔۔۔ پہلے خود ہی رات کے وقت میرے گھر میں اپنے آدمیوں کو بھیجتے ہو۔۔۔ اور وہ تمہارے کہنے پر مجھے اُس کوٹھے پر لے جاتے ہیں۔۔۔۔ اور پھر تم وہاں کسی فلم ہیرو کی طرح مجھے بچا کر

کوٹھے سے نکالتے ہو۔اور آخر میں جب تمہاری حوس پوری نہیں ہوئی تو تم نے اُس بوڑھے شخص کو مار دیا۔"

وہ اپنی غصے اور غم کی وجہ سے سرخ ہوتی آنکھیں اُس پر مرکوز کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہنے لگی۔۔۔تو شازم علی شاہ اُس کے الزام پر غصے سے اُسے دیکھنے لگا۔

"کیا بکواس کر رہی ہو۔"

شازم علی شاہ نے غصے سے غراتے ہوئے کہا۔

"یہ بکواس نہیں شاہ سائیں ایک حقیقت ہے۔ جسے آپ اپنی مکار اور شاطر چالوں سے چھپا نہیں سکتے ہیں۔"

دلکش نے اپنی سرخ آنکھیں اُس کے چہرے پر ڈال کر نفرت انگیز سرد لہجے میں کہا۔

"دلکش شاید تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔۔۔۔میں بھلا اُنہیں کیسے اور کیوں مار سکتا ہوں۔"

شازم علی شاہ نے اپنی بے گناہی ثابت کرنے کی کوشش کی مگر دلکش نے اُسکی بات پر اُسے نفرت سے دیکھا۔

"غلط فہمی تو سائیں ہمیں اُس وقت ہوا تھا۔جب میرے دادا نے تمہیں ایک نیک انسان سمجھ کر تم سے مدد مانگی۔اور بدلے میں تم نے کیا۔۔۔کیا، اُن کا بے رحمی سے قتل کروادیا۔"

دلکش نے اُسے کراہت زدہ نظروں سے دیکھتے ہوئے بری طرح سے اُس کے کالر کو جھٹکا دے کر غصے سے کہا۔ تو شازم نے نرمی سے اُس کے ہاتھ پکڑ کر اپنے کالر سے ہٹا کر کہا۔

"تو پھر ٹھیک ہے دلکش۔۔۔۔ میں اب یہاں اُس وقت آؤں گا۔ تب جب میں تمہاری نظروں میں بے گناہ ثابت ہوں گا۔۔۔۔"

شازم علی شاہ فیصلہ کن انداز میں کہہ کر اُسے سائیڈ پر کرتے ہوئے خود دروازے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ اُس کے باہر نکلتے ہی وہ اپنے دادا کو یاد کر کے نیچے زمین پر بیٹھ کر بری طرح سے زار و قطار رونے لگی۔

"سائیں آپ کب ہمارے اِس رشتے کو کوئی نام دیں گے۔"؟

زرناب گل جو کب سے دیوار سے پشت لگائے کھڑی تھی۔۔اُس کے گستاخیوں سے تنگ آتے ہی وہ بے اختیار اُسے پیچھے کی جانب دھکیل کر کہنے لگی، تو سجاول شاہ نے آگے بڑھ کر اپنا ایک ہاتھ دیوار پر رکھا اور دوسرا اُس کے خوبصورت چہرے پر رکھتے ہوئے اُسے اپنی شوخ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"(منھنجی راڻی). میری رانی۔"

وہ اُس کے گالوں پر باری باری اپنے سلگتے ہونٹ رکھ کر بے باکی سے اُسے سندھی لہجے میں پیار سے کہنے لگا۔

"آج اِس رات کو اور بھی حسین بناتے ہیں جانِ من۔۔۔۔اور پھر کل صبح اپنے اِس دو سال کے رشتے کو آمر بنانے کے لیے ہم دونوں شاہ حویلی چلتے ہیں جانِ سجاول۔۔اِنہیں ہارٹ اٹیک دینے کے لیے۔"

سجاول شاہ اُس کے چٹیا میں مقید لمبے بالوں کو آہستگی سے کھولتے ہوئے نشے کے باعث سرخ ہوتی اپنی شرابی آنکھیں اُس کے خوبصورت چہرے پر ڈال کر معنی خیزی سے کہنے لگا۔

"شاہ صاحب اب آپ پٹڑی سے اترنے کی بات کر رہے ہیں۔۔۔جو کے ابھی ناممکن ہے۔۔۔۔۔۔۔ہم آپ کو ابھی ایسا کچھ بھی کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔۔۔۔۔۔جب تک آپ ہمیں اپنے ماں باپ سے یہ کہہ کر نہیں ملواتے کے ہم آپکی بیوی ہے۔"

زرناب گل ناگواری سے اُسے شرٹ لیس دیکھ کر سختی سے کہنے لگی۔تو سجاول شاہ نے بے اختیار ہی اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اپنی جانب کھینچتے ہوئے اُسے اپنے چوڑے سینے سے لگا کر خاموشی سے کھڑا وہ اُس کے وجود کی مہک کو اپنے دل میں اتارنے لگا۔

"شاہ صاحب۔"

زرناب گل بے بسی سے اُسکا نام سرگوشی میں لے اٹھی۔تو سجاول شاہ نے اُسے نرمی سے خود سے الگ کرتے ہوئے اُسے بغور دیکھا۔جو اُس کے فراق سینے پر اپنے نازک ہاتھ رکھے اُسے ہی غور سے دیکھ رہی تھی۔

"شاہ کی جان کیا بات ہے۔۔۔آپ اتنی پریشان کیوں لگ رہی ہے۔"؟

اُس کی ٹھوڑی اوپر اٹھا کر سجاول شاہ نے محبت سے کہا۔

"شاہ صاحب ! کیا آپ کے گھر والے مجھے قبول کرے گے۔ یہ جان کر بھی کے میں ایک۔" "ششش۔" اِس سے پہلے کہ وہ اپنے منہ سے اپنے لیے لفظ طوائف نکالتی سجاول شاہ نے اُس کے ہونٹوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے چپ کروایا۔

" جانِ سجاول آپ کا نام میرے ساتھ جڑا ہے۔ تو اب سب آپ کو میرے نام سے جانے گے۔۔۔ اگر کسی نے آپ کے لیے یہ لفظ نکالا نا۔ تو سجاول شاہ اُسے بری موت دے گا۔"

سجاول شاہ نے اُسے گلے سے لگاتے ہوئے جنونی انداز میں کہا۔ تو زرناب گل نے اُس کی جنونیت دیکھ کر بے ساختہ شاطرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے اپنے ہاتھ اُس کی پشت پر لپیٹ کر اپنا چہرہ اُس کے سینے سے لگا گئیں۔

"مٹل کہاں مر گئے ہوں تم۔؟ جلدی یہاں آؤں.........."

سورج کی تیز کرنیں ٹیرس کی جالی سے ہوتی ہوئی اندر فرش پر اور اُس کے وجیہہ چہرے پر پڑ رہی تھی، مگر وہ اپنے ہوش میں کہاں تھا جو اِس تپش کو محسوس کرتا وہ تو دلکش کے بارے میں سوچ رہا تھا۔اِس کے الزام کے بارے میں سوچ رہا تھا مگر کوئی سرا تھا کہ اُس کے ہاتھ میں نہیں آرہا تھا۔آخر تھک ہار کر اُس نے وہاں سے کھڑے ہو کر اپنے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھا کر غصے سے مٹل کو آوازیں دی.

"جی سائیں آپ نے بلایا..........؟"

مٹل اُس کی آواز سن کر ہڑبڑی میں وہاں آکر اپنی نظریں جھکا کر اُس سے پوچھنے لگا.

"مٹل کھانا کھالیا ہے دلکش نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟"

غصے کے باوجود بھی اُسے دلکش کا خیال تھا، وہ بے اختیار ہی مٹل سے اُس کے بارے میں فکر مندی سے پوچھنے لگا، تو مٹل نے اپنی حیران نظروں سے اُسے دیکھا جو تھوڑی دیر پہلے غصے سے اُس کے روم سے نکلا تھا اور اب فکر مندی سے اُس کے بارے میں پوچھ رہا تھا۔

"مٹل! کچھ پوچھا میں نے تم سے کیا دلکش نے کھانا کھایا ہے یا نہیں........؟"

وہ اُسے حیرانگی سے اپنی جانب تکتا پا کر اُسے سخت نگاہ سے گھورتے ہوئے غصے سے اپنی بات ڈورہا کے پوچھنے لگا۔ تو مٹّل نے اُسے سخت غصے میں دیکھ تیزی سے اپناسر نفی میں ہلایا....

"کیا مطلب اُس نے ابھی تک کچھ نہیں کھایا، اور مٹّل تم نے مجھے یہ بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا...... کہ اُس نے ابھی تک کچھ کھایا نہیں ہے........."

شازم علی شاہ نے غضبناک نظروں سے مٹّل کو گھور کر کہا۔۔

"شازم سائیں وہ جب میں بی بی کو کھانا دینے اُن کے روم میں گیا۔۔۔۔ تو میں نے دیکھا کہ بی بی فرش پر بے ہوش پڑی ہوئی ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ تو میں نے آپ کے خوف سے جلدی سے بوامائی کو اُن کے روم میں

بھیجا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور خود باہر مائی کا انتظار کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر تھوڑی ہی دیر بعد مجھے آپ کی آواز سنائی دی.......!!!!"

مٹل گھبراہٹ کے باعث اپنی وحشت زدہ نظریں نیچے جھکاتے ہوئے کہنے لگا۔

"کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟" شازم علی شاہ نے اُسکی جانب حیرانی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"مٹل تم یہ بات مجھے اب بتا رہے ہو....اب وہ کیسی ہے۔۔۔۔ ٹھیک تو ہے نا۔۔۔۔۔۔اور تم نے ڈاکٹر کو بلایا ہے یا نہیں۔۔۔؟؟؟"

وہ پریشان ہو کر تیزی سے مٹل سے پوچھنے لگا۔۔۔اُسے سخت گھبرایا ہوا دیکھ کر مٹل کو تعجب ہونے لگا۔

"جی سائیں وہ اب پہلے سے بہتر ہے۔۔۔۔آپ فکر مت کریں بوامائی ہے نا اُن کے پاس۔۔۔۔۔۔وہ بہت ہی اچھے سے دلکش بی بی کا خیال رکھیں گی......!!!"

مٹل نے اُس کے پریشان چہرے کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔تو وہ ہاں میں اپنا سر ہلا کر خود کو کسی حد تک پر سکون کر چکا تھا۔

"سید شازم علی شاہ۔۔۔۔۔؟؟"

وہ اپنے پیچھے ایک غصیلی اور خوبصورت نسوانی آواز سن کر تیزی سے پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگا۔تو اپنے سامنے دلکش کو کھڑے دیکھ کر وہ شاکڈ رہ گیا۔

Urdu Novels Ghar

جس حلیے میں وہ اُن دونوں کے سامنے بے باکی سے کھڑی تھی۔۔وہ حلیہ سید شازم علی شاہ سے بالکل بھی برداشت نا ہو سکا۔اور وہ شدید غصے میں آ کر تیزی سے اُس کی جانب بڑھا۔

"مٹل دفعہ ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔۔!!!"

وہ اُسے بکھرے حلیے میں دیکھ کر غضبناک تیوری لیے اُس کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔۔ مٹل کی وہاں موجودگی پا کر غصے سے پاگل ہو کر اُسے وہاں سے جانے کے لیے حکم دینے لگا۔۔۔جو دلکش کو اِس حلیے میں دیکھ کر اپنا سر شرمندگی کے باعث جھکائے کھڑا تھا۔

Urdu Novels Ghar

"شازم سائیں اُسے کیوں جانے کا کہہ رہے ہو۔۔۔ تمہارے بعد تو اُس کی بھی باری ہے۔ مجھے چھ۔!!"

دلکش اُس سے آگے کچھ اور بکواس کرتی اچانک شازم علی شاہ نے غصے میں آکر آگے بڑھتے ہوئے اُس کے گال پر زور سے تھپڑ دے مارا دلکش جو اِس اچانک حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہیں تھی۔ وہ سید ھامنہ کے بل زمین پر گر کر اپنے سرخ گال پر ہاتھ رکھے ششدر رہ گئی۔

"بکواس بند کروں۔!!

اُسے بازوؤں سے سختی سے پکڑے اپنی قہر بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولا۔ تو دلکش کو یکایک اُس سے خوف محسوس ہوا۔

Urdu Novels Ghar

"اس دن تم مجھ پر الزام لگا رہی تھی نا۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو سنو ہاں میں مارنا چاہتا تھا۔۔۔ تمہارے دادا کو، جس کی وجہ سے میں نے اپنے ماں باپ اور بہن کو کھویا ہیں۔

مگر قدرت کا کھیل دیکھو کہ میرے ہاتھ اُس کے ناپاک خون سے بچ گئے، اور اُسے جس نے بھی مارا ہے نا، میں اُسے بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔ جان سے مار دوں گا، کیونکہ میں تمہارے مکار دادا کو موت سے بھی بدتر سزا دینے والا تھا۔۔۔۔۔ خیر کوئی بات نہیں تم جو ہوں نا، بھرپائی کے لیے تو میں اُن کے ایک ایک گناہ کا بدلا تمہیں تکلیف پہنچا کر لوں گا۔۔۔"

شازم علی شاہ اُس کے بازو کو اپنی سخت گرفت میں لے کر تیز آواز میں بولا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو، میرے دادا کسی کی جان نہیں لے سکتے، وہ تو ایک نیک انسان تھے۔۔۔۔۔۔۔۔وہ جو کسی کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتے، تو بھلا تین لوگوں کی جان کیسے لیں سکتے ہیں۔"

دلکش اپنے سرخ گالوں پر ہاتھ رکھ کر اُسے اپنی تنفر بھری نگاہوں سے گھورتے ہوئے بولی، توشازم شاہ کا دماغ اُس کی بات پر شدید غصے کے باعث گھوم کر رہ گیا۔۔۔۔

"دلکش بی بی جو چیز ہمیں سچائی نظر آتی ہیں نا، وہ اصل میں ہماری نظروں کا دھوکہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔اور جو غلط نظر آتا ہے نا، وہی سچ ہوتا ہے، ایک کڑا سچ جسے چاہ کر بھی ہم بدل نہیں سکتے۔۔۔۔۔۔۔ میرے دادا کے ساتھ مل کر تمہارے دادا نے میرے ماں باپ کے ساتھ میری معصوم چھوٹی بہن کو جان سے مارا ہیں۔۔مارنا تو وجاہت شاہ شاید مجھے بھی چاہتے تھے۔ مگر ساری پراپرٹی میرے نام جو ہے، تو وہ کیسے مجھے مار سکتے ہیں۔"

وہ اُس کا بازو سختی سے دبوچے خشونت بھری لہجے میں بولا۔ دلکش کو اُسکی سخت انگلیاں اپنی بازو میں دھنستی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔تکلیف کے باعث اُس کی سیاہ آنکھوں سے آنسو تھے کے بہتے ہی چلے جا رہے تھے۔

"چھ۔ چھوڑے مجھے درد ہو رہا ہے۔۔"

دلکش اُسکی سخت گرفت پر درد کے مارے بلبلا اٹھی تھی۔

"تکلیف تو مجھے بھی ہو رہا ہے، دلکش بی بی آپنوں کو کھو کر، اور اِس تکلیف کو میں کم ضرور کروں گا، یہ جو میرے دل میں بدلے کی آگ بھڑک رہی ہے نا، مس دلکش میمن وہ تمہیں روز تکلیف دے کر ضرور ٹھنڈی پڑ جائے گی۔۔۔۔"

وہ اُس کے بازو پر اپنی گرفت کو اور سخت کرتے ہوئے شدید نفرت سے بولا۔۔۔۔تو دلکش اُسکی گرفت کو سخت پڑتا دیکھ تکلیف کے احساس سے اپنی آنکھیں موند گئیں تھی۔

—

"شازم سائیں تم مجھے برباد کرنا چاہتے ہو۔۔۔۔ مگر تم شاید بھول رہے ہوں۔۔ کہ اِس بار تمہارے سامنے کوئی معصوم لڑکی نہیں۔۔۔دلکش میمن کھڑی ہیں۔۔۔۔جس کو تم چھونے کی کیا سوچنے کی بھی غلطی نہیں کر سکتے۔۔۔۔"

شازم علی شاہ کے وہاں سے جانے کے بعد دلکش سامنے رکھی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ کر اپنے سرخ ہونٹوں پر ہاتھ رکھے دہشت کے مارے اپنے آنے والے برے وقت کا سوچ کر کانپ اٹھی۔۔ مگر پھر ایک سوچ کے آتے ہی وہ خود کو مضبوط تصور کرنے لگی۔

"دلکش بی بی۔۔۔۔۔۔یہ کھانا آپ کے لیے شازم سائیں نے بھیجا ہے۔۔۔۔۔۔اور اُنھوں نے مجھے سختی سے کہا ہے۔۔ کہ جب تک آپ کھانا ختم نہیں کریں گی۔۔۔۔۔۔میں وہی پر کھڑی رہوں۔۔۔"

بوا مائی اُس کے سامنے ٹیبل پر کھانے کی پلیٹ رکھتے ہوئے بولی۔ تو دلکش نے اُنہیں دیکھا جو سامنے سر جھکائے شاید اُس کہ جواب کی منتظر کھڑی تھیں۔

"مائی مجھ سے اکیلے میں بالکل بھی کھانا کھایا نہیں جاتا۔۔۔۔۔۔ایسا کریں آپ بھی میرے ساتھ آ کر کھانا کھالیں۔۔۔"

دلکش اُنہیں سامنے رکھی دوسری کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ تو بوا مائی نے اُسے حیرانی سے دیکھا۔۔

"بوامائی.... میں آپ کے مالک کی طرح بالکل بھی سڑیل اکڑو مزاج کی نہیں ہو۔۔آپ مجھے تو ایسے دیکھ رہی ہیں۔۔ جیسے میں آپ کے سائیں کی طرح ایک عجوبہ ہو، دوسری دنیا سے آئی ہوئی کوئی عجیب و غریب مخلوق، جو اِس دنیا میں آ کر گم ہو گئی ہیں۔۔ مجھے تو ایسا لگتا ہے۔۔ کہ وہ سڑیل سائیں گرمیوں کے موسم میں بھی ٹھنڈے پانی کے بجائے گرم پانی سے شاور لیتا ہو گا۔۔۔"

دلکش اُسے اپنی سوچوں میں لا کر اپنے منہ کے زاویے بگاڑ کر طنزیہ انداز میں بولی۔۔۔ تو بوا مائی اُسکی بے تو کی بات پر اپنے کندھے اُچکا کہ کرسی پر بیٹھ کر اُسے دیکھنے لگیں۔

—

"آس سائیں تیاری کرنا اپنی بربادی کا۔۔ کیونکہ میں آ گئی ہوں۔۔۔۔ تمہاری زندگی میں زہر گھولنے کے لیے۔۔"

زرناب گل سجاول شاہ کے ہاتھوں میں ہاتھ دیے اپنے قدم سامنے کھڑے عالیشان حویلی کی راہداری میں بنے خوبصورت سفید ماربل کے ستونوں پر رکھ کر سوچنے لگی۔۔

Urdu Novels Ghar

"زر آپ رک کیوں گئی، چلے اندر چل کر سب کو سرپرائز دیتے ہیں۔۔"

سجاول شاہ اُسے خود سے لگا کر معنی خیزی سے بولا۔ تو زرناب گل اُسکی بات پر مسکرا کے اُسے دیکھنے لگی۔

"آ جاؤ۔۔۔۔ میرے سوماء (پیارے بھائی) میں کب سے تمہارا ہی تو انتظار کر رہا تھا۔۔ کہ کب آئے گے۔۔۔ میرے بھائی صاحب اپنی طوائف بیوی کے ساتھ۔۔۔"

دونوں خوشگوار تاثرات چہرے پر سجائے ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے حویلی کے اندر داخل ہو رہے تھے۔۔۔ شازم شاہ کی تمسخرانہ آواز سن کر وہیں دروازے

کے بیچوں بیچ کھڑے ہو کر سامنے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھے شازم علی شاہ کو حیرت سے دیکھنے لگے جو اُن کی جانب طنزیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔

"شازم علی شاہ۔۔۔اب اگر تم نے زر کو طوائف کہا نا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا سمجھے تم۔۔۔۔۔"

سجاول شاہ غصے سے سرخ اپنی نظریں سامنے کھڑے شازم علی شاہ کے تمسخر اڑاتے چہرے پر مرکوز کرتے سخت لہجے میں بولا۔۔

"سجاول زولفقار شاہ۔۔۔۔ تم سے تو برا انسان میں نے آج تک اپنے گوٹھ میں کیا پورے سندھ میں نہیں دیکھا۔۔۔ تم نے آج اپنی بے غیرتی کا پکا ثبوت اِس فحاشہ بازاری عورت کو اپنے خاندان کی عزت بنا کر دے دیا۔۔۔۔۔۔۔اور

ویسے بھی اگر میں اِسے طوائف نہیں کہوں گا۔۔۔تو سائیں اُسکی شان میں گستاخی ہو جائے گی۔۔۔۔۔۔کیوں ٹھیک کہا نا میں نے زرناب بائی۔۔۔"

شازم علی شاہ نے چند قدموں کا فاصلہ عبور کرتے عین اُس کے مقابل کھڑے ہو کر اپنی گردن ترچھی کر کے زرناب بائی کے میک اپ زدہ چہرے کو بغور دیکھ کر طنزیہ انداز میں کہا۔۔

"شازم سائیں مانا کے ہم ایک طوائف زادی ہے۔۔۔۔مگر وہ جو آج کل تھر میں آپ کے فارم ہاؤس پر آپکی دن رات خدمتیں کرتی رہتی ہیں۔۔۔۔۔۔۔وہ تو پھر آپکی رکھیل ہوئی ناں۔۔۔۔"

زرناب بائی جوکب سے خاموشی سے کھڑی ضبط کے باعث اپنی مٹھیاں زور سے بند کیے ہوئے تھیں۔۔۔طنزیہ انداز میں مسکرا کر دلکش کے بارے میں انتہائی نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہوئے بولی۔

آج پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ شازم اپنے دشمن کے بارے میں اتنے گھٹیا الفاظ سن کر یکدم سے اپنے آپے سے باہر ہو گیا تھا۔

"بکواس بند کرو اپنی۔۔۔اور بائی آج تو تم نے اپنی گندی زبان سے اُسکا نام لیا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔مگر یاد رکھنا اگر دوبارہ تم نے اُس کے لیے ایسے گھٹیا الفاظ استعمال کیے نا۔۔۔۔تو تمہارے ساتھ تمہارے عاشق کی بھی گردن تائی اماں کو گاؤں کی سڑک پر کٹا ہوا ملے گا۔۔"

اُس کے دل میں بھلے ہی دلکش کے لیے نفرت اور غصے کے جزبات ہی کیوں نہ ہوں، مگر دوسروں کے منہ سے اپنے دشمن کے بارے میں اِس طرح کے گھٹیا

الفاظ وہ بالکل برداشت نہیں کر سکتا تھا۔۔۔زرناب بائی کو گردن سے پکڑے جنونی انداز میں کہنے لگا۔۔۔تو زرناب بائی اُسکی پکڑ اپنی گردن پر سخت ہوتے دیکھ خوف سے سفید پڑنے لگی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے یہاں،اور یہ کیوں اتنا شور مچایا ہوا ہے، تم دونوں نے....؟؟؟

سید وجاہت شاہ وہاں آ کر اپنے دونوں پوتوں کو غصے سے گھورتے ہوئے کہنے لگے۔

"دادا سائیں آپ ہی کی کمی تھی، جو آپ نے یہاں آ کر ختم کر دیا۔۔۔اِن سے ملیے یہ ہیں، آپکی نئی نویلی بہو۔

شازم علی شاہ جو طنزیہ انداز میں بولے جارہا تھا۔اُسکی چلتی زبان کو سید وجاہت شاہ کے زوردار تھپڑ نے بریک لگا دیا۔

"بس اِسی کی کمی رہ گئیں تھی۔۔۔۔۔۔۔جو آج اپنے انتقام کی آگ میں جل کر شازم علی شاہ تم نے پورا کر لیا، یہ سوچے سمجھے بغیر۔۔۔۔کہ ہم سب کے سامنے کیسے اپنا سر فخر سے اٹھا کر چلے گے۔۔۔"

دکھ سے اپنی بوڑھی آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے وہ بولے۔۔۔تو اُس نے سجاول شاہ کو گھورا جو زرناب بائی کے ساتھ کھڑا اُسے اپنی طنزیہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"ویٹ داداسائیں۔۔۔۔۔۔یہ کارنامہ میرا نہیں آپ کے اِس لاڈلے پوتے سجاول شاہ کا ہے۔۔۔۔۔۔ہاں اگر کبھی مجھے یہ کارنامہ انجام دینا بھی پڑا، تو میں

سب کے سامنے اپنا سینہ تان کر انجام دونگا۔۔۔ ناکہ آپ کے اِس بچے کی طرح چوری چھپے کروں گا۔۔"

شازم علی شاہ تمسخرانہ نظروں سے سجاول زولفقار شاہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔

"کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟؟؟

وجاہت شاہ نے حیرت سے سجاول شاہ کی جانب دیکھا۔

"وہ۔۔۔۔۔۔۔۔داداسائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!!"

سجاول شاہ گھبراہٹ کے عالم میں بس اتنا کہہ سکا۔تو شازم نے آگے بڑھ کر اُسے آنکھ مارتے ہوئے کہا۔

" سجاول سائیں چلوں تمہاری شادی کی خوشی میں ہم سب کھانا کھاتے ہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیا ہوا اگر میں اپنے بھائی کی شادی کے پکوانوں سے محروم ہو گیا۔۔۔۔میں ابھی کچھ آڈر کر کے منگواتا ہو..."

وہ جو اپنے فون پر سندھ کے مہشور ہوٹل کا نمبر ڈائل کر رہا تھا۔۔وجاہت شاہ آگے بڑھ کر غصے سے اُس کے ہاتھوں سے فون چھین کر دور اچالتے ہوئے سخت لہجے میں بولنے لگے۔

"ہر وقت مزاق اچھی نہیں ہوتی شازم علی شاہ۔۔اور تمہاری جرآت کیسی ہوئی یہ سب کرنے کے بعد یہاں آنے کی ہاں۔۔؟؟

اُسے سختی سے ڈپٹنے کے بعد اُنھوں نے اپنا رخ دوسری جانب خوف سے سفید چہرہ لیے کھڑے سجاول شاہ کی جانب موڑ کر سخت غصیلے لہجے میں کہا۔ تو سجاول شاہ اُن کی غصیلی آنکھیں دیکھ کر خوف سے کپکپانے لگا۔

"آپ لوگ اپنا جھگڑا جاری رکھے۔۔۔۔۔۔ میں یہ دادا پوتے والا ڈراما وہاں ڈائننگ ٹیبل پر جا کر کھانا کھاتے ہوئے دیکھ لوں گا۔۔"

وہ اُنہیں ڈائننگ ہال کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تو وجاہت شاہ اُسے سخت نظروں سے گھورنے لگے۔۔

"تم خوش مت ہونا کے میں نے تمہاری سچائی تمہارے عاشق کے دادا سے چھپایا۔۔۔یہ سب میرے پلان کا ایک حصہ تھا، تم جو یہاں مجھے برباد کرنے کے لیے آئی تھی نا، مگر خود برباد ہو گی۔"

زرناب گل سیڑھیاں چڑھ رہی تھی۔اپنے پیچھے ایک سنجیدہ مردانہ آواز سنتے ہی پیچھے پلٹ کر دیکھنے لگی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ سامنے لاؤنج کے بیچوں بیچ کھڑا اُسے سنجیدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"دیکھتے ہیں، سید شازم علی شاہ۔۔۔۔۔کون آباد ہوتا ہے۔۔۔۔۔اور کون برباد۔۔۔۔"

زرناب بائی کہہ کر چند قدم آگے چل کر عین اُس کے سامنے کھڑے ہوتے ہی اُسے چھونے کی غرض سے اپنے ہاتھ اُس کے چہرے کی جانب بڑھانے ہی والی

تھی۔۔۔۔شازم علی شاہ دو قدم پیچھے ہٹ کر اُسے غصے میں آکر دھمکی آمیز نگاہوں سے گھورنے لگا۔

"یہ غلطی کبھی بھی مت کرنا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے اپنے ناپاک ہاتھوں سے چھونے کی ورنہ میں تمہارے ہاتھ کاٹ کر رکھ دونگا۔۔۔۔"

غصیلی آواز میں کہہ کر وہ اُسے اپنی حد یاد کروا گیا تھا۔

"شازم آپ کے ہاتھوں تو مجھے زہر بھی منظور ہے۔واللہ قاتل اتنا غضب کا خوبصورت ہوں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تو کون کافر مرنا نہیں چاہیے گا۔"

زرناب بائی بے باکی سے اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔۔شازم نے اُسے سختی سے گھورتے ہوئے اپنے قدم اوپر اپنے روم کی جانب.بڑھانے لگا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا جنگلی انسان۔۔۔۔""

وہ اپنا ہاتھ اُس کے مضبوط شکنجے میں کھسے دیکھ غصے سے بولی۔ تو شازم نے گرفت اور مضبوط کرتے ہوئے اُسے غور سے دیکھا۔

"جانِ شازم۔۔۔۔اب یہ ہاتھ بقول، تمہارے تمہارا یہ جنگلی، آدم خور درندہ عمر بھر کے لیے نہیں چھوڑے گا، اِس لیے بے کار میں تم اپنی انرجی ضائع مت کرو۔۔"

شازم اپنی قہر زدہ نگاہیں اُس کے چہرے پر ڈال کر زور سے اُسکی نازک کلائی کو مروڑ کر بولا۔ تو دلکش اُس کی حرکت پر درد کے مارے بلبلا کر رہ گئیں تھی۔

"سہی کہا تم نے، تم ایک وحشی درندے ہو، جو ایک لڑکی پر ظلم کر کے اپنی انا کو تسکین پہنچانا چاہتے ہوں۔"

تکلیف کے باوجود بھی وہ اُس پر طنز کرنے سے بالکل بھی نا گھبرائی، تو شازم اُس کے نڈر انداز پر استہزایہ مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجا کر آ گے بڑھا اور اُسے اپنے بازوؤں میں بھرتے ہوئے حویلی کے داخلی دروازے کی جانب بڑھنے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم۔۔۔۔ نیچے اتارو مجھے تمہیں سنائی نہیں دے رہا۔ پاگل انسان کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔۔"

وہ اُس کے مضبوط کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھے غصے اور شرم کے مارے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے ہوئے بولی، جو اُن دونوں کو اِس حال میں دیکھ کر سخت غصیلی نظروں سے شازم کی جانب دیکھ رہے تھے۔

" تمہاری یہ بے ہودگی یہاں پر نہیں چلے گی، سید شازم علی شاہ۔ "

وجاہت شاہ سخت لہجے میں کہہ کر شازم شاہ کو گھورنے لگے جو اُنہیں دیکھ کر لاپرواہی سے حویلی کے اندر داخل ہو رہا تھا۔

"شازم علی شاہ تمہیں سنائی نہیں دے رہا میں کیا کہہ رہا ہوں۔۔۔؟؟

وہ اُس کے سامنے آتے ہی غضبناک لہجے میں بولے۔۔۔۔۔۔۔ تو وہ غصے سے دلکش کو سامنے رکھے صوفے پر گراتے ہوئے اُن کی جانب مڑا۔

"وجاہت شاہ کہا تھا نا، کہ میں جب بھی شادی کروں گا۔۔۔تو سینہ تان کر کروں گا۔اور یہ لڑکی مجھے اپنے لیے بہت زیادہ پسند آئی۔۔کیونکہ یہ خاموشی سے مجھے اور میرے ہر ظلم و ستم کو برداشت کرنے کے لیے جو تیار ہوئی ہے۔۔۔اِسی لیے میں اُسے یہاں اٹھا کر لے آیا بڑی دھوم دھام سے شادی کرنے کے لیے۔۔۔اور ہاں مجھے آپ کی نہیں اپنے خاندان کی عزت بے انتہا عزیز ہیں،اِس لیے وجاہت سائیں آپکو اگر اپنی عزت بہت زیادہ عزیز ہے۔۔۔۔تو جائیں اور جا کر گاؤں کے لوگوں کو میری اور دلکش میمن کے نکاح کی دعوت اُن کے گھر دے کر آئے۔۔۔۔۔۔۔اور ہاں آپ کے پاس صرف ایک گھنٹہ ہے،اپنی عزت بچانے کے لیے۔۔۔۔"

اُن کے روبرو کھڑے ہو کر اُس نے بے نیازی سے کہا۔۔۔۔تو اُن کی نظریں اچانک ہی سامنے صوفے پر بیٹھی ہوئی دلکش کے چہرے پر خوشی کو تلاشنے لگیں۔۔، مگر وہ ناکام ہو کر پھر سے شازم کی جانب دیکھنے لگے۔

"غلط کر رہے ہو تم شازم۔۔۔۔۔اور جب تمہیں اپنی غلطی کا احساس ہو گا نا، تب بہت دیر ہو چکی ہو گی، اور تم اُسے کھو دوں گے، جو تمہیں خود سے بھی زیادہ عزیز ہو گا۔۔۔"

ہاجرہ ماں لاؤنج میں آکر دکھ سے اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ تو وہ اُنہیں اِس حالت میں وہاں کھڑے دیکھ کر تیزی سے اُن کی جانب بڑھنے لگا مگر اُنہوں نے اپنا ہاتھ فضا میں بلند کرتے اُسے وہیں روکتے ہوئے کہا۔

"شازم وہیں پر رک جاؤ۔۔۔۔"

وہ اُسے سختی سے کہہ کر دوسری جانب سامنے صوفے پر بیٹھی دلکش کو دیکھنے لگیں جو شازم کو غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"بچی تم جب تک میرے پاس ہوں۔۔۔۔تو یہ تمہیں ہاتھ بھی لگانے کی کوشش نہیں کرے گا۔۔۔"

دلکش کو کہنے کے بعد وہ اُسے دیکھنے لگیں، جو اُن کی بات پر ضبط کے مارے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا تھا۔

"چاچا سائیں آپ کیوں شازم بچے سے سچائی چھپانا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔خود کو کیوں اُس کی نظروں میں برا ثابت کر رہے ہیں، حالانکہ غلطی تو۔۔۔"

ہاجرہ بی بی رو کر اُن کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ جو اپنے روم کے دائیں جانب لگے شازم کی تصویر کو پیار سے دیکھ رہے تھے، وہ اُن کی بات پر تیزی سے اُن جانب مڑے۔

"نہیں ہاجرہ بیٹی یہ غلطی مت کرنا۔۔۔۔ میں نہیں چاہتا کہ شازم کو سب کچھ پتہ چلے، بیٹی وہ پہلے سے ہی اپنے تین رشتوں کو کھو چکا ہیں۔۔۔ ابھی میرا بچہ مجھ سے بدگمان ہے، مگر میں نہیں چاہتا کہ وہ کچھ غلط کر بیٹھے۔۔۔"

وجاہت شاہ ڈرتے ہوئے کہنے لگے۔

"اور بیٹی غلطی چاہیے کسی بھی ہوں، تکلیف تو میرے بچے کو ہو گی۔۔۔ یہ سچائی جان کر، کہ اُس کی ماں۔۔۔۔۔"

اُس سے آگے لفظ اُن سے ادا نا ہو سکے آخر ایسا کونسا راز ہے جو وہ شازم سے چھپا رہے تھے۔

"یہ شازم سائیں اب کونسا نیا گیم کھیلنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔جو اُس دو ٹکے کی اپنی محبوبہ کو وہ یہاں زبردستی اٹھا کر لے آیا ہے۔۔۔"

زرناب بائی اپنے اور سجاول شاہ کے مشترکا روم میں غصے سے داخل ہوتے ہی کہنے لگی۔۔۔۔۔۔۔ سجاول جو ابھی شاور لے کر واش روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔اُسے غصے میں دیکھ کر اُس کی جانب بڑھنے لگا۔

"زر کیا ہوا،آپ اتنی غصے میں خیریت تو ہے ناں۔۔۔۔۔؟؟؟؟

سجاول شاہ نے اُسے پیچھے سے آکر اپنی باہوں میں بھرتے ہوئے کہا۔ تو اُس نے تیزی سے پیچھے پلٹ کر اُسے غصے سے گھور کر دیکھا۔

" تمہیں تو صرف کھانا اور کھا کر سونے کی لگی رہتی ہے۔۔۔۔۔ باقی باہر جو کچھ بھی ہو رہا ہے، اُس سے تو تمہارا کوئی لینا دینا ہی نہیں ہے۔۔۔"

زرناب بائی غصے سے اُسے پیچھے بیڈ کی جانب دھکا دیتے ہوئے کہنے لگی۔۔

"زر ہم موقع دینا چاہتے ہیں۔۔۔اپنے بھائی کو اپنی میں کرنے کا، مگر بہت جلد وہ میرے قدموں میں پڑا ہوا ایڑیاں رگڑتے ہوا ملے گا۔۔۔"

سجاول شاہ غصے سے سرخ چہرہ لیے زرناب کو ہاتھ بڑھا کر اپنے اوپر گراتے ہوئے اُس کے آوارہ لٹوں کو چھوتے ہوئے کہنے لگا۔

"جانم تمہیں کیا لگا۔۔۔ تم میرے قہر سے اتنی جلدی بچ جاؤ گی۔۔۔۔۔" اُسے اپنے چہرے پر ایک جان لیوا تپش کا احساس ہوا تو یکدم سے اُس کے پورے جسم میں کپکپاہٹ سی طاری ہونے لگی۔

اپنے آس پاس کسی کی موجودگی کا احساس کرتے ہی وہ زور سے اپنی آنکھیں میچتے ہوئے دہشت کے مارے سختی سے بیڈ کی چادر کو پکڑنے لگیں۔

"مجھے پتہ ہے، یہ تم ہوں۔۔۔۔ سید شازم علی شاہ۔۔۔۔؟؟؟

وہ اُس کی آواز پہچان کر تیزی سے اٹھی اور غصے سے اُسے زور سے پیچھے کی جانب دکھا دیتے نفرت سے کہنے لگی۔

"بہت خوب تم نے مجھے جلد ہی پہچان لیا۔۔۔۔حلانکہ مجھے لگ رہا تھا، کہ تم مجھے اِس اندھرے کمرے میں پہچان نہیں سکوں گی۔۔"

اُس کے دھکا لگنے کی وجہ سے وہ جو صوفے پر گرا تھا، وہیں بیٹھ کر اُسے اپنی قہر برپا کر دینے والی نظروں سے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم جیسے درندے کو میں آنکھ بند کر کے بھی پہچان سکتی ہوں۔۔۔۔۔تمہیں کیا لگا تم اِس طرح یہاں آ کر مجھے ڈرا دھمکا کہ مجبور کروں گے۔۔تو سید شازم علی شاہ یہ تمہاری بھول ہے۔۔، کیونکہ دلکش نا کبھی کسی پر ظلم ہونے دے گی۔اور نا

خود پر ہوتے ہوئے برداشت کرے گی۔۔۔۔۔۔۔بلکہ اُس ظلم کرنے والے ظالم کو جان سے مار دے گی۔۔۔"

وہ نفرت انگیز نگاہوں سے اُسے گھورتے ہوئے بولی۔۔۔۔۔۔تو وہ تیزی سے صوفے سے اٹھا اور عین اُس کے روبرو کھڑے ہو کر اُسے اپنی جانب کھینچ کر استہزایہ نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"دیکھتے ہیں۔۔۔۔جانم کے تم کب تک مجھ سے اور میرے ڈر سے خود کو بچاؤں گی۔۔۔"

اُس کی کمر پر گرفت سخت کرتے ہوئے وہ تنفر بھری نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

Urdu Novels Ghar

شازم بیٹا آپ کی شادی ہو گی۔۔۔۔۔۔تو صرف میری پسند کی لڑکی سے، اور اگر آپ نے دلکش بیٹی سے زبردستی شادی کرنے کی کوشش کی تو سمجھ لینا، کہ آپ اپنی ماں کو کھو چکے ہیں۔۔۔"

شازم ڈائننگ ہال میں داخل ہوتے ہی سامنے کرسی پر بیٹھی ہاجرہ ماں کے ہاتھوں کو محبت سے چھوم کر اپنی آنکھوں سے لگائے وہ اپنا سر ان کے آگے جھکا کر نیچے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا، تو انہوں نے اپنا ہاتھ اُس کے سر پر رکھتے ہوئے کہا۔

"اماں میں کسی اور لڑکی سے شادی ہرگز نہیں کروں گا۔ کیونکہ دلکش میری زندگی ہے۔۔۔اور بھلا میں اُسے کیسے دھوکہ دے سکتا ہوں۔"

وہ دلکش کو آپنی نظروں کے سامنے دیکھ کر ڈرامائی انداز میں بولا۔۔۔تو دلکش اُس جھوٹے فریبی اور مکار شخص کو تیز نظروں سے گھور کر دیکھنے لگی۔

"شازم بیٹا میں مانتی ہو۔۔۔آپ دلکش بیٹی کو بہت زیادہ چاہتے ہیں۔ مگر دلکش بیٹی آپ کو نہیں چاہتی۔اور بیٹا جب آپ کی محبت آپ کے ساتھ رہنا ہی نہیں چاہتی۔تو میرے بچے یہ زور زبردستی کرنے سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوگا۔بلکہ آپ یہ سب کر کے اپنی محبت کی نظروں میں خود کو گرا رہے ہیں۔۔۔"

ہاجرہ بی بی اُسے سمجھاتے ہوئے بولیں۔

"اماں، میں دلکش کو حاصل کرنے کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتا ہوں، چاہے وہ سہی ہو۔۔۔۔ یا پھر غلط مجھے اُس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔۔۔اور اگر مجھے دلکش کی نظروں میں گرنا بھی پڑا اناں، تو میں وہ بھی کر گزروں گا۔"

وہ اُس پر اپنی نظریں جما کر مضبوط لہجے میں بولا۔۔۔تو دلکش اُسے اپنی جانب تھکتے پاکر سخت نفرت سے اُسے گھور کر دیکھنے لگی۔

"نہیں۔۔۔۔۔۔۔شازم بیٹا تم دلکش بیٹی کے ساتھ زبردستی سے شادی نہیں کرو گے ،اور اگر آپ نے ایسا کیا تو میں بھول جاؤں گی کہ تم میرے بیٹے ہوں۔۔"

ہاجرہ ماں غصے سے اٹھتے ہوئے بولی۔۔تو شازم آگے بڑھ کر اُنہیں نرمی سے تھام کے محبت سے واپس کرسی پر بیٹھا کر دلکش کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اماں شادی تو میں آپکی پسند کی لڑکی سے بھی کرنے کے لیے تیار ہو۔۔۔۔۔۔۔اور ویسے بھی اسلام میں چار شادیوں کی اجازت ہے۔۔۔۔۔ایک آپکی پسند کی ہی سہی مگر میں شادی ضرور کروں گا،اور رہی دلکش کو چھوڑنے کی بات وہ میں مر کر بھی نہیں کروں گا۔۔"

وہ دلکش کو اپنی نظروں کے ایثار میں لے کر بولا۔

" بس۔۔۔بہت ہو گیا شازم سائیں۔۔میں جو کب سے تمہاری بکواس سن رہی ہو نا۔۔۔۔تو تم یہ مت سمجھنا کہ میں تم سے ڈر گئیں۔۔۔۔۔میں نا ہی آج ڈروں گی تم سے،اور نا ہی کل سمجھے تم۔"

دلکش عین اُس کے مقابل کھڑے ہو کر شدید غضبناک لہجے میں بولی۔شازم اُسے اپنے مقابل کھڑے دیکھ کر آ گے بڑھا اور اُسے کندھوں سے پکڑ کر اپنی نظریں اُن غصیلی نظروں میں گاڑے سخت لہجے میں کہنے لگا۔

"جَانم تم مجھ سے ضرور ڈروں گی۔۔۔اور یہ بہت جلد ہو گا۔۔اور جب تم مجھ سے خوفزدہ ہو گی نا۔۔۔۔تب میں تمہیں ایک تحفہ دونگا۔۔۔۔۔زندگی کا سب سے برا اور خوفناک تحفہ جو تمہارے لیے سب سے زیادہ برا ثابت ہو گا۔"

اُس کے کندھوں پر اپنی انگلیاں سختی سے گاڑے وہ نفرت انگیز سرد لہجے میں بولا۔تو دلکش کے آنکھوں سے تکلیف کے مارے آنسو تواتر سے بہنے لگے۔

"یہ تم نے کیا لگا کر رکھا ہے۔۔۔۔ڈروں گی۔۔۔۔۔میں اور تم سے خوفزدہ ہو نگی تو یہ تمہاری سب سے بڑی بھول ہے، نا میں تم سے آج ڈروں گی، اور نا ہی کل سنا تم نے سنکی انسان۔۔"

اُس کی سخت گرفت سے نکل کر وہ سخت لہجے میں کہہ کر اوپر اپنے روم کی جانب بھاگنے لگی تھی۔اور وہ مسکرا کر اُسے سیڑھیاں طے کرتے ہوئے دیکھنے لگا

"کہاں چھپے ہو تم باہر نکلوں کمینے انسان۔۔۔؟؟

حویلی کے دروازے کو زور سے لاتھ مار کر کھولتے ہوئے ایک شخص اندر داخل ہوا اور غصیلی آواز میں چیخ کر کہنے لگا۔۔۔۔ مٹل جو اُس کے پیچھے بھاگتے ہوئے آرہا تھا۔۔وہ اُسے سختی سے پکڑ کر باہر کی طرف لے جانا لگا۔

"ایک منٹ مٹل۔۔"

شازم علی شاہ سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے سامنے وہ خود کو غصے سے گھورتے ہوئے شخص کو دیکھ کر مٹل سے بولا۔۔جو دروازے کے سامنے کھڑا اُس شخص کو قابو کر رہا تھا۔

"زلیل انسان بولوں کہاں چھپایا ہے۔۔۔۔تم نے میری دلکش کو بتا۔کہاں ہے وہ۔۔۔تم ایک جنگلی جانور ہو جو ایک عورت کو اُس کی مرضی کے بغیر تم نے اُسے زبردستی یہاں چھپا کے رکھا ہوا ہے۔۔۔" .

اُس شخص کے منہ سے میری دلکش سن کر اُسکا دل کیا کہ سامنے کھڑے شخص کو گولیوں سے بھون کر رکھ دیں۔

"تم مجھے ہماری اِس پہلی ملاقات میں ایک آنکھ بھی نہیں بھائے۔۔۔۔۔۔اور اگر تم نہیں چاہتے۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہ میں تمہیں یہاں سے سیدھا ہسپتال کی

سیر کرواؤ۔۔۔۔۔۔۔۔تو تم میری جان کو باجی یا پھر بہن کہہ کر بلاؤ۔۔ورنہ دوسری صورت میں میرا یہ ہسپتال والا آفرا بھی تک اپنی جگہ پر قائم ہیں۔۔"وہ خود پر مشکل سے قابو پا کر یکدم سے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولنے لگا۔

"یہ کیا طریقہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ چھوڑے میرے کزن کو،اور تم جاہل انسان۔۔۔اپنے ملازم سے کہوں جلدی سے اِنہیں چھوڑے ورنہ میں تمہارے ساتھ تمہارے اِس کم عقل ملازم کو بھی جان سے مار ڈال دوں گی۔"

دلکش جو ہاجرہ ماں کے روم سے نکل کر اپنے روم کی جانب بڑھ رہی تھی۔۔۔نیچے لاؤنج میں ایک عجیب شور سن کر وہ تیزی سے گیلری کی جانب بڑھی اور نیچے جھانک کر دیکھنے لگی،جہاں اُس گھمنڈی شخص کو اور اُس کے ملازم مٹل کو اور اُس کے گھیرے میں غصے سے مچلتے ہوئے حسن بھائی کو دیکھ کر وہ جلدی سے سیڑھیاں طے کر کے اُن کی جانب پہنچتے ہی غصے سے کہنے لگی۔

"دلِ جانَم۔اگر میں اُسے اُسکی غلطیوں پر اوپر کی ٹکٹ کٹوانے کا مٹل کو حکم دے دوں تو کیسا رہے گا۔۔مجھے تو بہت اچھا لگے گا،اور اِس خبیث انسان سے ایک نہیں بلکہ دو غلطیاں ہوئیں ہے۔۔۔۔۔ایک یہاں میرے گھر میں حرام خوروں کی طرح دندنا کے آکر مجھے غصہ دلاتے ہوئے اور دوسرا تمہیں میری دلکش کہہ کر۔۔۔۔جو مجھے بالکل بھی برداشت نہیں ہے۔۔۔"

وہ غصے سے پاگل ہو کر اُس شخص کی جانب بڑھا اور اُس کے اوپر جھکتے ہوئے جنونی انداز میں اُس پر مکوں اور تھپڑوں کی بوچھاڑ کرنے لگا۔

"بس بہت ہو گیا۔۔اب اور نہیں۔۔۔۔میں نہیں جانتی کے تم یہ سب کیوں کر رہے ہوں۔۔۔۔۔مگر اب بات میری فیملی کی ہے۔۔اور کوئی میری فیملی پر ظلم کرے یہ میں برداشت نہیں کر سکتی ہوں۔۔"

دلکش غصے میں آکر آگے کی جانب جھکتے ہی اُسے پیچھے کی جانب دھکیلنے کی کوشش میں ہلکان ہوتے شدید نفرت سے بولی۔شازم اُس کے دھکے سے بالکل بھی ناہلا وہ اُسی طرح حسن کے اوپر جھکا اُسے غصے سے گھورے جارہا تھا۔

"یاد رکھنا دلکش میری جان اگر تم اپنی فیملی کی وجہ سے مجھ سے جدا ہوئی نا۔تو میں تمہارے ساتھ تمہارے سبھی لالچی خاندان کو برباد کر کے رکھ دوں گا۔۔"

شازم شاہ اپنی شہادت کی اُنگلی اُٹھا کر اُس کی نظروں سے نظریں ملائیں جنونی انداز میں بول کر اُسے فرصت کے عالم میں دیکھنے لگا۔۔۔جو اُس کی بات پر اب اضطراب کے عالم میں اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔

"حسن بھائی آپ ٹھیک تو ہیں۔۔اُس جنگلی انسان نے آپ کو بہت تکلیف پہنچائی اُورر آپ۔۔۔۔یہاں کیسے پہنچے اور چاچا چاچی وہ کہاں ہے۔۔۔؟؟

دلکش اُس شخص کو اپنے ساتھ اُس کمرے میں لے کر آئی جہاں پر وہ اتنے دنوں سے رہ رہی تھی۔۔وہ پریشانی کے عالم میں آگے بڑھی اور اُسکی پیشانی کو چھوتے ہوئے فکر مندی سے بولی۔۔۔تو اُس شخص نے تیزی سے اُسے سائیڈ پر کر کے خود آگے بڑھتے ہوئے روم کا دروازہ لاک کیا اور پیچھے پلٹ کر اُسے محبت سے دیکھنے لگا۔

"دلکش میری بہن تمہیں پتہ ہے۔۔۔میں نے تمہیں کہا، کہا نہیں ڈھونڈا۔۔۔اور جب مجھے اِسی بیچ دادا سائیں کی موت کا پتہ چلا تو میں ٹوٹ کر رہ گیا۔۔۔۔اور پھر تمہارا خیال آیا تو میں شہر سے سیدھا یہاں گاؤں میں تمہیں ڈھونڈنے کے لیے آ گیا، مگر جب مجھے پتہ چلا کہ تم اِس گھمنڈی شخص کے قبضے میں ہو۔تو میں نے کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کی اور میں یہاں تمہیں لینے کے لیے

پہنچ گیا۔۔۔۔اور دلکش دادا کو کس نے قتل کیا ہے۔۔اور اگر اِس شخص نے اُنہیں مارا ہے ناں تو میں اِس شخص کو زندہ نہیں چھوڑا گا۔"

اُس شخص نے اُسے دونوں کندھوں سے پکڑے اپنے اتنے دنوں کی تڑپ اور اُسکی گم شدگی کے بارے میں بتانے لگا،اور آخر میں اُس کے لہجے میں شازم کے لیے بے انتہا نفرت دلکش نے بے ساختہ محسوس کیا۔

"ہاں حسن بھائی مجھے اور دادا کو جب اُس الماس بائی کی اصلیت کا پتہ چلا تو بہت دیر ہو چکی تھیں۔۔۔۔۔۔۔اُس گھٹیا عورت نے مجھے اپنے آدمیوں کے زریعے گھر سے اٹھوایا۔۔۔اور پھر مجھے بھی اپنے اُس بے ہودہ دھندے میں اُس نے لگانے کی کوشش کی مگر اُس سے پہلے کے وہ اپنے گھٹیا کام میں کامیاب ہوتی،اِس جنگلی انسان نے وہاں آ کر اپنا ڈراما شروع کر دیا۔اور بھیا یہ سب کچھ وہ اپنے انتقام لینے کی وجہ سے کر رہا ہیں۔"

Urdu Novels Ghar

دلکش اُنہیں بیڈ پر بٹھا کر آرام سے کہتے ہوئے اُن کے سامنے فرسٹ ایڈ باکس رکھنے لگی۔۔۔ تبھی اچانک سے کسی نے روم کا دروازہ زور سے لاتھ مارتے ہوئے کھولا۔

"یہ کیا بے ہودگی ہے۔۔۔۔؟؟

دلکش اُسے گھورتے ہوئے سخت غصیلی آواز میں بولی۔شازم جو دروازے کے بیچوں بیچ کھڑا اپنی سخت نظریں اُس کے کندھوں پر رکھے حسن کے ہاتھوں پر ڈالے غصے سے کھڑا تھا

"اِسے بے ہودگی نہیں ڈارلنگ۔۔ نظر رکھنا کہتے ہیں۔۔۔جو میں اپنی ہونی والی بیوی پر رکھ رہا ہوں۔۔۔۔اور تم سالے تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے گھر میں کھڑے ہو کر میری ہی عزت پر اپنی گندی نظریں رکھنے کی ہاں۔۔۔زلیل کمینے انسان میں کہتا ہو، چھوڑو اُسے ورنہ آج میں تمہیں جان سے مار دونگا۔"

ضبط سے سرخ چہرہ لیے دروازے کے ہینڈل پر دباؤ بڑھاتے ہوئے وہ زور سے دھاڑ اٹھا۔ حسن اور دلکش اُسکی غصیلی آواز سن کر کانپ اٹھے تھے۔

"شازم سائیں زبان سنبھال کر بات کروں۔۔۔۔۔تم ہم دونوں کے پاک رشتے کو اپنی گندی ذہنیت کے حساب سے نام مت دو."

دلکش غصے میں آکر آگے بڑھی اور سختی سے اُسے کالر سے جھکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے شدید غصے سے کہنے لگی۔

"ہوں اچھا تو تم دونوں کا اگر اتنا ہی پاک اور صاف ستھرا رشتہ ہے۔۔۔۔۔تو تم دونوں کیوں اتنے بے قرار ہو گئے تھے، ایک دوسرے کو دیکھ کر، اور اتنی بھی کیا جلدی تھیں، یہاں آنے کی تھوڑی دیر وہاں میرے سامنے کھڑے ہو کر اپنے اِس پیار و محبت کا مظاہرہ مجھے بھی کروا دیتے۔۔۔۔۔تا کہ میں تم دونوں کی جیت پر تم لوگوں کو ایک میڈل ضرور دیتا۔"

حسن کو سخت نظروں سے گھورتے ہوئے وہ دلکش سے بولا۔تو دلکش اُسکی گھٹیا بات پر پیچ و تاب کھا کر رہ گئیں۔

"بکواس بند کرو۔۔۔۔۔اپنی سید شازم علی شاہ۔۔۔۔۔۔۔بہت سن لیا میں نے تمہاری بکواس اب اور نہیں۔۔۔ حسن بھائی مجھے اب یہاں ایک منٹ بھی

نہیں رہنا، چلے یہاں سے ورنہ آج اِس شخص کا میرے ہاتھوں خون ہو جائے گا۔"

دلکش نفرت سے اُسے دیکھتے ہوئے حسن سے کہنے لگی۔ جو ان دونوں کو ہی دیکھ رہا تھا۔

"ہاں چلوں دلکش ویسے بھی۔۔۔۔۔۔۔میں تمہیں لینے کے لیے آیا تھا۔۔۔۔۔۔اور میں جب تک زندہ ہو یہ شخص تم سے زبردستی نہیں کر سکتا، اور اگر اس نے ایسا کرنے کی کوشش کی تو یہ جیل کے پیچھے ہو گا۔"

حسن نے اُسے طنزیہ نظروں سے دیکھا اور آگے چل کر دلکش کا ہاتھ تھامتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔۔تو شازم اُسکی اِس حرکت پر غصے سے پاگل ہونے لگا۔

"دلکش بی بی۔۔۔ابھی تو میں تمہیں یہاں سے خاموشی سے جانے کی اجازت دے رہا ہوں۔۔۔۔ مگر یاد رکھنا بہت جلد میں تمہیں یہاں واپس لے کر آؤں گا۔"

سختی سے مٹھیاں بھینچ کر وہ سخت لہجے میں کہہ کر اُن دونوں کو گھورنے لگا۔۔اُسکا لہجہ خطرناک حد تک سنجیدگی لیے ہوئے تھا۔

"کیوں۔ میں چاہ کر بھی اُسے اپنے دماغ سے نکال نہیں پا رہا۔ کیوں۔۔۔۔۔؟؟

دلکش کو یہاں سے گئے دو دن ہوئے تھے۔۔ لیکن یہ دو دن اُسے دو سال کے برابر لگ رہی تھیں۔اِسی وجہ سے اُسکی یاد اُسے پاگل کیے جا رہی تھی۔ پہلے تو وہ

اُس کی یادوں سے اور اُس سے بھاگ رہا تھا۔۔آج جب وہ اُس کے روم میں اُسکا نام لیتے ہوئے اندر داخل ہوا۔تو اُسے وہاں نہ پا کر بے قراری سے وہاں سے نکل کر وہ سیدھا اپنے روم میں پہنچ کر سامنے ڈریسنگ ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔۔۔اور اپنی ضبط سے سرخ ہوتی نظریں سامنے شیشے پر گاڑتے ہوئے غصے سے چیختے ہوئے خود سے کہنے لگا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔یہ احساس کیونکر مجھے پاگل کر رہی ہیں۔۔۔۔ہاں۔۔۔۔کیوں میں اُس کو کسی کے ساتھ نہیں دیکھنا چاہتا۔کیوں۔۔۔۔مجھے اُسکا کسی کو چھونا اچھا نہیں لگا۔۔وائے۔؟؟؟

وہ جنونی انداز میں سامنے شیشے پر نظر آتے اپنے عکس کو دیکھ کر غصے سے مخاطب ہوا۔۔۔یکدم اُسے وہ منظر یاد آنے لگا۔جب دلکش کے کندھوں پر اُس شخص نے اشتیاق سے اپنا ہاتھ رکھا تھا۔یہ منظر اُسے پاگل کرنے کے لیے کافی تھا۔

"کمینے انسان۔۔۔۔۔۔ تم نے اُسے چھو کر اپنی قبر خود اپنے ہاتھوں کھودی ہیں۔۔۔ تمہیں تو میں ایسی سزا دونگا۔۔ جو تم نے اپنے خواب میں بھی نہیں سوچا ہو گا۔"

اپنی غصیلی نظریں سامنے شیشے پر مرکوز کر کے وہ سخت لہجے میں کہہ کر آگے بڑھا اور جنونیت سے اپنا ہاتھ شیشے پر زور سے دے مارا۔۔۔۔۔۔ تو شیشہ ایک ہی ضرب میں چھنا کے کے ساتھ ٹوٹ کر نیچے زمین پر بکھرتا چلا گیا۔

"دلکش بی بی۔ میرے دل میں یہ جان لیوا احساس ڈال کر تم نے اپنے لیے اچھا نہیں کیا ہے۔۔۔ کیونکہ تم میری نفرت کو تو برداشت کر سکتی ہو۔۔۔۔۔ مگر یہ سب کچھ کبھی نہیں میں اِس معاملے میں بہت ہی سخت قسم کا جنونی انسان ہوں۔"

اب کی بار دلکش کو یاد کرتے اُس کے لب اُس احساسات کو سوچتے ہوئے یکدم سے مسکرا اٹھے۔۔۔۔۔اِس احساس کی وجہ سے آج وہ دلکش کو نفرت کے رشتے سے نہیں بلکہ ایک الگ رشتے سے سوچنے لگا تھا۔

"شازم بیٹا آج ہم لوگ آپ کے رشتے کے لیے سیدار باز شاہ کے گھر جا رہے ہیں۔اگر آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہے۔تو آپ ہمارے ساتھ آ سکتے ہیں۔"

شازم علی شاہ جو بڑے ہی خوشگوار موڈ میں ہاجرہ بی بی کے روم میں داخل ہوا تو انہیں چادر اوڑھے دیکھ کر اُنہیں سلام کرتے ہوئے اُس نے ان سے پوچھا۔اُنھوں نے بے نیازی سے کہا۔اور اُن کی یہ بے نیازی اُسے شوکڈ زدہ کر گئیں۔

"واٹ۔۔۔؟؟

وہ شدید حیرانی سے بیڈ سے اٹھا، اور اُن کے دونوں ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"دیکھیں ماں پہلی کی بات اور تھی۔۔۔اور اب تو میں دلکش کے بغیر بالکل بھی نہیں رہ سکتا۔۔۔۔ہاں میں مانتا ہو کہ میں پہلے دلکش سے بے انتہا نفرت کرتا تھا۔ مگر اب معاملہ میرے دل کا ہے۔۔۔اور آپ مجھے اچھے سے جانتی ہے۔ اگر میں جسے جنون کی حد چاہتا ہو۔ تو اُسے ہر حال میں حاصل کر کے رہتا ہوں۔"

اُسکا مضبوط لہجہ اور جنونیت دیکھ کر ہاجرہ بی بی کو یکدم سے دلکش کے لیے فکر مندی ہونے لگیں۔ کیونکہ وہ اپنے ضدی اور اکڑو بیٹے سے اچھی طرح واقف

تھی۔۔۔۔۔دلکش نے اگراس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو وہ اُسکی مرضی کے بغیر بھی اُسے حاصل کرنے سے نہیں گھبرائے گا۔

"شازم علی شاہ تمہاری شادی ہو گی۔تو صرف سیدار باز شاہ کی بیٹی سے۔اور اگر تم نے اُس لڑکی کو زبردستی اپنے نکاح میں لیا ناں۔تو تمہارااِس حویلی سے اور ہم سے اُسی دن رشتہ ختم ہو جائے گا۔اپنے پرانے رشتے بچانا چاہتے ہو، یااُس دو ٹکے کی لڑکی کے ساتھ نیارشتہ بنانا، فیصلہ تمہارے ہاتھوں پر ہے۔"

اُنہیں نے دلکش کے لیے ناچاہ کر بھی اپنالہجہ تلخ کرناپڑا کیونکہ وہ جانتی تھیں۔ کہ وہ چاہے کچھ بھی ہو جائے اپنی ماں کو کبھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔

"اماں آپ کو جو کرنا ہے۔آپ جا کر کریں۔ مگر یادرکھیے گا۔کہ میں اُس لڑکی کو نکاح کے بعد وہ محبت نہیں دے سکوں گا۔جس کی وہ حقدار

ہو گی۔۔۔۔۔کیونکہ مجھ پر صرف دلکش کا حق تھا۔۔۔اور ہمیشہ رہے گا۔۔اور میری پہلی بیوی دلکش ہی بنے گی۔۔۔۔آپکی پسند کی لڑکی اور سید خاندان کی خاندانی بہو سے پہلے میں دلکش سے نکاح کروں گا۔یہ بات آپ ضرور اپنی خاندانی بہو کو بتایئے گا۔۔"

شازم غصے سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔۔اُسے یہ سوچ کر بے چینی کے ساتھ اپنے ارد گرد سبھی چیزوں پر تاؤ آنے لگا تھا۔کہ اُس کی دلکش کو اُسکی ماں ہی اُس سے چھین رہی تھیں۔

"کیا ہوا تمہیں شازم عرف آس سائیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ایک منٹ کہیں تمہیں بھی میری طرح عشق کا بخار تو نہیں ہوا۔۔مجھے تو تم سے ہوا تھا۔اُس دن

جس دن تم نے اُس چڑیل کو چنا تھا۔۔اور لگتا ہے۔ تمہیں تمہاری اپنی اُس سویٹ ہارٹ سوری میرا مطلب،اپنی رکھیل سے۔۔"

زرناب نے اُس کا راستہ روکا اور بے باکی سے اُس کے کندھوں پر اپنی کہنی رکھتے ہوئے کہا۔وہ جو غصے سے ہاجرہ بی بی کے روم سے نکل کر اپنے روم کی جانب بڑھ رہا تھا۔اُس کی حرکت پر۔۔۔اور دلکش کے بارے میں اُس عورت کے منہ سے گھٹیا لفظ سن کر غصے سے پاگل ہو کر نفرت سے آگے بڑھا اور اُسے گردن سے پکڑتے ہوئے غضبناک لہجے میں کہنے لگا۔

"اُس دن دلکش کے لیے میرے دل میں نفرت ہونے کے باوجود بھی اُس کے لئے میں یہ لفظ برداشت نہیں کر سکا تھا۔تو آج مجھے اُس سے بے پناہ محبت ہے۔تو میں یہ غلیظ لفظ کیسے برداشت کر سکتا ہوں، گھٹیا عورت۔"

گردن پر دباؤ بڑھا کر وہ درشت لہجے میں بولا۔۔۔۔تو زرناب بائی اُس کی سخت گرفت میں تڑپنے لگی تھیں۔

"چھ۔۔چھوڑو۔۔۔مجھے۔پلیز۔۔؟؟

زرناب بائی نے کھانس کر تڑپتے ہوئے اپنا ہاتھ اُسکی سخت گرفت کو کم کرنے کے لیے اُس کے ہاتھوں پر رکھا۔مگر گرفت نرم ہونے کے بجائے بڑھنے لگی تھیں۔

"ضرور چھوڑوں گا۔۔مگر اوپر جانے کے لیے۔۔۔کیونکہ بائی تم نے آس کی محبت کو گھٹیا نام دیا ہے۔۔اور شازم تو تمہیں معاف ضرور کرتا۔۔مگر آس نہیں تم نے اِس درندے کو جھاگا کر اچھا نہیں کیا۔۔"

جنونی اور سخت لہجے میں کہہ کر اُس نے اُسکی گردن پر گرفت خطرناک حد تک مضبوط کر دی جس کے باعث زرناب کی آنکھیں باہر آنے لگی تھیں۔

"چھوڑ جنگلی انسان میری زر کو۔۔۔"

سجاول شاہ جو زرناب کو پوری حویلی میں ڈھونڈ رہا تھا۔اُسے شازم شاہ کی گرفت میں تڑپتے ہوئے خود کو بچانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔اُسے اس حال میں دیکھ کر سجاول غصے سے اُن کی جانب بڑھتے ہوئے زرناب کو اُسکی سخت گرفت سے آزاد کرواتے ہوئے بولا۔

"آؤں تم بھی سجاول شاہ آج میں تم دونوں کے ناپاک وجود کو اپنی حویلی سے سیدھا قبرستان میں بھیجوں گا۔"

شازم نفرت سے سجاول شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ تو سجاول شاہ اُس کی بات پر خوفزدہ ہو گیا۔

"سید سجاول شاہ لے کر جاؤ اپنی طوائف بیوی کو۔۔۔۔۔۔۔ یہاں سے۔ اور ہو سکے تو اُسے اُسکی اصل جگہ چھوڑ کر آؤں۔۔۔۔۔ یہ شریف لوگوں کے ساتھ رہنے کے قابل نہیں ہے۔"

زرناب بائی کو غصے سے دور کھڑے سجاول کی جانب دکھا دیتے وہ نفرت سے کہنے لگا۔ تو زرناب بائی تکلیف سے سرخ ہوتی اپنی نظریں اُس پر ڈالے کھڑی ہو کر اُسے نفرت سے دیکھنے لگی۔

"شازم سائیں طوائف تو تمہاری ماں گیتی آرا بھی تو تھی۔اپنے زمانے میں اپنی حُسن کی بجلی اں گرانے والی مشور طوائف زادی۔اور اِس لحاظ سے تو تم بھی ایک طوائف زادے ہوئے۔"

اپنے ہونٹوں سے خون صاف کرتے زرناب بائی تمسخرانہ انداز میں کہنے لگی۔اُس کی بات پر غصے سے شازم کی رگیں تن گئی۔

"نہیں میری ماں ایک طوائف نہیں ہو سکتی تھیں۔سنا تم نے میری ماں ایک نیک عورت تھی۔

وہ ایک اچھی ماں ایک اچھی بیوی تھیں۔شازم اپنی قہر برساتی نگاہیں اُس کے چہرے پر ڈال کے غصے سے کہنے لگا۔

"شازم سائیں تمہارے کہنے سے یہ سچائی نہیں بدل سکتی۔ کیونکہ تمہارے باپ سے شادی کرنے سے پہلے تمہاری ماں ایک مشہور طوائف زادی تھیں۔"

زرناب بائی ضبط کے باعث اپنی مٹھیاں کھسے شازم کو طنزیہ نظروں سے دیکھتے بولی۔ تو شازم کو یکدم سے خود سے گھن آنے لگی۔

"تمہاری ماں کو سخت نفرت تھی۔ مردوں کو اپنے حُسن کے جلوے دیکھانے سے مگر تھی۔ تو وہ ایک طوائف زادی ہی نا۔ مجبوراً ہی سہی اُسے رقص تو کرنا پڑتا تھا۔"

زرناب نے آخری وار کرتے ہوئے اُسے طنزیہ نظروں سے دیکھا۔ جو کہ اب خوبصورت مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے مسکرا رہا تھا۔

"کہا تھا نا بائی کہ میری ماں ایک نیک عورت تھیں۔اِسی لیے اُنہیں اپنی وہ زندگی سے سخت نفرت تھی۔۔۔۔اور اُسی وجہ سے وہ وہاں سے نکلنے میں کامیاب ٹھہری تھیں۔"

وہ مسکراتے ہوئے زرناب بائی کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔تو زرناب بائی کو ایسا لگا جیسے وہ اپنی ماں کی بات نہیں بلکہ اُس پر طنز کر رہا ہو۔

"سلام چاچا۔کیسے ہیں آپ۔اور آپ کا بیٹا وہ حسن نظر نہیں آرہا کہاں ہے وہ اگر وہ میری دل کے پاس ہے تو بھول جائے کہ آپ کا کوئی بیٹا بھی تھا۔اور ہاں

لاسٹ میں میری دل وہ بھی تو مجھے نظر نہیں آ رہی کہاں ہے وہ۔۔۔۔۔۔میں اُسے اپنے ساتھ یہاں سے لے جانے کے لیے آیا ہوں۔"

عظیم میمن جو کے دلکش کا تایا تھا۔اُس نے دروازہ کھول کر نا سمجھی سے سامنے کھڑے اجنبی نوجوان کو دیکھا۔جو مسکراتے ہوئے اُنہیں سامنے سے ہٹا کر گھر کے اندر داخل ہوا اور چھوٹے سے صحن میں رکھے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے وہ سامنے ٹیبل پر اپنا پستول رکھ کر مزے سے کہنے لگا۔۔تو عظیم صاحب پستول کو دیکھ کر گھبراہٹ کے مارے وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے تھے۔

" عظیم چاچا۔کیا آپ اپنے گھر میں آئے مہمانوں کو یہی عزت دیتے ہیں۔کچھ بھی نہیں پوچھتے آپ اُنہیں خیر میں مہمان نہیں بلکہ آپکا سوتیلا داماد ہوں۔۔دلکش آپ کے سوتیلے بھائی کی بیٹی ہے ناں۔۔تو اِسی حساب سے میں آپکا سوتیلا داماد ہوا۔"

پستول اٹھا کر لوڈ کرتے ہوئے شازم سائیں نے عظیم صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔ تو انھوں نے اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو تیزی سے صاف کرتے ہوئے خوف سے اُسے دیکھا۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو تم۔اور تمہاری ہمت کیسے ہوئی یہاں آنے کی ہاں۔ یہ میرا گھر ہے۔اور داماد بننے کا شوق تمہارا کبھی پورا نہیں ہو گا سمجھے تم۔"

حسن نے جب باہر شور سنا تو وہ اپنے روم سے نکل کر صحن کی جانب بڑھا۔شازم کو صحن میں کرسی پر ایزی انداز میں ٹیبل پر اپنے دونوں پاؤں رکھے بیٹھا ہوا دیکھا تو غصے سے اُس کے سامنے کھڑے ہو کر وہ اُسے کہنے لگا۔

"سالے صاحب۔آرام سے۔ کہیں غصے میں آکر میں آپ کے بھیجے میں اپنے پستول کی ساری گولیاں نا آتار دوں۔"

شازم پستول ٹیبل سے اٹھا کر اپنا سنجیدہ چہرے حسن کے غصے سے سرخ ہوتے چہرے پر ڈال کر وہ خطرناک لہجے میں بولا۔تو عظیم صاحب نے تیزی سے آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو کھینچ کر اُس روم کی جانب بڑھے تھے۔

"بیٹا کیا کر رہے ہوں۔دیکھا نہیں تم نے اُس شخص کے پاس پستول ہیں۔۔اور اُس کی باتوں سے مجھے ایسا لگ رہا ہے۔جیسے اگر اُسے دلکش نہیں ملی تو وہ اِس گھر کو برباد کر کے رکھ دے گا۔"

حسن کے روم میں پہنچ کر انھوں نے تیزی سے دروازہ بند کر کے حسن کی جانب پلٹ کر گھبراتے ہوئے کہنے لگے۔تو حسن اُن کی بات پر غصے سے کہنے لگا۔

"ابا تمہارے خیال سے وہ جنگلی انسان ہمیں برباد کریں گا۔ ہمیں۔۔ یہ ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ شہر ہے۔اُس کا گاؤں نہیں جہاں وہ آرام سے اپنی میں کرتا رہتا ہے۔ یہاں میں صرف قانون کرتی ہے۔ ہمارے اور اُس کے جیسے عام شہری نہیں۔"

حسن نے تنفر سے اُسکا نام لیتے ہوئے عظیم صاحب سے کہا۔ انہوں نے پرسکون سانس خارج کرتے ہوئے روم سے باہر نکل کر سامنے شازم کو طنزیہ نظروں سے دیکھنے لگے۔ جو سامنے پستول ہاتھ میں پکڑے اِنہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

" عظیم صاحب تم تو سمجھدار ہوں۔ تو پھر کیوں اپنے اِس کم عقل بیٹے کی باتوں پر آرہے ہوں۔ یہ شہر کی قانون میرا انا کل کچھ بگاڑ سکی تھیں اور نہ ہی آج بگاڑے گی۔ عظیم صاحب پیسہ آج کل پیسے کی زبان بہت زیادہ چلتی ہے۔"

وہ حسن کو استہزایہ مسکراہٹ پاس کرتے ہوئے عظیم صاحب سے مخاطب ہوا۔ جو کہ اب اُس کی باتوں سے پریشان ہو اٹھے تھے۔

"تم چاہے کچھ بھی کر لوں مگر دلکش تمہارے ساتھ کبھی بھی نہیں جائے گی۔ وہ تمہاری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتی تمہارے ساتھ رہنا تو دور کی بات ہے۔"

حسن نے تنفر سے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"پہلی بات دلکش کا نام آج کے بعد اپنے منہ سے مت نکلنا اور اب سے دلکش کو صرف یہ چہرہ دیکھنا پڑے گا ساری زندگی چاہے خوشی سے یا نفرت سے۔ مگر دیکھنا تو اُسے مجھے ہی پڑے گا۔ اور اگر تم ہمارے درمیان آنے کی کوشش کروں گے۔ تو مر جاؤ گے۔"

شازم اٹھا اور چند قدم چل کر حسن کے سامنے کھڑے ہو کر پستول اُس کے ماتھے پر رکھ کر کہنے لگا۔

"چاچا بہت ٹائم لگا یا تم لوگوں نے جلدی سے بتا دو کے میری دلکش کہا ہے۔ ورنہ آج کے بعد تمہیں دنیا بے اولاد کے نام سے پہچانے گی۔"

عظیم صاحب کی جانب دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ تو وہ اپنے بیٹے کے ماتھے پر پستول رکھے دیکھ تیزی سے بولے۔

"وہ پاس ہی کے ایک اسکول میں پڑھاتی ہے۔"

ان کے کہنے پر اُس نے حسن کو استہزایہ نظروں سے دیکھا اور پستول جیب میں رکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اب ہماری ملاقات سالے صاحب میری اور تمہاری بہن دلکش کے نکاح کے وقت ہو گی۔۔۔۔جس کی ساری تیاری تمہیں کرنی ہو گی۔ پیسوں کی فکر مت کروں میں دے دونگا۔۔"

شازم نے مسکراتے ہوئے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

اسکول کے باہر کھڑا وہ کب سے اپنی دلکش کا انتظار کر رہا تھا۔اُس سے ملنے کی خوشی اِس وقت اُس کے چہرے پر نظر آ رہی تھی۔اسکول کی چھٹی ہوتے ہی بہت سارے بچے اسکول کے گیٹ سے باہر نکلنے لگے تو وہ سائیڈ پر ہو کر دلکش کا بے چینی سے انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اُسے باہر نکلتی ہوئی نظر آئی تو وہ تیزی سے اُسکی جانب بڑھا اور اُسے کھینچ کر سامنے لگے بڑے سے درخت کی جانب لے جا کر اُسے درخت کے ساتھ پن کر کے اُسے محو ہو کر دیکھنے لگا

"یہ۔۔۔کیا کر رہے ہو۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔؟؟

اپنے دونوں ہاتھ اُس کے سینے پر رکھے گھبراہٹ کے مارے وہ اُسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔۔جو اُس کے چہرے میں محو اُسے کمر سے پکڑے بے خودی سے اپنا ایک ہاتھ اُس کے چہرے پر نرمی سے پھیر رہا تھا۔

"دلکش میں نے سنا ہے، کہ کسی کا پہلا دیدار جب دنیا بھلا دے تو اسے پہلی نظر کا پیار یا 'لو ایٹ فرسٹ سائٹ' کہتے ہیں۔ جب آپ نے کسی کو ایک نظر دیکھا اور ایسا لگا کہ اگر یہ انسان آپکی زندگی میں نہ آیا تو سب کچھ بیکار ہے۔ مگر ہمارا معاملہ سب سے الگ ہے۔۔ کیونکہ نا ہمیں پہلی نظر میں دیکھ کر ایک دوسرے کے لیے جزبات جاگ اٹھے تھے۔۔۔ ہمارے درمیان صرف نفرت کا رشتہ تھا۔"

اپنے دونوں ہاتھ اب کہ اُس کے کندھوں پر رکھے وہ جذب کے عالم میں بولا۔

دلکش اُس کی بات جو تعامل سے سن رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔ وہ اُس کے منہ سے محبت لفظ سن کر یکدم سے استہزایہ انداز میں مسکرا کر اُسے دیکھنے لگی۔

"شازم سائیں تمہیں محبت لفظ کے معنی بھی پتہ ہے۔۔۔ جو تم مجھ سے محبت کی باتیں کر رہے ہو۔۔"

دلکش اُسے دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں بولی۔تو شازم اُس کی بات پر نرمی سے اُس کے گالوں کو چھو کر کہنے لگا۔

کیا یہ وہ احساس تو دلکش محبت مجھے نہیں پتہ کہ اس کا اصل معنی کیا ہے۔" نہیں۔۔۔۔۔جو تمہیں دیکھ کر خوشی کا احساس میرے دل میں جھاگا دیتی ہے؟ہاں میرے خیال سے اِسے ہی پیار کہتے ہیں؟

وہ دلکش کے چہرے پر آئے لٹوں کو چھو کر جزبات کی آنچ میں بہہ کر کہنے لگا۔اُس سے پہلے کہ وہ اپنے جذبوں کی رو میں بہک کر کوئی غلطی کر بیٹھ تھا۔۔۔۔۔دلکش گھبڑاہٹ کے باعث اُس کے سینے پر اپنے ہاتھ رکھ کر اُسے خود سے دور کرتے ہوئے اپنی بے قابو ہوتی سانسوں کو بحال کرنے لگی۔

"تم جیسے شخص کے دل میں کسی لڑکی کے لیے محبت جیسا جزبا کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔اُس کے لیے حوس ہو سکتی ہے۔ مگر محبت نہیں۔۔"

دلکش اپنے ڈھرکنوں کی شور کو نظرانداز کر کے غصے سے کہنے لگی۔شازم اپنی محبت کی یوں توہین دیکھ ضبط سے اپنی مٹھیاں کھسنے لگا۔

"بکواس بند کروں۔ تم میرے خزبات کی اس طرح توہین نہیں کر سکتی۔ میں محبت کرتا ہوں۔ تم سے بے پناہ محبت۔۔۔ تم نے سوچ بھی کیسے لیا۔۔۔۔۔ کہ میں تمہارے بارے میں اِس طرح سوچتا ہوں۔"

غصے سے اُسے دونوں کندھوں سے پکڑے وہ جنونی انداز میں چیختے ہوئے بولا۔ تو دلکش کو لگا جیسے اُسکی انگلیاں اُس کے بازوؤں میں دھنستی چلی جارہی ہوں۔

"آج اُس جنگلی انسان نے آخر اپنی اصلیت دکھاہی دی۔ یہ حرکت کر کے آخر وہ کیا ثابت کرنا چاہتا ہے۔ مجھے ورغلانا چاہتا ہے۔ تو یہ اُس کی خوش فہمی ہے۔ میں کبھی نہ آؤ اُس پاگل انسان کی باتوں میں۔

اور اُس کی اتنی ہمت کے اُس نے میرا ہاتھ پکڑا میرا۔ ڈھٹائی تو دیکھو وہ مجھ سے اپنی جھوٹی محبت کی باتیں کرنے لگا۔ اگر اِسی طرح چلتا رہانا۔ تو میں کسی دن اُسے موت کے گھاٹ اتار دوں گی۔"

دلکش گھر میں داخل ہوتے ہی سیدھا اپنے روم میں جا کر غصے سے اپنا چادر اتارتے ہوئے سامنے ٹیبل پر رکھ کر دوپٹہ اوڑھتی بڑبڑاتی ہوئی باہر نکل کچن کی جانب بڑھی۔

حسن جو لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھا چائے پی رہا تھا۔اُسے زور سے بڑ بڑاتے ہوئے دیکھ کر کپ سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے اٹھا اور اُس پیچھے کچن میں داخل ہو کر کہنے لگا۔

"کیا ہوا دلکش تم آج اتنے غصے میں خیر تو ہے۔۔ کہیں پھر سے وہ شخص تمہیں نہیں مل گیا جو تم اپنا سارا غصہ ان بے چاروں پر اتار رہی ہوں۔

حسن نے ماحول کو ترو تازہ کرنے کے لیے مزاحیہ انداز میں کہا۔

حسن کی بات پر دلکش کے برتن مانجھتے ہاتھ رکے۔۔جو وہ بیسن کے سامنے کھڑی اپنا سارا غصہ وہ اِن گندے برتنوں پر نکال رہی تھی۔اُس کی بات پر اُس کے ہاتھ رکھے اور وہ پلٹ کر اُسے دیکھنے لگی۔۔تو حسن اُسے اپنی جانب اِس طرح

"اِس کا مطلب۔وہ جنگلی انسان یہاں بھی آیا تھا۔ میری غیر موجودگی میں۔ حسن بھائی کیا اُس بد تمیز شخص نے یہاں آکر آپ لوگوں کے ساتھ کچھ.برا تو نہیں کیا تھا ناں۔

غصے سے وہ اپنی مٹھیاں زور سے کھستے ہوئے بولی۔

"اور یہ پاگل سنکی انسان اتنا گرے گا مجھے اندازہ بالکل بھی نہیں تھا۔اب ہمیں جلد کچھ کرنا پڑے گا۔ورنہ یہ آپ لوگوں کو نقصان پہنچانے کے لیے کچھ بھی کر سکتا ہے۔اور میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے آپ لوگ کسی مصیبت میں پڑے۔"

حسن اُسے اتنا پریشان دیکھ کمینگی انداز میں مسکرانے لگا۔ دلکش اپنی پریشانی میں اُس کے چہرے پر آئے کمینے پن کو دیکھ نا سکی تھیں۔

"حسن صاحب۔اب تمہارا کام ختم اور میرا شروع۔اب اُس بدزبان اور چالاک لڑکی کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔طوائف زادی بننے سے۔

کوئی بھی نہیں۔

وہ اُس کا عاشق بھی نہیں۔کہا تھا نا۔کہ جب تم میرا یہ کام جلدی سے کروں گے۔وعدے کے مطابق میں تمہارے ساتھ ایک رات گزاروں گی۔میں تیار ہو تمہارے ساتھ رات گزارنے کے لیے۔مگر ایک شرط پر۔۔۔۔۔۔میں تمہارے ساتھ یہ حسین رات گزاروں گی۔

ویسے بھی میں اُس چوزے کے ساتھ رہ کر بہت زیادہ اکھٹا گئی ہوں۔مجھے وہ مزا نہیں ملتا اُس کے ساتھ حسن میاں۔۔جو تمہارے ساتھ ملا کرتا تھا۔اب تم اِس

حسین شباب سے لطف اٹھانا چاہتے ہو یا نہیں یہ فیصلہ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔"

زرناب بائی صوفے سے اٹھ کر بڑے ہی نزاکت سے ساڑھی کا پلو اپنے شولڈر پر درست کرتے ہوئے حسن کی للچائی نظروں میں گاڑتے ہوئے بولی۔ حسن اُس کے سیاہ باریک اور ڈیپ گلے سے نظر آتے اُس کے حُسن کو اپنی گہری نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

" بائی تم جو کہوں گی۔ میں وہی کروں گا۔ بس ایک بار کہہ کر تو دیکھیں۔"

حسن اُس پر سے اپنی نظریں ہٹائے بغیر کہنے لگا۔ زرناب بائی کی نظریں اُس کی بات پر اوپر اٹھی تو اُسے اپنی جانب متوجہ دیکھ وہ زور سے قہقہہ لگانے لگیں۔

"ہاہاہاہا۔!!

"حسن میاں یہاں تک رسائی تم تب حاصل کروں گے۔جب تم مجھے اُس شخص سے ملاؤں گے۔جس کی قسمت اُس دلکش کے ساتھ چمکنے والی ہے۔"

زرناب بائی چند قدم آگے چل کر اُسے دونوں کندھوں سے پکڑتے ہوئے وہ اُس کے چہرے پر اپنا نازک ہاتھ پھیرتے ہوئے بولی۔

"زرناب بائی یہ نکاح اصلی نکاح نہیں ہے۔تو پھر میں کہاں سے اصلی دلہا اٹھا کر لے آؤں۔اور کوئی بھی شریف آدمی ایسی لڑکی سے شادی کیوں کرنا چاہے گا۔جو طوائف زادی کے نام سے مہشور ہونے والی ہے۔"

حسن کہتے ساتھ ہی زور سے اُس کے نازک کمر پہ اپنا ایک ہاتھ رکھ کر دوسرے سے اس کی ساڑھی کا پلو شولڈر سے ہٹا کر اُسے مخمور آنکھوں سے دیکھنے لگا۔جو اُس سے لگی اسے مسکرا کر دیکھ رہی تھیں۔

کہتے ہیں کہ کسی کی فطرت کبھی بدل نہیں سکتی۔۔۔پھر چاہے اس انسان کو موقع ہی کیوں نا ملا ہو خود کو بدلنے کا۔ مگر جس کی فطرت میں فریب دینا ہو۔

وہ کبھی بھی نہیں بدل سکتا۔اسی لیے ایک پاک رشتے میں بندھنے کے باوجود بھی وہ اپنی اصل کی جانب لوٹنا چاہتی تھی۔

"دلکش بیٹی ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں۔آپ کو اُس ظالم شخص سے بچانے کے لیے۔۔یہ بہت ضروری ہے۔اگر آپ کسی اور کے نکاح میں ہونگی۔تب وہ چالاک انسان آپ کا پیچھا چھوڑ دیں گا۔"

وہ مایوں کے پیلے جوڑے میں ملبوس اپنے روم میں بیٹھی اپنے اُس انجان ہمسفر کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ جسے آج تک اُس نے دیکھا تک نہیں تھا۔

اور وہ اُس کے مایوں کے جوڑے میں ملبوس اپنی نئ آنے والی زندگی کے متعلق سوچ رہی تھی۔ کہ نجانے وہ کیسا ہوگا۔ پتہ نہیں اسکا مزاج کیسا ہوگا۔ وہ انہیں سوچوں میں گم تھی۔ کہ عظیم چاچا کی آواز پر اپنا چہرہ اوپر اٹھا کر وہ انہیں دیکھنے لگی جو روم میں داخل ہو کر کہنے لگے تھے۔

"لیکن چاچا کیا یہ سب کرنا بہت ضروری ہے۔۔۔ ہم شادی کے علاوہ بھی کچھ اور سوچ سکتے ہیں۔۔۔ مجھے ڈر ہے چاچا۔ وہ سنکی شخص کچھ غلط نا کر دے۔ کیونکہ وہ شخص بہت ہی جنونی ہے۔"

دلکش اُنہیں دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔۔۔تو اُنھوں نے اُس کے پریشان چہرے کی جانب دیکھااور آگے چل کر بیڈ کے سامنے کھڑے ہو کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اُسے تسلی دیتے ہوئے کہنے لگے۔

"بیٹاآپ اُس کی فکر نہ کریں۔ حسن ہے نا۔وہ اُسے دیکھ لیں گا۔اور ویسے بھی آپ کا نکاح جس کے ساتھ ہو رہاہے۔۔۔وہ پاگل شخص اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

عظیم صاحب نے دلکش کی جانب دیکھتے فخریہ انداز میں اپنے پسند کیے شخص کے بارے کہا۔لیکن دلکش کو پھر بھی ایک وہم ہو رہا تھا کہ کچھ تو ضرور ہونے والا ہے جو اُس کے لیے بالکل بھی اچھا نہیں۔

"چاچا مجھے بہت بے چینی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ جیسے میرے ساتھ کچھ برا ہونے والا ہے۔۔۔۔۔اور حسن بھائی وہ کہا ہے۔۔۔۔۔۔آپ پلیز اُنہیں بلائے۔۔مجھے اُن سے کچھ کہنا ہے۔"

وہ گھبراہٹ کے عالم میں بیڈ سے اتر کر اپنا زدر آنچل سنبھالتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

"دلکش کی شادی تم یہ کیا بکواس کر رہے ہوں۔میں نے وہاں تمہیں نظر رکھنے کے لیے بھیجا تھا۔نہ کہ مجھے اِس طرح کے خبر سنانے کے لیے۔"

Urdu Novels Ghar

شازم اپنی بلیک بی ایم ڈبلیو کار کے سامنے کھڑا فون کان سے لگائے دوسری جانب کی بات سن رہا تھا۔ دوسری جانب موجود شخص کے منہ سے دلکش کی شادی کا سن کر اپنے آپے سے باہر نکل کر چیختے ہوئے کہنے لگا۔

"سر مجھے یہ نکاح نہیں بلکہ کچھ اور معاملہ لگ رہا ہے۔ جو کے دلکش بی بی کے لئے بالکل اچھا نہیں ہے۔۔ یہ لوگ مجھے اچھے نہیں لگ رہے ہیں۔"

شازم کا دوسری جانب کی بات پر کار کا دروازہ کھولتے ہوئے اُس کے ہاتھ رکے۔

"مطلب ایسا کیا دیکھ لیا۔ تم نے وہاں جو میری دلکش کے لیے خطرہ ہے۔۔۔اور اگر ایسی بات ہے۔ تو میں اُس بڈھے کے ساتھ اُس حسن میاں کو بالکل بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

کار پر زور سے مکا مارتے ہوئے شازم نے غصے سے کہا۔

دلکش مہندی رنگ کے خوبصورت جوڑے میں ملبوس آئینے کے سامنے بیٹھی اپنے ہاتھوں میں پہنے گجروں کو مسکرا کر دیکھ رہی تھی۔ کہ اچانک سے کمرے میں مکمل آندھرا ہوا تو وہ خوف کے مارے خود میں سمٹنے لگی۔

"آہ۔ہ۔ہ۔ہ۔!!

وہ کرسی پر دونوں پاؤں اوپر رکھے اکڑوں بیٹھی تھیں۔اپنے چہرے پر کسی کی گرم سانسوں کی تپش محسوس ہوتے ہی خوف سے چیختے ہوئے وہ جا کر پیچھے ڈریسنگ ٹیبل سے لگ کر بری طرح سے رونے لگی۔

"کون۔۔۔؟؟

کمرے میں اندھیرے کی وجہ وہ اُس شخص کو دیکھ نہیں پا رہی تھی۔ گھبرا کے وہ اُس سے پوچھنے لگی۔جو اُس کے ہاتھوں میں لگی مہندی کی خوشبو سے بیخود سا ہو کر اپنے لب اُسکی ہتھیلی پر رکھ کر اُسے کانپنے پر مجبور کر گیا تھا۔

"تمہارا سب کچھ میری جان۔"

اپنے لب اب اُس کے ہاتھوں سے ہٹا کر وہ شخص گھمبیر آواز میں کہنے لگا۔ تو دلکش اُس گھمبیر آواز کو سن کر غصے سے اپنے ہاتھ کھینچ کر اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تم۔ تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے چھونے کی ہاں۔۔۔؟؟

وہ تیزی سے پیچھے ہوتے ہی غصے سے چیخ کر کہنے لگی۔ تو شازم مسکراتے ہوئے اپنے اور اُس کے درمیان میں دیوار بنے کرسی کو پیچھے کی طرف اچھال کر ڈریسنگ ٹیبل پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے اُس کے وجود سے اُٹھتے ابٹن کی خوشبو کو محسوس کرنے لگا۔

"جانم تم تھکتی نہیں ہو مجھ سے اتنا نفرت کرتے۔ میں تو تھک گیا تھا۔ تم سے نفرت کرتے ہوئے۔ اور آج اِس نفرت کو بھول کر میں پھر سے آپنی محبت کا اظہار کرنے یہاں دوبارہ آیا ہوں۔"

شازم ایک ہاتھ ڈریسنگ ٹیبل پر اور دوسرا اُس کے چہرے پر رکھے محبت سے بولا۔

"اگر مجھے دوسری زندگی بھی ملی نا۔ تو تب بھی میں تم سے نفرت کرنا نہیں چھوڑو گی۔ بلکہ میرے دل میں تمہارے لیے نفرت اور بڑھے گی۔"

وہ نفرت انگیز سرد لہجے میں کہہ کر اُسے پیچھے دکھادے کر آگے کی جانب بڑھنے لگی۔ شازم نے غصے سے آگے بڑھ کر اُسے کلائی سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔

"دلِ جانم تم سمجھتی کیا ہو خود کو میں جو آج تک کسی کے پیچھے اتنا خوار نہیں ہوا تھا۔ جو تمہارے لیے ہو رہا ہوں۔ صرف اپنی محبت کی وجہ سے۔ ورنہ کب کا میں تمہیں اٹھا کر تم سے زبردستی نکاح کر لیتا۔"

وہ غصے سے اپنی پکڑ اُسکی کمر پر تیز کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تو دلکش اُس کی سخت پکڑ پر درد کے باعث بلبلا اٹھی تھی۔

❤□❤□❤□❤□❤□❤□❤□

"دل تم میری بات کیوں نہیں سمجھ رہی یہ لوگ تمہیں تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور تم مت سمجھنا کہ میں تمہیں اِن کے بیچ اکیلا چھوڑ کر یہاں سے چلا جاؤ گا۔"

دلکش کے آگے کھڑے ہوتے ہی شازم نے سخت لہجے میں کہا۔ تو دلکش نے غصے سے شازم کو اپنے سامنے کھڑے دیکھا تو وہ اُسے سخت نظروں سے گھورنے لگی۔

"تباہ یہ نہیں سائیں تم کرنا چاہتے ہو مجھے۔۔ تم تو مجھ سے آپنے ماں باپ کے قتل کی وجہ سے بدلا لینا چاہتے ہو۔ تو پھر یہ میرے اپنے وہ کیوں مجھے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔"

وہ اپنے ہاتھ سے اُس کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔ تو اُس کو اتنا بد ظن دیکھ کر اُسے حسن پر سخت غصہ آیا۔

"نہیں دل تمہارے دادا نے نہیں مارا انہیں۔ اور جس نے بھی میرے رشتوں کو مجھ سے چھینا ہے نا۔ میں انہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ مگر اِس وقت میں تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔ اور تم میرے جینے کی وجہ بن چکے ہو۔ تو پھر میں تمہیں ان گھٹیا لوگوں کی وجہ سے کیوں کھو دو۔"

شازم نے محبت سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔دلکش تیزی سے آگے بڑھ کر روم کا دروازہ کھولے اُسے اپنی سخت نظروں سے گھورتے ہوئے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"شازم سائیں اب آپ کو سچائی پتہ چل گئی ہے ناں۔کہ میرے دادا آپ کے ماں باپ اور بہن کے قاتل نہیں ہیں۔تو اب میں آپ کی قیدی نہیں ہوں۔سو آپ جو میری زندگی میں طوفان کی طرح آئے تھے ناں۔اب اتنی ہی خاموشی سے میرے گھر سے چلے جائے۔"

دلکش نے دروازہ سے باہر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔تو شازم آگے بڑھا اور اُسے نرمی سے دونوں کندھوں سے تھام کر اپنی نظریں اُسکی نظروں سے ملائے کہنے لگا۔

"تم میری قیدی کل بھی تھی۔آج بھی ہو۔

اور ہمیشہ سے رہوں گی۔ تمہیں مجھ سے اور میرے عشق کی قید سے اتنی آسانی سے رہائی نہیں ملے گی۔" دلِ جانم۔"

شازم اُس کے دونوں گالوں پر پیار سے اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے مسکرا کر بولا۔ دلکش غصے سے اپنے چہرے پر رکھے اُس کے ہاتھ سختی سے جھٹک کر روم سے باہر نکل گئی۔شازم وہیں کھڑا اُسے آپنی نظروں سے دور ہوتا ہوا مسکراتے ہوئے دیکھنے لگا۔

"اب چلوں شازم سائیں۔ دلکش کی زندگی میں طوفان لانے والے اُن دونوں انسان کو آس کا دہشت دیکھانے بہت موقع دیا میں نے ان دونوں کو مگر ان دونوں نے اب کی بار میری دلکش کو نقصان پہنچانے کا سوچا تھا۔اب میں انہیں کیسے چھوڑ سکتا ہوں۔

وہ نفرت سے اُن دونوں کو سوچتے ہوئے کہنے لگا۔

–

"حسن میاں تم اتنی جلدی اٹھ بھی گئے ابھی تو۔"

زرناب بائی بولتے ہوئے اپنے فلیٹ کے خوبصورت لاؤنج میں داخل ہوئی، سامنے صوفے پر قہر کی صورت بنے شازم سائیں کو آرام سے بیٹھے دیکھ وہ وہی ٹھہر گئی تھی۔

Urdu Novels Ghar

"ابھی تو کیا بائی ہاں میں بھی تو جانو تم اِس دوغلے انسان کے ساتھ یہاں کیا کر رہی ہوں۔۔اور تمہارے وہ عاشق صاحب کو پتہ ہے۔اس بارے میں کہ تم اسے دھوکہ دے رہی ہوں۔"

تمسخرانہ مسکان ہونٹوں پر سجائے وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر سامنے حیرت کی مورت بنے زرناب بائی سے کہنے لگا۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو۔اور حسن وہ کہاں ہے۔تم نے اُسے کہاں چھپایا ہے۔بتاؤ ورنہ تمہارے ساتھ بہت برا ہو گا۔"

زرناب بائی غصے سے چند قدم چل کر اُس کے مقابل کھڑے ہو کر غصے سے بولی۔۔تو شازم نے اُسے طنز بھری نظروں سے دیکھا۔

" بائی تم اپنی فکر کروں۔اُس کی نہیں بہت برا ہونے والا ہے۔ تمہارے ساتھ اور یہ غصہ سنبھال کر رکھنا آگے بہت کام آئے گا۔"

وہ اُسکی گھوریوں کو خاطر میں لائے بغیر کہنے لگا۔زرناب بائی مشتعل ہو کر اُس پر ہاتھ اٹھانے والی تھی۔۔۔کہ شازم نے تیزی سے اُسکا ہاتھ مضبوطی سے پکڑا اور اُسے نفرت سے دیکھنے لگا۔

" بائی تمہارے گناہ پہلے سے ہی بہت زیادہ ہے۔اب یہ گناہ کر کے تم اپنی زندگی کو دوزح تو نا بناؤ۔"

وہ نفرت سے اُسکی نازک ہاتھ کو زور سے مروڑ کر بولا۔توزرناب بائی تکلیف کے احساس سے اپنی آنکھیں زور سے بند کر کے چیخ اٹھی تھی۔

"زرناب بائی تُمہیں نے حسن کے ساتھ مل کر دلکش کے دادا کو مارا ہے نا۔اور اگر ہاں۔تو کیوں تم نے ان کے قتل کا الزام مجھ پر لگایا۔کیوں تمہارے آدمیوں نے دلکش کے سامنے میرا نام لیا تھا۔"

شازم اُسے سخت نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔تو زرناب بائی اُسکی بات پر ایک زوردار قہقہہ لگا اٹھی تھی۔

"شازم سائیں تم الماس بائی کو اتنی جلدی بھول گئے۔حیرت ہے۔

ابھی وہ کومے سے نہیں نکلی اور تم اُسے اتنی جلدی بھول بھی گئے۔وہ اِس حالت میں صرف تمہاری اُس دلکش کی وجہ سے ہیں۔اگر تم اُس دن اُسے بچانے نہ آتے تو شاید میری ماں اِس حالت میں آج بستر پر پڑی نہ ہوتی۔"

شازم اُس کے لہجے میں دلکش کے لیے نفرت دیکھ کر طنزیہ مسکان مسکا کر اُسے دیکھنے لگا۔

"نہیں بائی بہت اچھی طرح سے یاد ہے۔کہ اُسے کیسے میں نے کومے پر پہنچایا تھا۔اور اب تمہارا بھی یہی حال کروں گا۔"

اپنے جیب سے اپنی بندوق نکال کر وہ خطرناک لہجے میں بولا۔زرناب بائی اُس کو بندوق نکالتے دیکھ خوف سے کانپ اٹھی تھی۔

"خدا کے لئے چھوڑو مجھے پلیز۔۔۔!!

وہ اُس وقت اِیک تین منزلہ عمارت کی چھت پر الٹا لٹکا زور سے چلا رہا تھا۔ مگر وہاں ایسا کوئی بھی نہیں تھا۔ جو اُسکی آواز سنتا۔

وہاں سب بے حسی سے کھڑے اُسے الٹے لٹکے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ مگر کسی میں ہمت نہیں تھی کہ وہ آگے بڑھ کر اُسے اپنے ظالم باس سے بچائے۔ کیونکہ وہ سب اپنے باس کے غصے سے سخت ڈرتے تھے۔

"کیوں نہیں حسن صاحب آپ خواہش کرے اور ہم آپ کی خواہش پوری نہ کریں۔ یہ تو ظلم ہو گا۔"

رسی کو نیچے کی طرف لے جاتے ہوئے وہ اپنی قہر برساتی نظریں اُس کے خوف کی وجہ سے کانپتے ہوئے وجود پہ گاڑ کر چباتے ہوئے بولا۔

"آہ۔ نہیں۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔اور مجھے نیچے اتارو میں گر جاؤں گا۔ پلیز۔" وہ زور سے روتے ہوئے کہنے لگا۔

تو وہ اُسے خوف زدہ دیکھ کر تمسخرانہ مسکان ہونٹوں پہ سجا کر مسکرانے لگا۔

" تمہیں پتہ ہے۔۔۔ یہاں سے نیچے گر کر تم ایک ہی منٹ میں اوپر پہنچ جاؤ گے۔۔ مگر میں تمہیں ایسی آسان موت بالکل بھی نہیں دونگا۔ بہت حساب نکلتے ہیں۔ میرا تمہاری طرف سے جیسے تمہیں ہر حال میں مجھے سود سمیت دینا ہو گا۔"

وہ اپنے کپ لنکس کو فولڈ کر کے اُسے سختی سے جبڑے سے پکڑ کر نفرت انگیز سرد لہجے میں کہنے لگا۔ تو وہ تکلیف کی شدت برداشت نہ کر سکا اور اپنی آنکھیں بند کرنے لگا۔۔ مگر وہ جلدی سے اُسے زور سے تھپڑ رسید کرتے اُسے دوبارہ ہوش میں لاتے ہوئے غصے سے کہنے لگا۔

"میں تمہیں اتنی آسانی سے موت کے گھاٹ نہیں اتاروں گا۔بلکہ تمہیں تڑپا کر تڑپا ماروں گا۔اور روز تمہیں ٹارچر کر کے میں تمہیں اذیت دونگا۔"

وہ سخت نظروں سے اُسے گھور کر خطرناک لہجے سے کہنے لگا۔

"شازم سائیں مجھے معاف کر دے مجھ سے غلطی ہو گئیں۔میں اُس طوائف کے کہنے پر دلکش کو برباد کرنے والا تھا۔اور اُسی کے کہنے پر میں نے اپنے دادا کو بھی مارا ہے۔اور اُس نے کہا تھا کہ الزام آپ پر لگایا جائے دلکش کے سامنے تا کہ وہ آپ سے بدگمان ہو جائے۔اور آپ سے نفرت کرنے پر مجبور ہو جائے۔"

حسن نے اُسے دیکھتے ہوئے تیزی سے کہا۔شازم نے غصے سے آگے جھک کر اُسے سختی سے جبڑے سے پکڑ کر اُسے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"پتہ ہے مجھے تم لوگوں کے کارنامے۔اور اُس طوائف کو تو میں نے اُس کے کیے گئے گناہوں کی سزا دے آیا ہوں بہت برا کیا ہے۔ تم دونوں نے ہمارے ساتھ تو سزا ابھی تم لوگوں کو اُسی حساب سے ملے گا۔"

وہ نفرت سے اُسے اوپر چھت پر کھینچ کر نیچے فرش پر پھینکتے ہوئے سخت لہجے میں کہنے لگا۔

"مگر اُس سے پہلے تم میرا ایک کام کروں گے۔۔۔۔ تم اپنے گھر جا کر اُس دلہے کو اٹھا کر یہاں لے کر آؤں گے۔شاید میں اِسی خوشی میں تمہیں معاف کر دوں۔"

وہ اُس کے ماتھے پر بندوق کی نال رکھتے ہوئے اُسے آخری چانس دینے لگا۔ حسن اتنی جلدی بچنے کی وجہ سے خوشی سے اُس کے پیروں کو پکڑتے ہوئے رو پڑا۔

دلکش سفید رنگ کے عروسی لباس میں ملبوس کوئی آسمان سے اتری ایک معصوم پری معلوم ہو رہی تھی۔

یہ سفید عروسی لباس اُس کے ہونے والے شوہر کی پسند کا تھا۔ جو کہ اُس نے کل اُس کے لیے یہ کہہ کر بھیجا تھا۔ کہ کل وہ نکاح کے وقت یہ لباس زیب تن کریں۔

"بیٹی اللہ تمہاری یہ ازدواجی زندگی کو خوشیوں سے بھر دے۔ اور آپ کے عم سفر آپ کو بہت سارا پیار دے آمین۔

عظیم صاحب آگے بڑھ کر محبت سے اُس کے سر پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے اُسے بہت ساری دعاؤں سے نوازنے لگے تھے۔

"چاچا آپ فکر کیوں کر رہے ہیں۔آپ کی بیٹی کو آپکا داماد نکاح سے پہلے اتنا زیادہ چاہتا تھا۔تو نکاح کے بعد تو وہ اُسے چاہنے پر مجبور کر دے گا۔کیوں ڈارلنگ سہی کہہ نا میں نے۔"

دلکش اُس آواز پر اپنی نظریں سامنے پھیلی مردانہ ہتھیلی کو دیکھا۔۔وہ جو اُس کے سامنے اپنی ہتھیلی پھیلائے کھڑا تھا۔اُس نے جھک کر اُس کے دونوں نازک ہاتھوں کو پکڑ کر اُسکی جانب دیکھا جو۔اُسکی لمس پر اپنی پلکیں جھکائے کھڑی تھی۔

Urdu Novels Ghar

"حیرت ہے۔آج میری ڈیول کی زبان کیوں طنز کے تیر نہیں چلا رہی ہے۔جانم کیا یہ خاموشی کہیں عشق کی جانب تو اشارہ نہیں کر رہی ہے۔"

وہ اُسکی جھکی ہوئی پلکوں کو دیکھتے معنی خیز لہجے میں کہنے لگا۔تو دلکش اُس لہجے کو پہنچان کر یکدم سے اپنی نظریں اوپر اٹھا کر اُسے دیکھنے لگی۔

جو کہ سفید ڈنر سوٹ میں ملبوس اُس کے ہاتھوں کو تھامے کھڑا اُسے اپنی مخمور نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم۔۔؟؟

وہ غصے سے اپنے ہاتھوں میں پکڑے سفید فلاورز کے بکے کو زور سے اُس کے چہرے پر مارتے ہوئے کہنے لگی۔

"ہاں میں جانم تمہارا ہمسفر تمہاری زندگی اور تم مجھے جو نام دینا چاؤں گی۔۔۔ نکاح کے بعد مجھے جی جان سے منظور ہے۔"

وہ اُسے شرارتی انداز میں آنکھ مار کر کہنے لگا۔ تو دلکش نے اُسے غصے سے گھورا۔

"بابا نکاح شروع کریں مولوی صاحب کب سے انتظار کر رہے ہیں۔ اور ہماری باتیں ہے کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے۔"

حسن نے سامنے کھڑے شازم کی جانب دیکھتے ہوئے ڈر کر کہا۔ تو عظیم صاحب نے شازم کو اشارہ کیا۔

تو وہ آگے بڑھا اور دلکش کے ہاتھوں کو تھام کر اپنے ساتھ سامنے خوبصورتی سے سجائے گئے اسٹیج کی جانب بڑھنے لگا۔ دلکش اُسکی حرکت پر اُسے بری طرح سے گھور کر رہ گئی تھیں۔

"مولوی صاحب شروع کریں نکاح۔"

عظیم صاحب نے مولوی صاحب سے کہا۔تو مولوی صاحب نے سر ہلا دیا۔

"ایک منٹ مولوی صاحب۔سالے صاحب میری اجرک لے کر آؤں جو میں نے تمہیں دیا تھا۔"

شازم نے مولوی صاحب کو روک کر حسن کو اپنی اجرک لانے کا کہا۔ حسن اُس کے حکم پر جلدی سے اپنے روم کی جانب بھاگا اور اُسکا اجرک لا کر اُسے ڈرتے ہوئے پکڑانے لگا۔

شازم اُسے خود سے خوفزدہ دیکھ طنزیہ انداز میں مسکرانے لگا۔

"عظیم چاچا ہمارے یہاں نکاح کے وقت دلہن کے سر پر دلہے کا چادر یا پھر اجرک پہنایا جاتا ہے۔ایک طرح سے یہ میرے خاندان کی ایک اہم رسم ہے۔"

شازم اپنی اجرک دلکش کے سر پر اوڑھا کر عظیم صاحب سے کہنے لگا۔تو عظیم صاحب نے اُس کی بات سن کر ہاں میں سر ہلایا اور مولوی صاحب کو اشارہ کیا۔

دلکش شہباز میمن ولد شہباز میمن آپ کا نکاح شازم علی ولد علی شاہ کے ساتھ حق مہر بائیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت ہونا طے پایا ہے۔کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔؟؟

مولوی صاحب کے الفاظ نے دلکش کے دل میں اُس شخص کے لیے اور نفرت بڑھادی تھی اور اس نے خود سے عہد کیا کہ چاہے کچھ بھی ہو جائے وہ اُسے ہر

گز معاف نہیں کریں گی۔ بھلے اُس نے اُس کے دادا کو معاف کر دیا ہو۔ کہ انہوں نے اُس کے ماں باپ اور بہن کو نہیں مارا۔

مگر وہ اُسے کبھی بھی معاف نہیں کرے گی۔

کیونکہ ابھی تک اُس نے اُس کے دادا کے قاتل کو اُس کے سامنے جو کھڑا نہیں کیا تھا۔ اُس نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا تھا۔

"قبول ہے۔"

دلکش کی آواز نے ماحول کے تناؤ کو کسی حد تک کم کیا۔ تو مولوی صاحب نے دوسری بار پھر اپنے الفاظ دوہرائے۔

"قبول ہے۔"

Urdu Novels Ghar

اب کے وہ سر جھکائے نرمی سے مولوی صاحب کے سوال کا دوسری بار جواب قبول ہے دینے لگی۔

"قبول ہے۔"

تیسری بار مولوی صاحب کے پوچھنے پر وہ گھونگھٹ میں سے شازم کے خوشی سے دمکتے چہرے پر نفرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔اور اُس کے قبول ہے بولنے پر عظیم صاحب نے آگے بڑھ کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے سب کو مبارکباد دی۔

اُس سے نکاح نامے پر دستخط لینے کے بعد مولوی صاحب شازم کی جانب بڑھے۔

شازم علی شاہ ولد علی شاہ آپ کا نکاح دلکش شہباز میمن ولد شہباز میمن کے ساتھ حق مہر بائیس لاکھ روپے سکہ رائج الوقت ہونا طے پایا ہے۔کیا آپ کو یہ نکاح قبول ہے۔؟؟

مولوی صاحب کے سوال پر شازم سائیں نے مسکان ہونٹوں پر سجائے سامنے اجرک سے گھونگھٹ لیے دلکش کی جانب دیکھا۔

"قبول ہے۔"

شازم مولوی صاحب کے سوال پر بولا۔اُسکی آنکھیں خوشی سے دھمک رہی تھی۔اِس وقت اُس کا روم روم خوشیوں سے جھوم رہا تھا۔

"قبول ہے۔"

مولوی صاحب کے دوسری بار دہرانے پر اُس نے محبت سے دلکش کو دیکھتے ہوئے کہا۔اب کے تیسری اور آخری بار مولوی صاحب نے اپنے الفاظ دہرائے۔

"قبول ہے۔"

اُس کے قبول ہے بولنے پر یکدم سے باہر ہوائی فائرنگ شروع ہوئی جس سے دلکش پہلے توڈری پھر ناگواری سے اُسے گھورنے لگی۔

"سالے صاحب کہاں۔؟؟

حسن جو سامنے بہت سے کھانوں کی ڈشز دیکھ کر آگے بڑھنے کے لیے اپنے قدم اُس ٹیبل کی جانب بڑھا رہا تھا۔ شازم کی آواز پر وہ کانپتے ہوئے وہیں رکھا اور اُس کے اگلے حکم کا انتظار کرنے لگا۔

"وہ مم۔ مجھے بھوک لگ رہی تھی۔ تو میں کچھ کھانے کے لیے یہاں آیا۔"

حسن نے اپنی نظریں جھکائے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو شازم اُسکی بات سن کر استہزاء نظروں سے اُسے دیکھنے لگا۔

"سالے صاحب اگر تم ایک منٹ میں اُس دلہے کو میرے اُس فلیٹ پر نہیں پہنچاؤ گے۔۔ تو یہ سویٹ ڈش تمہاری اور تمہارے ابا حضور کی آخری سویٹ ڈش ثابت ہو گی۔"

اُس نے آگے بڑھ کر ٹیبل سے ایک آئسکریم کپ اٹھا کر اُسے دیتے ہوئے پرُسرار انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ تو حسن نے جلدی سے وہ کپ تھام کر اپنا سر تیزی سے ہلایا۔

" مگر تم اُس دلہے کو لاؤ گے۔ کہاں سے وہ تو اُس دنیا میں نہیں ہے۔"

شازم سائیں نے آرام سے اُسکی سماعتوں میں دھماکہ کیا۔ شوکڈ کے باعث حسن کے ہاتھوں سے آئسکریم کپ نیچے گرا۔

"اب تم سالے صاحب اپنے پیچھے دیکھوں۔"

دور سب کے گھیرے میں کھڑی دلکش کو دیکھتے ہوئے شازم سنجیدگی سے اُس سے بولنے لگا۔ تو حسن پیچھے کی جانب پلٹ کر خوف سے پھیلتی آنکھوں سے سامنے کھڑے اصلحہ برادران کو دیکھنے لگا۔

جو پیچھے کھڑے اُسے اور عظیم صاحب کو بری طرح سے گھور رہے تھے۔

"سائیں پلیز میرے بابا کو جانے دیں۔ انہیں اِس بارے میں پتہ نہیں ہے۔ کہ میں نے اُن کے بابا کو مارا ہے۔۔ وہ بے قصور ہیں۔ یہ سب میں نے اکیلے کیا ہے۔ دلکش کو میں صرف زرناب بائی کو حاصل کرنے کے لیے۔ طوائف بائی کی خواہش پر بنانا چاہتا تھا۔"

اُس کی بات پر شازم غصے سے آگے بڑھا اور اُسے گریبان سے پکڑ کر نفرت انگیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہنے لگا۔

"میری دلکش کو طوائف بنانا چاہتا تھا ناں۔اب دیکھنے میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں۔"

شازم سائیں اُسے دیکھتے ہوئے نفرت بھرے لہجے میں کہنے لگا۔

"معزز گیسٹ حضرات آپ کو اِس شادی میں ہمارے سالے۔ میرا مطلب سالی صاحبہ بور کرنے آ رہی ہے۔"

دلکش جو مضطرب ہو کر اپنی انگلیاں مروڑ رہی تھی۔اُس کی آواز سن کر وہ اپنی نظریں سامنے گھونگھٹ کیے کھڑی شخصیت کو تعجب سے دیکھنے لگی۔

"شازم بیٹا یہ کون ہے۔؟؟اور دلکش کو یہ کیسی پہچانتی ہے۔؟؟"

عظیم صاحب نے آگے بڑھ کر شازم سے پوچھا تو اُس نے طنزیہ نظروں سے گھونگھٹ کے پیچھے چھپی شخصیت کو دیکھنے لگا۔

"عظیم چاچا۔ ہیں۔ایک گھٹیا انسان مگر اُسے ملانے سے پہلے یہ میرے کہنے پر ایک شاندار رقص کرے گا۔
اور مجھے پکا یقین ہے۔ کہ یہ اُس بدنام جگہ پر جا کر سیکھ تو چکا ہو گا۔ کہ کیسے رقص کرتے ہیں۔"

وہ اپنی سخت نظریں اُس کے شرمندگی سے کپکپاتے وجود پر ڈالے سرد لہجے میں بولا۔

"یہ کیا تماشا لگا کر لگا یا ہے۔ تم نے پاگل انسان پہلے تو تم نے میرے ساتھ دھوکے سے نکاح کیا اور اب یہ کون ہے۔اور اِس طرح تم کیوں اُس سے باتیں کر رہے ہو۔"

دلکش شازم کی باتیں سن رہی تھی اُس کے صبر کا پیمانہ جب لبریز ہوا۔ تو وہ غصے سے اسٹیج سے اتر کر اُس کی جانب بڑھ کر غصے سے سرخ ہوتی کہنے لگی۔

"دل میری جان۔ کہا تھا ناں اُس دن میں نے۔ کہ میں ایک دن تمہارے دادا کے قاتل کو تمہارے سامنے لا کھڑا کروں گا۔ مگر میں نے یہ نہیں سوچا تھا۔ کہ قاتل یہ گھٹیا انسان ہو گا۔"

نفرت انگیز سرد لہجے میں کہتے شازم نے آگے بڑھ کر اُس شخص کے سر سے چادر کھینچا۔ تو اُس شخص کو دیکھ کر وہاں موجود سبھی لوگ شوکڈ رہ گئے۔

"حسن بھائی آپ۔"

دلکش شاک کے باعث اپنا ہاتھ منہ پر رکھتے ہوئے بولی۔تو حسن نے شرمندگی سے اپنا سر ہاں میں ہلا کر اپنے جرم کا اعتراف کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہاں دلکش میں نے ہی داداسائیں کو مارا ہے۔صرف ایک طوائف زادی کے لیے میں نے یہ سب کیا تھا۔۔اور اُسی کے کہنے پر میں نے اپنے آدمیوں کو کہا کہ وہ تمہارے سامنے شازم سائیں کا نام لے کے اُن کے کہنے پر انہیں مارا گیا ہے۔"

حسن نیچے کسی لٹے ہوئے جواری کی طرح بیٹھتے ہوئے رو کر کہنے لگا۔تو دلکش اُس بات سن کر بے اختیار چند قدم پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

"نہیں یہ سچ نہیں ہے۔۔آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔"

وہ بے یقینی سے اپنا سر نفی میں ہلاتے ہوئے بولی۔تو عظیم صاحب نے آگے بڑھ کر زور سے حسن کے چہرے پر تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بات سن کر مجھے تم سے نفرت محسوس ہو رہی ہیں۔کہ تم میرے بیٹے ہوں۔ تمہارا دل نہیں کانپ اٹھا اُس وقت اُنہیں مارتے ہوئے۔اب دیکھنا میں تمہارا کیا حال کرتا ہوں"

عظیم صاحب نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اُسے اٹھاتے ہوئے چیخ کر کہا۔

"چاچا اِسے آپ نہیں میں سزا دونگا۔؟یہ میرا بھی گناہگار ہے۔"

شازم نے نفرت سے کہتے ہوئے اُس کو اپنے آدمیوں کے حوالے کرتے ہوئے عظیم صاحب سے کہا۔

"بیگم تمہارے اِس خوبصورت چہرے پہ یہ سوگواریت بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ جانم تم مجھے لڑتی جھگڑتی اچھی لگتی ہوں۔"

شازم جب اُس کے روم میں داخل ہوا تو اُسے خاموش دیکھ کر وہ آگے بڑھا اور اُسے اپنے بازوؤں میں بھر کر اُس کے روم سے باہر نکلتے ہوئے بولنے لگا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔؟؟

دلکش جو اپنے ہی خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔وہ گھبرا کر اپنے آس پاس دیکھنے لگی۔ تو وہ ارد گرد کسی کو نا پا کر پر سکون سانس خارج کرتے ہوئے وہ سخت غصے سے کہنے لگی۔

"جانم یہ رخصتی ہے۔اور جانم لڑکیاں اپنے سسرال میں زیادہ اچھی لگتی ہے۔میکہ میں نہیں۔اور دل ویسے بھی جہاں میں رہتا ہوں۔اب سے تمہیں وہیں میرے ساتھ رہنا پڑے گا۔"

شازم نے زو معنی نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔تو دلکش نے اُسے گھورا۔

"میں تمہیں اتنی آسانی سے معاف نہیں کروں گی۔ سید شازم علی شاہ۔ تم نے مجھے بہت ٹارچر کیا تھا۔ میں اِنہیں کبھی بھولا نہیں سکتی۔ اب میری باری ہے۔ اور تمہیں میرے ٹارچر کو سہنا پڑے گا۔"

دلکش اُسے غصے سے گھورتے ہوئے تیز لہجے میں بولی۔ تو شازم کے چہرے پر اُسکی بات سن کر ایک خوبصورت مسکراہٹ پھیل گئی جسے دیکھ کر وہ ایک لمحے کو مبہوت رہ گئی تھی۔

"کنڑول دلکش خود کو سنبھالوں۔ اور کبھی بھی کمزور لمحوں کی گرفت میں مت آنا۔۔۔ یہ تمہارا جانی دشمن ہے۔ شوہر اُسے کبھی مت سمجھنا۔"

دوسرے ہی لمحے میں اُس نے خود کو سختی سے سرزنش کرتے ہوئے کہا۔

"ڈارلنگ کہیں مجھے زہر دینے کے لیے پلان تو نہیں بنا رہی ہوں۔"

شازم اُسے باہوں میں اٹھائے اپنی کار کی جانب بڑھتے ہوئے اُس سے کہنے لگا۔ تو وہ اُسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"ہاں یہی سوچ رہی تھی۔ مگر پھر خیال آیا تم تو بہت بڑے وڈیرے ہو۔ اگر میں نے تمہیں زیر دے کر مارا تو میری ساری زندگی جیل میں گزر جائے گی۔۔۔۔۔ تو پھر میں نے سوچا کہ کیوں نہ تمہیں تمہارے انداز میں مارا جائے ٹارچر دے کر۔"

وہ بے اختیار ہی اپنا ہاتھ اُس کے شولڈر پر رکھتے ہوئے بولی۔ تو اُسکی بات اور حرکت پر شازم سائیں نے ایک زور دار قہقہہ لگایا۔

"جانم میں تیار ہو۔ تمہارے ہر ٹارچر کو سہنے کے لیے مگر بشر طیکہ وہ ساری ٹارچر تم محبت سے کروں گی۔"

شازم نے بے باکی سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔ تو اُسکی بے باکی سے کہنے پر اُس کے گال شرم سے سرخ ہونے لگی۔

"یہ تم آنکھیں پھاڑے کیا دیکھ رہے ہوں۔؟؟

وہ خاموشی سے اپنا ایک ہاتھ ٹھوڑی پر رکھے اور ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے صوفے پر بیٹھا اُس کے چہرے کو بغور دیکھ رہا تھا۔ کہ اُس کے سوال پر اپنا دوسرا ہاتھ

آگے بڑھا کر اُس کے چہرے پر آئے اُن آوارہ لٹوں کو کان پیچھے کرتے ہوئے بولا۔ جو اُسے اُس وقت اپنے سب سے بڑے رقیب معلوم ہو رہے تھے۔

"دل ڈارلنگ۔ میں کب سے یہ دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم مجھے غصے میں زیادہ پیاری لگتی ہوں۔ یا پھر روتے ہوئے۔"

شازم اُس کے چہرے کو نظروں کے ایثار میں لیتے ہوئے بولا۔ تو دلکش نے اُسے اپنی سخت نظروں سے گھوری سے نوازتے ہوئے دیکھا۔

"ہوں۔ تو تم اب چاہتے ہو۔ کہ میں روؤں۔ واہ بہت خوب۔ مگر اِس بار میں نہیں تم روؤں گے۔ اور یہ آج ہی سے ہو گا۔۔۔ سو مسٹر سائیں۔ ویٹ اینڈ واچ۔"

دلکش اُس کے مقابل آکر صوفے کے ہتے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتی ہوئی جھک کر اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پر سرار لہجے میں بولی۔

شازم نے اُس کی بات پر مسکرا کر اُسے اپنے اوپر گرایا۔اور پھر وہ اُس کے دونوں ہاتھ پیچھے اُسکی کمر پر لے جا کر اپنے ایک ہاتھ کی مدد سے اُس نے آپنی ٹائی اتاری۔

اور پھر وہ سختی سے اُسے دونوں ہاتھوں سے باندھ کر اُسے دیکھنے لگا۔جو اُس حرکت پر اُس کے سینے کے اوپر گری اُسے گھور رہی تھی۔

"ڈارلنگ آج تک میں نے کسی کو بھی یہ حق نہیں دیا۔کہ وہ مجھے یعنی سید شازم علی شاہ کو رُلا سکے۔لیکن میں یہ حق آج اور ابھی سے اپنی مسسز کو دینا چاہتا ہوں۔کہ وہ جس طرح چاہے مجھے رُلا سکتی ہے۔مجھے منظور ہے۔"

شازم نے اُس کی کمر پر اپنے دونوں ہاتھ حمائل کرتے مسکرا کر کہا۔تو دلکش اُس کی قربت پر شرم سے سرخ ہوتی اپنی نظریں نیچے جھکانے پر مجبور ہو گئی تھی۔

"مسٹر سائیں باہر آپ کے لئے ایک سرپرائز ہے۔اور یہ سرپرائز شاید آپکی زندگی کو بدل دے۔"

دلکش خود کو سنبھال کر اُسے دیکھتے ہوئے مسکرا کر بولی۔تو شازم نے غور سے اُس کے چہرے پر کچھ تلاشنا چاہا۔مگر وہاں سنجیدگی کے علاوہ اُسے کچھ نظر نہیں آیا۔تو وہ اُس کے ہاتھوں کو آزاد کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"دیکھتے ہیں۔کہ میری بیوی نے مجھے کیا سرپرائز دیا ہے۔"

شازم نے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔تو دلکش اُس کہ خوشی سے دمکتے ہوئے چہرے پر اپنی جلتی نظریں ڈال کر دیکھنے لگی۔

"سید شازم علی شاہ آپ ہی ہیں۔؟؟

شازم نے جب دروازہ کھولا تو سامنے پولیس آفیسر کے دو تین نوجوانوں کو کھڑے دیکھا تو وہ حیرانی سے پیچھے مڑکر دلکش کو دیکھنے لگا۔جو استہزاء نظروں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"جی میں ہی ہوں۔"

شازم آفیسر کو دیکھتے ہوئے بولا۔تو آفیسر نے پیچھے کھڑے اپنے جونئیر کو اشارہ کیا تو وہ آگے بڑھا اور اُس کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پہنانے لگا۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔؟؟

شازم نے غصے سے آفیسر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ تو آفیسر نے اُسے اپنی سخت نظروں سے وارننگ دیا۔

"مسٹر ایک تو تم نے اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا اور اوپر سے ڈھٹائی تو دیکھوں ایک پولیس آفیسر سے بدتمیزی کر رہے ہوں۔"

آفیسر نے غصے سے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔ تو شازم نے حیرت سے دلکش کی جانب دیکھا۔۔۔۔۔جو اپنا منہ نیچے کیے شاید مسکرا رہی تھی۔

"آفیسر یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔میں تو عورت پر تشدد کرنے والوں کو کم ظرفی سمجھتا ہوں۔تو میں بھلا کیونکر یہ گھٹیا کام کروں گا۔مجھے لگتا ہے کہ آپ سے کسی نے غلط بیانی کی ہو گی۔"

شازم نے آفیسر کو دیکھتے ہوئے کہا۔تو دلکش نے تیزی سے اُن کی جانب بڑھتے ہوئے روتے ہوئے اپنے ہاتھ جو اُس نے اُن لوگوں سے نظریں بچا کر بڑی ہی ہوشیاری سے اُسی ٹائی سے باندھے جو کچھ دیر پہلے شازم نے اُس کے ہاتھ باندھے تھے۔

"آفیسر اگر میں نے آپ سے غلط بیانی کیا تھا۔تو پھر یہ سب کیا ہے۔پوچھیے اِس سے۔کہ یہ کیوں مجھے اِس نے اپنی ٹائی سے باندھا ہوا ہے۔اِس نے مجھے یہاں اپنے فلیٹ میں لاتے ہی مجھ پر تشدد کرنا شروع کر دیا تھا۔

اور آفیسر میں نے آپ کو کانٹیکٹ اُس وقت کیا جب یہ نشے میں دھت اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا۔ یہ نشے کی حالت میں ایک وحشی انسان بن جاتا ہے۔اور یہ پھر مجھ پر بہت زیادہ ظلم کرتا ہے۔"

غمگیں صورت بنا کر وہ شدت سے روتے ہوئے بولی تو شازم اُس کی دھڑلے سے جھوٹ پر غصے کے مارے تھرا اٹھا۔

"دلکش یہ کیا کہہ رہی ہوں۔ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔ نفرت نہیں۔ تو میں بھلا کیوں یہ گھٹیا حرکت کروں گا۔ڈیم اٹ۔"

اُسے گھورتے ہوئے وہ سخت لہجے میں کہنے لگا۔

"ابے اوئے مجنوں کی اولاد مجھے تمہارے اِن سندر آنکھوں سے صاف نظر آرہا ہے۔ کہ تمہیں اپنی بیوی سے کتنا پیار ہے۔ چل تھانے۔ تجھے بتاتا ہوں۔ کہ عورت پر ہاتھ اٹھانے کا انجام کیا ہوتا ہے۔"

آفیسر کے اشارے پر جونئیر آفیسر نوجوان نے آگے بڑھ کر اُسے پکڑتے ہوئے کہا۔ تو شازم دلکش کے مسکراتے چہرے کو وارننگ دیتی نگاہوں سے گھورنے لگا۔

"سرمد صاحب آپ یہاں۔ خیریت تو ہے نا۔؟؟

آفیسر نے سرمد کو وہاں دیکھا۔ تو جلدی سے وہ ادب سے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر اُس کے لیے کرسی پیش کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تو سرمد نے اُسے گھورا۔

"آفیسر فیاض الحسن جس شخص کو تم نے اپنی حراست میں لیا ہے ناں۔ وہ میرا جگری دوست ہے۔ میرا بھائی ہے۔ آفیسر تمہاری ہمت کیسے ہوئی اُسے آریسٹ کرنے کی ہاں۔؟؟

سرمد نے سنجیدہ نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔ تو آفیسر اُس کی بات پر ڈر کر اُسے دیکھنے لگا۔

"سرمد صاحب مجھے معاف کر دے۔ مجھے سچ میں بالکل بھی پتہ نہیں تھا۔ کہ وہ شخص آپ کا دوست ہے۔ اگر مجھے پتہ ہوتا۔ تو میں اُسے اُسکی غلطی ہونے کے باوجود بھی آریسٹ نہیں کرتا۔"

آفیسر نے اپنے ہاتھ گھبراہٹ کے عالم میں آگے بڑھ کر اُس کے پیروں پر رکھتے ہوئے کہا۔ تو اُس نے اُسے سخت نظروں سے گھورا تو آفیسر جلدی سے پیچھے ہوتے ہی اُسے دیکھنے لگا۔

"آفیسر اگر اُس نے غلطی کیا ہوتا ناں۔ تو میں یہاں اِس وقت اُسے کبھی بھی بچانے کے لیے نہ آتا۔ کیونکہ میں ظالموں کو کبھی بھی معاف نہیں کرتا۔

چاہے وہ میرا بھائی یا دوست ہی کیوں نہ ہو۔ مگر مجھے پتہ ہے۔ کہ میرا دوست اپنے ساتھ تو ظلم کر سکتا ہے۔ لیکن وہ شخص اپنے جان سے پیارے انسان کو تکلیف پہنچانا تو دور تکلیف دینے کا سوچنا بھی گناہ سمجھتا ہے۔"

سرمد نے پہلی بار مسکرا کر شازم کے بارے میں کہا۔ تو آفیسر نے اُسے مسکراتے دیکھ کر سکون بھری سانس خارج کرتے ہوئے کہا۔

"سرمد صاحب۔آپ کہیے تو میں ابھی اِسی وقت آپ کے دوست کو ضمانت پر رہا کرتا ہوں۔"

سرمد کو دیکھتے ہوئے آفیسر نے کہا۔تو سرمد اُسے سنجیدہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

"آفیسر یہ اتنا آسان نہیں ہے۔آپ میرے دوست کو اچھے سے نہیں جانتے وہ اپنی ضد کا بہت پکا ہے۔جب تک وہ شخص اپنا کیس واپس نہیں لے گا۔وہ اس پولیس اسٹیشن کے جیل میں سڑنا تو پسند کرے گا۔مگر باہر نکلنا۔کبھی بھی نہیں۔"

سرمد کہتے ہی اٹھا اور اُن سلاکوں کی جانب بڑھا جہاں وہ قید تھا۔

"دلکش اچھا نہیں کیا تم نے میرے ساتھ۔ بالکل بھی اچھا نہیں کیا۔ میں تمہیں اِن سب کے لیے کبھی بھی معاف نہیں کروں گا۔"

شازم دیوار پر دلکش کے اسکیچ کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ جو کہ اُس نے یہاں آتے ہیں۔ مشکل سے۔ اور منت سماجت کر کے ایک آفیسر سے آئل اسپرے منگوا کر بنایا تھا۔

"تم میری محبت کا مزاق بنا رہی تھی۔ اور میں پاگل۔ سمجھ بیٹھا۔ کہ تم مجھے تھنگ کرنے کے لیے یہ سب کر رہی ہوں۔۔ لیکن اِس بار تم نے یہ سب کر کے میرے ایگو کو ہرٹ کیا ہے۔ اور میں یہ بات کبھی بھی نہیں بھولوں گا۔"

جنونی انداز میں وہ سامنے دیوار پر اُس کے اسکیچ پر مکا مارتے ہوئے کہنے لگا۔

"شازم یار تم یہ کیا کر رہے ہو۔ تمہیں چوٹ لگ سکتی ہیں۔ کول بڈی۔ جسٹ ریلکس۔"

سرمد جو کب سے وہاں کھڑا اُس کی باتیں سن رہا تھا۔اُس نے آگے بڑھ کر اُسے پکارا تو اُسکی پکار پر اُس کے تیزی سے چلتے ہاتھ وہیں فضا پر رک گئے۔

"سرمد اُس چوٹ کا کیا جو اُس نے میرے دل پر لگایا۔اور یار وہ بالشت بھر کی لڑکی۔ مجھے کیوں محبت سے نفرت کرنے پر مجبور کر رہی ہیں۔وہ نہیں جانتی۔ کہ میری نفرت محبت سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہ مجھے اِن شعلوں میں دھکیل کر وحشی بننے پر کیوں اکسا رہی ہے۔"

غصے سے اُسکا خون کھول رہا تھا۔ سرمد کو اُسے اِس حالت میں دیکھ کر اُس سے خوف محسوس ہونے لگا۔

"شازم بھابھی نا سمجھ ہے۔اور تم ایسا کچھ بھی نہیں کروں گے۔ان کے ساتھ ۔وہ پہلے سے ہی تم سے بدگمان تھی۔ تمہارے قہر کو سہہ کر اور زیادہ تم سے بدگمان ہو جائے گی۔"

سرمد نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔تو وہ غصے سے دیوار پر ہاتھ مار کر دلکش کی تصویر کو دیکھنے لگا۔

"نہیں سرمد میں نے اپنی محبت کی وجہ سے اُس لڑکی کا بہت لحاظ کیا تھا۔اور بدلے میں اُس چھوٹی سی لڑکی نے مجھے کیا دیا۔اذیت۔ صرف اور صرف اذیت۔"

سرخ آنکھیں اُس کی تصویر پر گاڑتے ہوئے وہ سخت لہجے میں کہنے لگا۔

"کتنا چاہا تھا۔ میں نے تمہیں۔ یہاں تک کہ میں آپنے آپ تک کو بھولا بیٹھا تھا۔ مجھے اگر کسی چیز کا ہوش تھا۔ تو وہ صرف تم سے عشق کرنا۔ تمہیں بے انتہا دیوانوں کی طرح چاہنا۔ اور تم نے بدلے میں مجھے کیا دیا۔ بے تحاشا نفرت۔"

سختی سے اُس کے جبڑے سے پکڑے شعلہ اگلتی نگاہیں اُس کے چہرے پر گاڑے غم و غصّے سے بولا تھا۔ دلکش نے آج اُسے پہلی بار اتنے غصے میں دیکھا تو وہ ڈر کے مارے بری طرح سے کانپنے لگی تھی۔

"اب تمہیں میری ایک ایک اذیت کا حساب دینا ہو گا۔ کل رات جو تمہاری وجہ سے میں اُس غلیظ سلا کوں کے پیچھے گزار کر آیا ہو ناں۔ وہ میں کبھی بھول نہیں سکوں گا۔"

غصے سے سرخ انگارا ہوتی آنکھیں اُس کے خوف اور پسینے سے شرابور چہرے پر گاڑے نفرت انگیز لہجے میں بولا۔ تو اُسکے نفرت سے کہنے پر دلکش کی آنکھیں دہشت کے مارے پھیلنے لگیں۔

"میں جو پہلے سے اتنا بکھرا ہوا تھا۔ تم نے میرے حصے میں یہ رسوائیاں دے کر مجھے توڑ کر رکھ دیا۔

کیوں کیا تم نے ایسا ہاں کیوں۔ کس بات کا بدلا لیا ہے۔ تم نے مجھ سے دلکش بی بی۔؟؟

ازیت اور غصے کی وجہ سے سرخ ہوتی نگاہیں وہ اُس کی جانب اٹھاتے ہوئے بولا تھا۔ دلکش جو ساکت نظریں لیے اُسے دیکھ رہی تھی، تکلیف کے مارے رونے لگی۔

" کوئی فائدہ نہیں مس دلکش اب اِن آنسوؤں کا۔ کیونکہ اب مجھے اِن آنسوؤں سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا۔ یہ دل اب تمہارے لیے صرف سنگدل بن چکا ہے۔ اِس دل میں اب صرف تمہارے لیے نفرت ہے۔ بے تحاشا نفرت۔ اب تم پچھتاؤ گی۔ بہت زیادہ۔ کہ کیونکر تم نے مجھے خود سے نفرت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔"

بے دردی سے اُسکے چہرے کو دبوچ کر وہ نفرت سے بول رہا تھا۔ کہ اچانک سے دلکش نے اپنے دانت اسکے ہاتھ پر گاڑ دیے۔

"محبت تم سے مائے فٹ۔میں اور تم سے محبت۔ارے میں تو تمہیں اپنے نفرت کے بھی قابل نہ سمجھوں۔اور کیا کہہ رہے تھے تم۔کہ میں پچھتاؤ گی۔پچھتاؤ گے تو اب تم جنگلی انسان۔جب تم خود کو ٹی وی کی سرخیوں میں دیکھو گے۔"

اپنا کچھ لمحے پہلے والا سارا خوف بھلائے وہ نفرت سے بولی۔کہ شازم اُسکی بات پر خود کو انگاروں پر جلتا ہوا محسوس کرنے لگا۔

"بہت شوق ہے ناں۔تمہیں مجھے خبروں کی سرخیوں میں دیکھنے کا۔تو ٹھیک ہے۔۔ابھی اِسی وقت ساری ٹی وی چینلز کی سرخیوں میں ہماری خبریں چلے گی۔"

اُسے اپنی جانب کھینچ کر شدید غصے سے خود سے لگا کر وہ خطرناک حد تک سرد لہجے میں بولا تھا۔ کہ دلکش اُسکے سخت گرفت اور اُسکی قربت سے بلبلا کر رہ گئیں تھی۔

—

"یہ پریس کانفرنس جو آج میں نے رکھی ہے۔ وہ اپنی سیاسی زندگی کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ اپنی نجی زندگی کی وجہ سے رکھا ہے۔ آپ لوگ جو چاہے مجھ سے سوال پوچھ سکتے ہیں۔

چونکہ آج کل ووٹ ہونے والے تھے۔ تو وہ اپنے دادا کو تکلیف پہنچانے کے لئے سیاست میں جانا چاہتا تھا۔

تاکہ وہ اُنہیں تھنگ کر سکے۔اسی وجہ سے وہ آجکل ٹی وی میں زیادہ تر نظر آتا تھا۔آج اُس نے اتنی افراتفری میں میڈیا والوں کے لیے ایک اہم پریس کانفرنس رکھا تھا۔کہ سبھی میڈیا والے بیٹھے اُس کے اہم پریس کانفرنس رکھنے کی وجہ کی بابت بے چینی سے جاننے کی کوشش میں وہ سب اُس سے سوال کرنے لگے تو اُس نے اتنا کہہ کر انہیں چپ کروادیا تھا۔

"مسٹر شازم شاہ سنا ہے۔کل آپ کو کسی لڑکی نے جیل کی سیر کروانے کے لئے پولیس اسٹیشن بھیجا تھا۔وہ لڑکی کون تھی۔اور اسکا آپ کے ساتھ کیا رشتہ ہے۔"

میڈیا والوں کی جانب سے یہ سوال سن کر اُس نے ضبط سے اپنی مٹھیاں کھسے۔بظاہر وہ مسکرا کر ان کے جواب دے رہا تھا۔لیکن دل میں اُس کے انگارے جل رہے تھے۔

"آجکل ہر کوئی مجھ سے رشتا بنانے کی کوششوں میں ہیں۔انہی میں سے یہ لڑکی بھی ہے۔جو یہ چاہتی ہے۔کہ میں اُس سے شادی کروں۔اور جب میں نے اُسے صاف لفظوں میں انکار کیا تو وہ اِن ہتھکنڈو پر اتر آئی۔مجھے بدنام کرنے کے لیے اُس نے مجھ پر گھٹیا الزام لگایا۔کہ میں نے اُس پر ہاتھ اٹھایا ہے۔"

دلکش جو ٹی وی لاؤنج میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔کہ بوا نے وہاں آتے ہی ٹی وی کھولتے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"بی بی جی یہ صاحب کیا بول رہے ہیں۔آپ کیا اُنکی بیوی نہیں ہے۔؟

بوا کے سوال پر اُس نے غصے سے ٹی وی اسکرین پر نظر آتے شازم کو دیکھا۔جو جھوٹ بولتے ہوئے اُسے اِس وقت سخت زہر لگ رہا تھا۔

"یہ شخص آخر چاہتا کیا ہے۔میں نے سوچا تھا کہ اُسے برباد کروں گی۔ لیکن یہ شخص میرے خلاف اِس طرح کی گھٹیا بات میڈیا کے سامنے بڑے دھڑلے سے بول رہا ہے۔اُسکی اتنی ہمت۔"

ٹی وی اسکرین کو سخت نفرت بھری نگاہ سے گھورتے ہوئے وہ بولی تھی۔

"کہاں پر ہے۔بوا ابھی یہ شخص۔آج یہ شخص میرے ہاتھوں سے زندہ نہیں بچے گا۔"

غصیلی آواز میں کہہ کر وہ بوا سے پوچھنے لگی۔جو کہ اُسے غصے میں دیکھ کر جلدی سے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔

وہ بی بی بب۔ باہر لان میں انہوں نے پریس کانفرنس رکھا ہے۔ وہیں پر ہے صاب جی۔"

خوفزدہ ہو کر بوا اُس کے غصیلے تاثرات دیکھ کر بولی۔ تو وہ سخت غصے سے باہر کی جانب بڑھتی چلی گئی تھیں۔

—

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔ تم سید شازم علی شاہ۔؟

دلکش میڈیا والوں کو نظرانداز کر کے شازم کی جانب تیزی سے بڑھتے ہوئے اُسے تیز نظروں سے گھورتی ہوئی سخت لہجے میں بولنے لگی۔شازم نے اُسے وہاں دیکھا تو وہ اپنے جبڑے سختی سے بھینچنے لگا۔

"میڈم آپ شازم سر کو جانتے ہیں۔؟؟

سارے میڈیا والے خاموش کھڑے اُسے شازم کے اوپر چیختے چلاتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔یکدم سے انہوں نے آگے بڑھ کر اُس سے سوال پوچھنے لگے۔جب اس نے اُن سب کو اپنے سامنے مائک لیے کھڑے دیکھا تو وہ گھبراتے ہوئے اپنے قدم تیزی سے پیچھے کی جانب لینے لگی۔وہ پیچھے قدم لے رہی تھی۔کہ اپنے پیچھے کسی کو پا کر وہ خوفزدہ ہوتی اپنے پیچھے پلٹ کر سامنے دیکھنے لگی۔جہاں شازم ذومعنی نظروں سے اُسے دیکھ رہا تھا۔

"میں نے کہا تھا ناں۔ کہ بہت جلد میں تمہاری سرخیوں والی خواہش پوری کروں گا۔ دیکھو آج ہم دونوں کے نام اِس وقت ٹی وی کی ہر سرخیوں میں ایک ساتھ نظر آ رہے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ کہ ہم دونوں ایک ساتھ بدنام ہو رہے ہیں۔"

اُسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وہ طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولا۔ تو وہ اُسے نفرت سے دیکھنے لگی۔

"تم لوگوں کو ایک جھوٹی خبر کیا ملی۔ تم لوگ تو اسے مرچ مسالہ لگا کر عوام کے سامنے پیش کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ مگر یاد رکھنا تم سب لوگ پاکستانی قوم کو تو بے وقوف بنا سکتے ہو مگر مجھے نہیں۔"

انگلی اٹھائے تنفر سے کہتی اُنہیں سخت نظروں سے گھورنے لگی تھیں۔ تو شازم اُسے کلائی سے پکڑ کر اپنے ساتھ گھر کے اندر اُسے لے جانے لگا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔؟؟"

وہ اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے اُسے گھر کی جانب لے کر جا رہا تھا۔ دلکش جو اُس کے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔ وہ خود کو چڑھاتی ہوئی غصے سے کہہ رہی تھیں۔

"بیگم میڈیا والوں کے سامنے میرے ہمارے رشتے کی سچائی نہ بتانے پر لگتا ہے تم خوش نہیں ہو۔ یا پھر مجھے لگ رہا ہے تمہیں تکلیف ہو رہی ہے مجھے اجنبی بنتے ہوئے دیکھ کر۔"

گھر میں داخل ہوتے ہی وہ اُسے اپنے سامنے کھڑا کرتے ہوئے کہنے بولنے لگا۔ تو دلکش نے اپنے بازوؤں سہلاتے ہوئے اُسے غصے سے گھور کر دیکھا۔

"جلن مائے فٹ۔ میں اور جیلس ہونگی۔ نو نیور۔"

تنفر سے کہتی وہ اُسے سخت نظروں سے دیکھنے لگی۔ شازم اُسکی بات پر معنی خیزی سے مسکرانے لگا۔ اُسے مسکراتے دیکھ کر وہ ناک بھوں چڑھاتے ہوئے اُسے دیکھنے لگی۔

"مانو یا نا مانو میڈم مگر آپ کو جلن تو ہوئی ہے۔ اور یہ آپ کی نظروں سے مجھے پتہ چل رہا ہیں۔" اُسے دیکھتے ہوئے وہ بولا تھا۔ تو دلکش اُسے نفرت سے دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

"جلن نہیں نفرت محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے تم سے۔ تم اتنے دوغلے گھٹیا انسان ہوں۔ نکاح کر کے کہتے ہو۔ کہ میرا اُس لڑکی کے ساتھ کوئی رشتہ نہیں ہے۔"

نفرت انگیز سرد لہجے میں کہہ کر وہ اسے تیز نظروں سے دیکھنے لگی۔

"دوغلی انسان تو تم ہو۔ مس دلکش۔ یاد دلاؤ تمہیں وہ دن جب میں نے تمہارے سامنے تمہارے دادا کے قاتل کو کھڑا کیا تو بدلے میں تم نے مجھے کیا دیا وہی نفرت جو تم مجھ سے کرتی تھیں۔"

دونوں کندھوں سے پکڑے وہ اُسے جھنجھوڑ کر کہنے لگا۔ تو دلکش درد کے باعث اپنی آنکھیں زور سے میچ کے رہ گئی تھی۔

—

"تم۔! اِس وقت میرے روم میں کیا کر رہے ہو۔؟؟

دلکش ابھی شاور لے کر باہر نکلی تھی کہ اُسے اپنے بیڈ پر نیم دراز دیکھ کر غصے سے آگ بگولا ہوتی سامنے کرسی پر ٹاول پھینکتے ہوئے تیز لہجے میں بولی۔ شازم نے اُسے سخت نظروں سے گھورا لیکن کہا کچھ نہیں۔

"میں کیا بکواس کر رہی ہو۔ تم سے۔ جو تم نے میری باتوں کا جواب تک نہیں دیا۔؟ وہ اُسے سخت نفرت سے گھورتی ہوئی بولی۔ تو اُسکی بات پر وہ اُسے نفرت بھری نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"تم نہیں آپ۔آپ کہہ کر بلایا کرو تم مجھے۔کیونکہ ہمارے یہاں اپنے سر کے سائیں کو نام سے بلانا سخت برا مانا جاتا ہے۔"

سخت وارن کرتی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے بولا۔تو اُس کے حکم پر وہ غصے سے تلملا کر رہ گئی تھی۔

"مجھے تم جیسے شخص کی ملازمہ تک بننا پسند نہیں۔کجا کے تمہاری بیوی۔اور میں اُس گاؤں کے لوگوں کے ساتھ ساتھ اُنکی رسم ورواج سے بھی شدید نفرت کرتی ہوں۔"

تنفر بھری نگاہ سے اُسے دیکھتے وہ نفرت سے بولی۔تو شازم اُسکی بات سن کر غصے سے بیڈ سے اٹھا اور سخت تیوریاں چڑھائے اُسکی جانب بڑھنے لگا۔دلکش اُسے

سخت تیوریاں چڑھائے اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر خوفزدہ ہوتے ہوئے اپنے قدم پیچھے کی جانب لینے لگی۔

" نفرت کسے کہتے ہیں دلکش بی بی یہ آج میں تمہیں اچھے سے بتاؤں گا۔"

اُس کے سر پر پہنچ کر غصے سے اُسے اپنی باہوں میں بھر کر وہ اُسے لیے روم سے باہر نکلا۔ تو دلکش کا چہرہ اُسے باہر کی جانب بڑھتے دیکھ خوف سے زرد پڑنے لگا۔

—

"بیگم تمہاری اصلی جگہ اب سے یہی ہے۔"

حویلی پہنچتے ہی وہ اُسے اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے نوکروں کے کوارٹر میں پہنچا تو سیلن زدہ کمرے میں نظریں ڈوراتا وہ اُسکے شولڈر پر اپنا چہرہ رکھتے ہوئے کہنے لگا۔ تو دلکش چاروں جانب دیکھتے ہوئے طنزیہ انداز میں مسکرانے لگی۔

"سید زادے تم شاید بھول رہے ہو۔ کہ میں نے تمہاری طرح عیش و عشرت والی زندگی نہیں گزاری ہے۔ کہ تمہارے اِس نوکروں کے کواٹر کو دیکھ کر میں ڈر جاؤ گی۔"

ہنستے ہوئے وہ اُس پر طنز کرنے لگی تھی۔ تو شازم اُسکی بات سن کر خوبصورتی سے طنزیہ انداز میں مسکرانے لگا۔

"دلکش میڈم یہ جو تم تین ہفتے سے گزار رہی تھی۔ وہ پھر کیا تھا۔ وہ تو تمہاری اُس غربت والی زندگی سے تو الگ تھا ناں۔"

استہزاء نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ تو وہ پیچھے اکڑے ہوئے پلستر والی دیوار سے ٹیک لگاتے ہوئے کہنے لگی۔

"ہاں مجھے اچھے سے یاد ہے۔ وہ برے دن اور میں تمہارے اِس احسان کو یہاں تمہاری نوکر بن کر جلد پورا کروں گی۔"

چیلنج کرتی نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ تو شازم بھی اُسے پر اسرار نظروں سے دیکھنے لگا۔

"ویسے یہ کمرا ہم نے کبھی بھی اپنے نوکروں کو نہیں دیا تھا۔ کیونکہ یہ کمرا کواٹر کا سب سے خراب کمرا ہیں۔ یہاں تمہیں ہر قسم کے جانور ملے گے۔ سانپ تو یہاں ضرور آتے رہتے ہیں۔"

وہ اُسے آخر میں ڈراتے ہوئے روم سے باہر نکلنے لگا۔ مگر وہ سانپ کا نام سن کر اُس کی پیچھے بھاگتے ہوئے خوف کے مارے کہنے لگی۔

"کیا سچ میں یہاں سس۔سانپ آتے ہیں۔ تم جھوٹ تو نہیں بول رہے ہو ناں۔؟؟

وہ اُس کے بازوؤں سے لگ کر خوفزدہ نظریں ادھر ادھر ڈوڑا کر کہنے لگی۔ تو شازم اُسے اپنے ساتھ لگے دیکھ نرمی سے اُسے خود سے الگ کرتے ہوئے کہنے لگا۔

"ہاں زہریلے سانپ مگر بیگم اب تمہیں اِنہیں سانپوں کے ساتھ رہنا پڑے گا۔کیونکہ تمہیں تو کسی سے ڈر نہیں لگتا تم تو یہ پہاڑ جیسی زندگی اکیلے سر کرنا چاہتی ہوں۔"

سنجیدگی سے کہتے ہی وہ اُسے سائیڈ پر کھڑا کرتے خود کواٹر سے باہر نکلنے کے لیے اپنے قدم آگے بڑھانے لگا۔دلکش وہی کھڑی اُسے خود سے دور ہوتا ہوا دیکھنے لگی۔آج پہلی بار اُسے لگا کہ وہ اُس کے بغیر کچھ بھی نہیں تھی۔

♥♥♥♥♥♥

"مٹل پتہ کروایا تم نے کہ سجاول شاہ آجکل کہاں پر ہے۔اور وہ آجکل کیا نیا گل کھلا رہا ہیں۔اُس طوائف کا تو پتہ اُسے ہرگز نہیں چلنا چاہئیے۔"

شازم نے کل ہی مٹل کو سجاول شاہ کے بارے میں پتہ کرنے کے لیے کہا تھا۔ مٹل جب آج حویلی پہنچا تو اُس نے اپنے ایک ملازم کو اُسے اپنے پاس بلانے کے لئے کہا۔ اور جب مٹل اُس کے روم میں اُسے سلام کرتے ہوئے اندر داخل ہوا تو وہ اُس کے سلام کا جواب دیتے ہوئے اُس سے پوچھنے لگا۔

"نہیں سائیں پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں چلے گئے ہیں۔ آپ زرناب بائی کی فکر مت کریں بوامائی کو میں نے اُس پر نظر رکھنے کا کہا ہے۔ اور وہ اِس وقت سخت تکلیف میں اُسے خبر نہیں دے سکے گی۔ کیونکہ بوامائی نے کم اُسے مارا نہیں ہے۔ جو وہ سجاول شاہ کو فون کرنے کی غلطی کر بیٹھے۔"

مٹل نے اپنی نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

"ایک کام کروں تم الماس بائی کا پتہ کروں۔ کہ وہ اب پہلے سے بہتر ہے۔ یا نہیں اور اگر وہ کومے سے باہر نکلی ہے۔ تو اُسے اور اُسکی چھوٹی بیٹی زر کو تھر والے فارم ہاؤس میں لے کر آؤں۔ جہاں زرناب بائی کو میں نے قید کیا ہے۔"

اُسے حکم دیتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ تو مٹل نے اُسکے حکم پر سر ہلاتے ہوئے باہر کی جانب بڑھنے لگا۔ تو وہ اپنے جیب سے موبائل نکال کر سامنے کھڑکی کی جانب بڑھا۔

"ہاں سرمد کیا ہوا تم کیوں بار بار مجھے کال کر رہے ہو۔ کیا کوئی مسلہ ہے۔ جو تمہیں بے چین کر رہا ہے۔ اور تم مجھے پاگلوں کی طرح کال پر کال کیے جا رہے ہوں؟؟

وہ کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو کر باہر سر سبز لان کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔تو دوسری جانب سرمد نے خفگی سے کہا۔

" یار تم تو بہت ہی بڑے بے مروت انسان نکلے۔میرا احسان یاد کرنے کے بجائے تم مجھے کہہ رہے ہو۔کہ میں نے تمہیں کیوں فون کیا ہے۔؟

مصنوعی غصیلی آواز پر شازم کے ہونٹ مسکرانے لگے تھے۔اور دوسری جانب سرمد اُس کی خاموشی پر مزید چڑ کر بولا۔

" یار میں نے تمہیں فون اِس لیے کیا ہے۔تاکہ تم وہیں غلطی مت کروں جس کی وجہ سے تمہیں بھابھی نے جیل پہنچایا تھا۔اگر اِس بار ایسا کچھ ہوا تو میں تمہیں بچانے نہیں آؤں گا۔"

سرمد اُسے سمجھاتے ہوئے کہنے لگا۔شازم جو اُسے سن رہا تھا۔۔۔اُسکی آخری بات چڑ کر کہنے پر مجبوراً وہ زور سے قہقہہ لگا اٹھا تھا۔

"ہوں تو تم نے اِسی لیے مجھے کال کیا ہے۔کہ میں اُسے کچھ مت کروں۔نہ سرمد یہ اب ناممکن ہے۔تمہاری بھابھی نے خود مجھے مجبور کیا ہے۔یہ سب کرنے کو۔اب وہ چاہ کر بھی مجھ سے نہیں بچ سکتی۔"

شازم اب کے سنجیدگی سے بولا تھا۔تو اُسکی بات پر سرمد نے ان دونوں کے بارے میں تاسف سے سوچا۔کہ اِن دونوں کا کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

Urdu Novels Ghar

"الماس بائی میں نے تمہیں یہاں اِس لیے بلایا ہے۔تاکہ تمہیں تمہاری بیٹی کی حرکتوں کے بارے میں اگاہ کر سکو۔اور تمہیں تمہاری بیٹیوں کو اِس گاؤں سے نکل جانے کے لیے کہوں۔اب اگر تم اور تمہاری بیٹیاں مجھے دوبارہ اِس گاؤں میں نظر آئی نا۔تو تم لوگوں کے لیے بہتر نہیں ہو گا۔"

سفید کاٹن کے قمیص شلوار میں ملبوس اپنے مضبوط کاٹھی پر سندھی اجرک ڈالے ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے وہ صوفے پر بیٹھا غصے سے سامنے کانپتی الماس بائی کو دیکھ رہا تھا۔جو سندھ کی جانی مانی ایک طوائف زادی تھی۔

"معافی شازم سائیں ہم سے بہت بڑی غلطی ہو گئی،جو ہم لالچ میں آکر آپکی اپنی بیٹیوں پر نظر نا رکھ سکے

ہم ابھی اور اِسی وقت اپنی بیٹیوں کو لے کر گاؤں سے چلے جاتے۔مگر میری بڑی بیٹی وہ پتہ نہیں کہا چلی گئی ہے۔"

الماس بائی نے آگے بڑھ کر اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ اُس کے پیروں پر رکھے رو کر گڑگڑاتے ہوئے کہنے لگی۔ تو اُس نے سنجیدگی سے سامنے کھڑے مٹل کو اشارہ کیا۔ مٹل غصے سے آگے بڑھا اور الماس بائی کو کھینچ کر اُس سے دور کرنے لگا۔

" بائی تمہاری بیٹی میری قید میں ہے۔ اگر وہ سدھر گئی ہے۔ تو میں اُسے تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں۔ اور اگر وہ سدھرنا نہیں چاہتی تو میں اُسے ختم کر دونگا۔ "

وہ اُس عورت کی بے بسی کو مکمل نظر انداز کرتے ہوئے سرد لہجے میں بولا، تو الماس بائی جو آنسو بہا رہی تھی۔ اُسے ساکت ہو کر دیکھنے لگی۔

"سائیں ایسا مت کریں میں اپنی بیٹی کو لے کر یہاں سے بہت دور چلی جاتی ہوں۔ آپ خدارا اُسے چھوڑ دیں۔ "

بائی نے روتے ہوئے کہا۔ تو شازم غصے سے اُسے گھورتے ہوئے مٹل سے کہنے لگا۔

" مٹل اِس بے غیرت اور بد چلن عورت کے ساتھ اِس کے پورے خاندان کو بڑے عزت کے ساتھ ہمارے گاؤں سے نکال باہر کر دو، لیکن مٹل اُس سے پہلے تم اِسکی بیٹی کو دیکھنا کے وہ سدھر نا چاہتی ہے۔ کہ نہیں اگر سدھر نا نہیں چاہتی تو اُسے مار دوں۔ تا کہ ہماری آنے والی نسل اِن کی بے حیائی سے محفوظ رہ سکے۔"

وہ تیکھے چتونوں سے الماس بائی کو گھورتے ہوئے اپنے سندھی زبان میں کہنے لگا۔ تو مٹل اُس کے حکم پر آ گے بڑھا اور الماس بائی کو کندھوں سے پکڑ کر باہر کی جانب بڑھنے لگا۔

"بیٹی یہ تم کیا کر رہی ہو۔وہاں نوکروں کے کواٹر کی جانب کیوں جا رہی ہو ۔وہاں صرف ہمارے ملازم رہتے ہیں۔؟؟

ہاجرہ اماں کو حیرت ہوئی اُسے دوبارہ حویلی میں دیکھ کر اور اِس وقت تو اِنہیں حیرت کا جھٹکا لگا اُنھوں نے جب اُسے ملازموں کے کواٹر کی جانب بڑھتے دیکھا تو وہ اپنی حیرت اُس پر ظاہر کرتے ہوئے بولیں۔

"آنٹی میں بھی تو یہاں ایک نوکر کی حیثیت سے آئی تھی۔تو اُسے حساب سے میں آپکی ملازمہ ہوئی اور اگر آپ کو کچھ چاہیے ؟۔تو میں حاضر ہوں۔"

وہ اُنکی جانب سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے بولی تھی۔ تو انہوں نے اُسے اتنا سنجیدہ دیکھا تو وہ آگے بڑھ کر اُس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگی۔

"بیٹی مجھے پتہ ہے۔ شازم نے آپ کے ساتھ نکاح کیا ہے۔ اور میں مانتی ہو۔ اُس نے آپ کے ساتھ جو پہلے کیا تھا۔ وہ سب غلط تھا۔ لیکن بیٹا اُسے بُرا کبھی مت سمجھنا وہ دل کا بہت ہی اچھا ہے۔ اُس سے بدگمان کبھی بھی مت ہو نا وہ تمہیں بہت چاہتا ہے۔ اُس کا مان کبھی بھی مت ٹوٹنے دینا۔ "

اُنھوں نے اُسکے دونوں گالوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت اسے کہا۔ تو وہ آج پہلی بار اُس کے زکر سے چڑے بنا اپنا سر ہاں میں ہلانے لگی تھی۔

"دلکش تمہیں سائیں اپنے روم میں بلا رہے ہیں۔ جاؤ اور ہاں یہ بھی انہیں دیں دینا کیونکہ اِس وقت وہ کافی پیتے ہیں۔ اور اُنھوں نے کہا ہے۔ کہ اب سے اُن کے سارے کام آپ کرے گی۔"

حویلی کی سب سے پرانی ملازمہ نجمہ نے وہاں آکر اُس کے ہاتھوں میں کافی کا مگ پکڑاتے ہوئے کہا۔ تو وہ ہاجرہ اماں نے نجمہ کو گھورتے ہوئے کہا۔

"نجمہ یہ تم کس لہجے میں ہماری بہو سے بات کر رہی ہو۔ وہ اِس گھر کی ملازمہ نہیں ہے۔ جو تم اُس سے اِس لہجے میں بات کر رہے ہو۔"

ہاجرہ بی بی نے غصے سے کہا۔ تو نجمہ شرمندگی سے اپنا سر جھکاتے ہوئے دلکش سے معافی مانگنے لگی۔

"کوئی بات نہیں نجمہ جب تک آپ کے شاہ سائیں مجھے اپنی بیوی تسلیم نہیں کرتے تب تک آپ مجھے اُسی طرح مخاطب کر کے بلائے۔ لیکن ہاجرہ اماں اگر نجمہ مجھے اِس طرح میرا نام لے کر بلائے گی۔ تو مجھے اچھا لگے گا۔ کیونکہ وہ مجھ سے عمر میں بہت بڑی ہے۔ اور سب سے بڑی بات وہ بھی ہماری طرح ایک انسان ہی ہیں۔ اور اماں ویسے بھی یہاں کے سبھی ملازم محنت کر کے پیسہ کماتے ہیں۔ تو یہ ہمارے ملازم ہو سکتے ہیں۔ مگر غلام نہیں۔"

دلکش نے سمجھداری سے کہہ کر اُن دونوں کی جانب دیکھا۔ تو وہ دونوں اُسکی بات پر مسکراتے ہوئے اُسے دیکھنے لگے۔ ہاجرہ بی بی اپنے بیٹے کی پسند پر یکدم سے فخر محسوس کرنے لگی تھیں۔

–

"شاہ سائیں آپ نے مجھے بلایا تھا۔کیا کوئی ضروری کام ہے آپکو مجھ سے۔؟؟

روم میں نوک کرتے ہوئے وہ اندر داخل ہو کر کہنے لگی۔وہ اپنی نظریں نیچے جھکائے روم کے بیچوں بیچ کھڑی اُسکے جواب کی منتظر کھڑی تھی۔شازم جو شاور لے کر ابھی بیڈ روم سے اٹیچ واش روم سے باہر نکلا تھا۔تو اُسے ہاتھوں میں کافی کا مگ پکڑے دیکھ کر وہ اُسکی جانب اپنے قدم بڑھانے لگا۔

" ہاں کام تو ہے۔مگر تم اُسے کرنا اپنی توہین سمجھتی ہو۔تو اِس سے بہتر نہیں ہے۔کہ میں یہ کافی پی کر اپنی یہ حسرت پوری کر لوں۔"

وہ اُسے کمر سے پکڑ کر اپنی جانب کرتے ہوئے بے باکی سے اُسکے ہونٹوں کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔تو دلکش اُسکی بے باک نظریں اپنے ہونٹوں پر مرکوز

ہوتے دیکھ کر شرم سے سرخ ہوتی وہ اُسکی گرفت سے نکلنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی۔

"بے ہودہ انسان چھوڑو مجھے۔"

وہ اُسکی باہوں میں پھڑ پھڑاتے ہوئے غصے سے کہنے لگی۔ لیکن شازم کہا اُسکی سن رہا تھا۔آج تو وہ اُسے بہت ہی بدلا ہوا لگ رہا تھا۔اُس شازم سے الگ جو وہ اُس سے نفرت کرتی تھی۔ یہ تو اُسے اپنا اپنا سا لگ رہا تھا۔

"یہ لوں ڈارلنگ۔"

شازم نے اُسے چھوڑتے ہوئے کہا۔ تو نیچے گرتے ہی اُسکا سارا سحر کہیں گم ہو کر رہ گیا۔

"یہ کیا کر دیا تم نے۔ تم میں زرا سی بھی تمیز ہے۔ کہ نہیں۔ بد تمیز انسان۔ کوئی اِس طرح کرتا ہے۔ کیا جو تم نے یہ حرکت کی جاہل انسان۔"

غصیلی نظروں سے گھورتی وہ تیز لہجے میں بولی۔ تو شازم نے طنزیہ نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے نیچے جھک کر کہا۔

"مس دلکش میں بد تمیز جاہل جو کچھ بھی ہوں۔ وہ صرف تمہارے لیے ہو۔ اور کسی کے لیے بھی نہیں۔ بے بی اور مجھے بننا بھی پسند نہیں ہے۔ کسی کے لیے جاہل انسان۔"

اُس کے چہرے کو جکڑ کر وہ کمینگی سے کہنے لگا۔ تو دلکش نے اپنا چہرہ غصے سے اُس سے چھڑاتے ہوئے کہا۔

"مسٹر شاہ سائیں آپکو جو کام ہے۔وہ مجھے بتا دیں۔مجھے اور بھی بہت سارے کام ہے۔ابھی آپ کے لیے تو مجھے کھانا بھی بنانا ہے۔"

کھڑی ہو کر وہ سپاٹ لہجے میں کہنے لگی۔تو شازم نے اُسے مسکراتے ہوئے دیکھا اور کافی کا مگ اُسے دیتے ہوئے کہنے لگا۔

"بے بی کھانا بناتے وقت میرے کھانے میں ضرور زہر ملا دینا تاکہ تمہیں جلدی سے میرے قید سے آزادی مل جائے گی۔"

شازم نے طنزیہ انداز میں کہتے ہی اُسے دیکھا۔جو اُسے غصے سے گھور رہی تھی۔

Urdu Novels Ghar

"میں اتنی سنگدل نہیں ہوں۔ کہ تمہاری طرح انتقام میں جل کر سب کچھ بھولا دونگی۔ اور ایک بے گناہ کی جان لے لونگی۔۔"

یہ کہہ کر اُس نے اپنے قدم روم سے باہر کی جانب بڑھائے۔ تو شازم وہی کھڑا اُس کے لہجے کی نرمی کو محسوس کرنے لگا۔ جو یہ بات کرتے ہوئے اُس نے اُسکے لہجے میں اپنے لئے محسوس کیا تھا۔

"دلکش بی بی یہ لہجے کہیں محبت کی جانب تو اشارہ نہیں کر رہا۔ اور اگر کر رہا ہے۔ تو میں سب کچھ بھول کر تمہارے پاس واپس لوٹنا چاؤں گا۔"

اُسے جاتے ہوئے دیکھ کر وہ آہستگی سے خود سے کہنے لگا۔

"کک۔ کون۔؟؟

اپنی آنکھیں بامشکل کھولتی زرناب بائی سامنے اندر داخل ہوتے شخص کو دیکھنے لگی۔جو روم کے اندر داخل ہوتے ہی آہستگی سے اُسکی جانب بڑھ رہا تھا۔

"زرناب بائی ویسے تو تمہارا دشمن ہو۔لیکن اگر تم چاہو تو میں زندگی یا پھر موت کا فرشتہ بھی بن سکتا ہوں۔"

اُس کے مقابل کھڑے ہو کر وہ اُسے دیکھتے ہوئے بولنے لگا۔تو زرناب بائی اُسکی آواز پر خوفزدگی سے اپنے ہاتھ کرسی کے ہتھے میں زور سے دبانے لگی۔

"سائیں مم۔مجھے معاف کر دو۔میں آپکی عمر بھر نوکر بننے کے لیے بھی تیار ہو۔اگر مجھے دلکش سے بھی معافی مانگنی پڑی نہ تو میں مانگنے کے لیے تیار ہو۔پلیز آپ ایک بار مجھے معاف کر دے۔"

زرناب بائی نے روتے ہوئے کہا۔تو شازم نے اُسے بغور دیکھا جو کہ اُسے سچ میں اپنے کیے پر شرمندہ لگ رہی تھی۔

" بائی اِس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔تمہیں صرف ایک کام کرنا پڑے گا۔تب میں تمہیں معاف کر دو گا۔"

شازم اپنی نظریں سامنے کرسی پر باندھے ہوئے اُسکے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔توزرناب بائی نے حیرت سے اُس ظالم کو دیکھنے لگی جو اُسے اتنی جلدی معاف کر دیں گا اُسے یقین بالکل بھی نہیں آرہا تھا۔اور آتا بھی کیسے۔جو کہ پہلے

دن اُسکی ماں کو اُسکے گناہ کی وجہ سے گولی مار سکتا ہے۔ تو اُسے اُسکے گناہ پر کیسے معاف کر سکتا ہے۔

"تم یہ مت سمجھنا کہ میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔ نہیں بالکل بھی نہیں۔ میں کبھی بھی گناہگار کو معاف نہیں کرتا۔ تم صرف اپنی شرمندگی کی وجہ سے بچ گئیں۔ لیکن سزا تو تمہیں پھر بھی ملے گی۔"

شازم نفرت کا جذبہ اپنے لفظوں میں سمو کے بولا۔ تو زرناب بائی اُسکی بات سن کر زور زور سے کانپنے لگی۔

"سائیں آپ حکم کریں۔ میں پوری کرنے کی کوشش۔"

اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اُس سے پہلے شازم نے اُسکی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"کوشش نہیں بائی۔ کوشش ہر گز نہیں تمھیں وہیں کرنا پڑے گا۔جو میں تمھیں کہوں گا۔ تمھیں یہ گاؤں چھوڑ کر شہر کے مہشور کوٹھے میں جا کر اُسی طرح کرنا پڑے گا۔جس طرح تم نے اپنے اماں کو دلکش کے اغوا کرنے کا مشورہ دیا تھا۔تاکہ تم لوگ اُس کے ذریعے دولت کما سکوں۔"

اُسے حقارت سے دیکھتے غصے سے بولا۔ کہ زرناب کی آنکھیں شہر کے مہشور کوٹھے کے نام پر خوف سے پھیلتی گئیں۔کیونکہ وہ جس کوٹھے کے بارے میں کہہ رہا تھا۔وہ اُس جیسی طوائف کے لئے بھی خطرناک تھا۔وہاں کا ماحول اُن کے کوٹھے سے زیادہ آزادانہ تھا۔

"سجاول سائیں آپ یہاں۔ کیا آپ کو کچھ چاہیے۔؟؟

نجمہ سجاول شاہ کو کچن کے دہلیز پر کھڑے دیکھ اُس سے پوچھنے لگی۔ جو کہ دلکش کے حسین چہرے کو اپنی ہوس زدہ نظروں میں لیے اُسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"ایک کپ چائے مگر اُس نوکرانی کے سُندر ہاتھوں سے۔"

دلکش جو کب سے اپنے وجود پر اُسکی ہوس ناک نظریں ضبط سے برداشت کر رہی تھیں۔ کہ اُسکے بے باکی سے کہنے پر وہ غصے سے اپنی مٹھیاں زور سے بھینچنے لگی۔

"جو حکم سائیں۔"

لفظوں کو سختی سے پیستے وہ بولی۔ تو سجاول شاہ اُسکی آواز پر اپنی نظریں ایک بار پھر سے اُسکے سراپے پر گاڑتے ہوئے کہنے لگا۔

"میرے کمرے میں لے آنا لڑکی۔ کیونکہ مجھے وہیں پر سب سے زیادہ پسند ہے پینا۔ مطلب چائے پینا۔"

معنی خیزی سے مسکراتے ہوئے وہ اُس کے پیچھے کھڑے ہو کر اُسکے کانوں میں بے باکی سے شر گوشی کرتے ہوئے کہنے لگا۔ تو دلکش نے ضبط سے کام لیا۔ لیکن اُس گھٹیا انسان کو کہا کچھ نہیں۔

" نجمہ آپا یہ انسان اچھا ہوا اُن دنوں یہاں نہیں تھا۔۔۔ورنہ اپنے اِن ہی حرکتوں کی وجہ سے وہ میرے ہاتھوں فوت ہو جاتا۔ "

اُس کے جاتے ہی وہ غصے سے سرخ ہوتی چائے کے لیے پانی چولے پر چڑھاتے ہوئے بولی۔تو نجمہ نے اُسے مسکراتے ہوئے دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو پتہ ہے۔آج آپ اِس وقت بالکل شازم سائیں کی طرح سجاول شاہ کے بارے میں اپنی نفرت کا اظہار کر رہی ہیں۔فرق صرف اتنا ہے۔کہ وہ اُن کے سامنے نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔اور آپ سجاول شاہ کے پیٹھ پیچھے۔"

نجمہ نے اُسے اپنی جانب کر کے پیار سے شازم کے بارے میں کہا۔تو دلکش اُن کی بات پر تیزی سے چائے کے لیے فریج سے دودھ نکالتے ہوئے کہنے لگی۔تو نجمہ شازم کی بات کو یوں نظر انداز کرنے پر اُسے گھورنے لگی۔

"نجمہ آپا اگر میں یہ چائے اُس بے غیرت انسان کے روم میں دیر سے لیں کر گئی نہ تو کوئی بعید نہیں کہ اُسکی جلاد اماں یہاں پر پہنچ جائیں۔آج ہی تو اماں کا لاڈلا بیٹا جو آیا ہے۔تو غصہ تو وہ ہم ملازموں پر ہی نکالے گی۔"

دلکش نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا۔تو نجمہ اُسکی بات پر زور سے قہقہہ لگا اٹھی تھیں۔کیونکہ وہ اُسے اِس وقت بالکل شازم سائیں کی طرح لگ رہی تھیں۔

_

"سجاول سائیں یہ آپکی چائے۔؟؟

اُس انسان کے روم میں داخل ہو کر وہ سنجیدگی سے سامنے ٹیبل پر مگ رکھتے ہوئے بولی۔ سجاول جو الماری میں اپنے لئے شرٹ ڈھونڈ رہا تھا۔ کہ اُس کی آواز پر اُس کے ہونٹوں پر زو معنی مسکراہٹ پھیلنے لگا۔ جسے چھپا کر وہ پلٹا اور اُسے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

" یہاں پر آنا زرا تم اور میرے لیے ایک سوٹ نکال کر استری کر کے مجھے دو۔ مجھے ایک ضروری کام کے لئے کہیں جانا ہے۔؟

اُسکی نظریں بظاہر تو الماری پر مرکوز تھی۔ مگر سارا دھیان اُسی کی جانب تھا۔ دلکش جو بیزاری سے اُس کے جواب کی منتظر کھڑی تھی۔ اُسکی بے تُکی بات پر وہ پہلے تو گھبرا کر اُسے دیکھتی رہ گئی تھی۔۔ پھر خود کو سنبھال کر وہ آ گے

بڑھی۔اور الماری میں سے اُس کے لئے کپڑے دیکھنے لگی۔کہ اچانک اُسے اپنی گردن پر کسی کی گرم سانسیں محسوس ہونے لگی۔

"یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔؟؟

جھٹکے سے پیچھے مڑی تو اُسے اپنے پیچھے کھڑے دیکھ وہ گھبراہٹ کے عالم میں الماری سے جا لگی۔کہ سجاول شاہ جو اُسے خود سے گھبراتے دیکھ رہا تھا۔معنی خیز مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجا کر وہ اُس کے اوپر جھکنے لگا۔دلکش نے جب اُسے اپنے اوپر جھکتے ہوئے دیکھا۔تو وہ اُسے پیچھے کی جانب دھکیل کر خود خوف زدہ ہو کر روم سے باہر نکل کر اپنے کواٹر کی جانب بھاگنے لگی۔

"لڑکی تم مجھ سے نہیں بچ سکتی۔ تمہارا شوہر۔ بھی تمہیں مجھ سے نہیں بچا سکتا۔اُس نے میری زرناب کو مجھ سے جدا کیا ہے ناں۔اب جب تک میں تُمہیں اُس سے جدا نہیں کروں گا۔مجھے چھین نہیں ملے گا۔"

سجاول شاہ نے نفرت سے شازم کو یاد کرتے ہوئے غصے سے چیختے ہوئے دلکش کو دیکھ کر کہنے لگا۔جو کہ روم سے کب کی باہر نکل چکی تھی۔

—

"دل۔۔ سنو میری بات پلیز رک جاؤ جانم میری خاطر پلیز۔؟؟؟

ابھی حویلی میں داخل ہو کر اپنے قدم سیڑھیوں کی جانب بڑھانے ہی والا تھا۔ کہ اچانک ہی اُسکی نظریں سامنے سجاول شاہ کے روم سے نکلتی دلکش پر جا ٹھہری جو کے اُسے کافی خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔ وہ یکدم سے اُسے پکارتے ہوئے اُسکی جانب بھاگا۔ جو روتے ہوئے بھاگ رہی تھیں۔

" مجھے کچھ بھی نہیں سننا۔ پلیز تم یہاں سے چلے جاؤ۔ فلحال تم مجھے اکیلا چھوڑ دو، اب میں تھک گئی ہو۔ یہ سب سہتے سہتے۔ اب اور نہیں۔ سہہ سکتی میں۔ اور تم مردوں نے آخر سمجھ کیا رکھا ہے ہاں۔ کہ تم لوگ جب چاہو اپنے مفاد کے لئے ایک بے سہارا عورت سے کھیل کر اُسے استعمال کر کے اُسے توڑ مڑوڑ کر کسی کوڑے دان میں پھینک کر آ ؤ تا کہ عورت تم لوگوں کے خلاف آف تک نا کر سکے۔ "

وہ اُسے سختی سے روکتے ہوئے نفرت سے کہنے لگی۔ تو شازم اُس کی بات پر وہیں کھڑے ہو کر اُسے دیکھنے لگا۔ جو سرخ آنکھیں لیے اُسے دیکھ رہی تھی۔

"دل میری جان بخدا میں نے تمہیں کبھی بھی اپنے مفاد کے لئے استعمال نہیں کیا ہے۔ نا ہی آج اور نا ہی کل۔ میں تم سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اور میں کبھی بھی اپنے پیار کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا۔ تو تکلیف کیسے پہنچا سکتا ہوں۔"

آگے چل کر وہ اُسے اپنے سینے سے لگا کر محبت سے کہنے لگا۔ تو دلکش اُس کے سینے سے لگ کر اُسکی شرٹ پر اپنی گرفت مضبوط کرتے ہوئے بری طرح سے رونے لگی۔

"تم اگر مجھے اتنا ہی چاہتے ہو۔ تو کیوں کیا میرے ساتھ تم نے ایسا کیوں مجھے تم نے اُس دن میڈیا والوں کے سامنے ذلیل کیا۔ اور اگر یہ محبت ہے۔ تو تمہارا نفرت کیسا ہو گا۔ وہ بھی مجھے ابھی دکھا دو۔"

اُسکے سینے سے لگی کھڑی سختی سے اُسکے کندھوں پر دباؤ بڑھاتے ہوئیں وہ اُس سے شکوہ کرنے لگی۔ تو شازم اُسکے شکوہ پر اُسے خود میں بھینچ کر کہنے لگا۔

"یہ دل جو پہلے ایک پتھر کا تھا۔ لیکن دلکش یہ تمہارے ملنے کے بعد صرف تمہارا ہی ورد کرتا رہتا ہے۔ بیشک تم میری اِن سانسوں سے بھی پوچھ لو کہ یہ بس تمہیں ہی محسوس کرتا ہے۔ محبت تو پھر محبت ہے۔ اور میری زندگی پھر چاہے تم مجھ سے ناراض ہو۔ کیوں نہ تم مجھ سے بے رخی دکھاؤ۔ چیخو۔ چلاؤ۔ یا پھر خاموش ہو جاؤ۔ یا مجھے بھول جاؤ۔ مگر پھر بھی میری تم سے یہ محبت کم نہیں ہو گی۔"

وہ دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اُسکا چہرہ لیے جذباتی انداز میں بولنے لگا۔ کہ دلکش اُسکی بات سن کر کافی حیران رہ گئی۔ کیونکہ آج اس نے دو طرح کے مردوں کا سامنا کیا تھا۔ ایک ہوس کا شکار مرد اور دوسرا محبت سے پیش آنے والا مرد اور دلکش کو آج اپنے دل میں یہ اعتراف کرنا پڑا۔ کہ اِس وقت اپنے سامنے

کھڑے شخص کے محبت سے محبت ہو چکی ہے۔ لیکن وہ اپنے جذبات اُس پہ ابھی بالکل بھی آشکار نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ وہ خود کو تھوڑا اور وقت دینا چاہتی تھی۔ اپنے اِن جزبوں کو سمجھنے کے لئے۔ وہ اِن لمحوں کو محسوس کرنا چاہتی تھی۔

سجاول شاہ تم رات کے اِس وقت یہاں میرے بیڈ روم میں کیا کر رہے ہو۔؟؟

وہ آپنی آنکھیں موندے سونے کی بھرپور کوشش کر رہیں تھی۔ کہ یکدم سے اُسے اپنے چہرے پر کسی کی سانسوں کا احساس ہونے لگا، اُس نے آنکھیں کھول کر

اپنے اوپر جھکے سجاول شاہ کو کو دیکھا، جو کہ بیڈ کے اوپر اپنے دونوں ہاتھ دائیں بائیں رکھے، اُس کے اوپر جھکا، اُسے اپنی سرخ نظروں سے گھور رہا تھا۔ تو دلکش نے غصے سے اُسے پیچھے کی جانب دھکیلتے ہوئے نفرت انگیز لہجے میں کہا۔

"ہاہاہاہاہا۔!!

زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے سجاول شاہ نے اُسکی جانب دیکھا۔ جو کہ اب کھڑی اُسے غصے سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ تُمھیں کبوتروں کا ڈبہ بیڈ روم لگتا ہے۔ شراب کے نشے میں دھت وہ بے ڈھنگے پن سے ہنستے ہوئے کہنے لگا۔

ششششش۔ اچھا یہ سب باتیں چھوڑو اور آؤ میرے ساتھ چلوں، آج تم نے اگر میری ایک خواہش پوری کر دی نہ تو میں تمہیں اپنی رانی بنا کر رکھوں گا۔ جیسے اُس زرناب کو رکھا تھا۔ لیکن اُس نے (گالی) مجھے دھوکہ دیا۔ بھاگ نکلی سالی اپنے یار کے ساتھ اور اگر تم نے بھی میرے ساتھ کچھ ایسا ویسا کیا نہ تو، یہ جو تمہاری سفید چمڑی ہے نا، میں اُس کو جلا دونگا۔ "

سجاول لڑکھڑاتے ہوئے آگے بڑھ کر اُسکی کلائی کو دبوچ کر کہنے لگا۔ تو دلکش کی تکلیف کے باعث چیخ نکل گئی، جسے روم کے باہر کھڑے شازم نے تڑپتے ہوئے سنا جو دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہاں اُسے ایک نظر دیکھنے کے لئے آیا تھا۔

" سجاول شاہ۔ ؟؟

اندر داخل ہوتے ہی جب اُس نے سجاول شاہ کو اپنی دلکش کے ساتھ زبردستی کرتے ہوئے دیکھا، تو یہ سب دیکھ کر یکدم سے اُسکا خون کھولنے لگا، وہ انتہائی غضبناک تیور لئے اُن کی جانب بڑھنے لگا۔

"بے غیرت انسان تُمھاری اتنی مجال کہ تم نے میری دل کو چھوا اور اُسے ڈرایا، اور تُمھیں کیا لگا، میں تمہیں کچھ بھی نہیں کہوں گا، اِسی طرح خاموشی سے یہ سب کچھ دیکھتا رہوں گا، جب تم نے میری دلکش کو اپنے روم میں بلا کر اُسے خوفزدہ کیا تھا ناں، ذلیل کمینے انسان تب ہی میں تمہارے اِن ارادوں سے آگاہ ہو گیا تھا۔"

گریبان سے پکڑ کر اُسے جنونی انداز میں اپنی ٹھوکروں پر رکھ کر وہ بری طرح سے اُسے مارنے لگا۔ کہ سجاول شاہ کی چیخیں سن کر دلکش خوفزدہ ہو کر پیچھے کی جانب بڑھنے لگی۔

"شازم تم اِس بے غیرت لڑکی کی وجہ سے۔"

اُسکے بے غیرت لڑکی کہنے پر وہ پاگلوں کی طرح اُسے مارنے لگا۔ کہ درد کے مارے اُسکی چیخے اور بلند ہونے لگیں۔

"زبان سنبھال کر بات کرنا آئیندہ تم خبیث انسان ورنہ میں تمہیں بولنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔"

سخت غصے سے وہ اُس کے سینے پر اپنے پاؤں سے زور زور سے ضرب مارتے ہوئے کہنے لگا۔ کہ اُسکی چیخے سارے روم میں پھیلنے لگی۔

"انہی آنکھوں سے تم نے میری دل کو اپنی گندی نظروں سے دیکھا تھا ناں۔؟؟

سختی سے اُسے اُسکے جبڑوں سے پکڑے اُس نے جنونی انداز میں کہا۔ کہ سجاول کو ایسا لگا جیسے اُسکے جبڑے کی ہڈی اُسکی سخت گرفت سے ٹوٹ کر رہ گئیں ہو۔

"تم اِس آوارہ بد چلن لڑکی کی وجہ سے مجھے اپنے بھائی کو مار رہے ہو۔ سید شازم علی شاہ۔"

غصے سے دلکش کی جانب پلٹ کر اُسے تیز نظروں سے گھور کر وہ شازم سے بولا۔ کہ شازم اُس کے منہ سے دلکش کے لئے بد چلن سن کر اُسے سختی سے اُسکے گریبان سے پکڑ کر وہ اُسے اوپر اٹھاتے ہوئے غصیلی لہجے میں کہنے لگا۔

"کیا کہا تھا میں نے تھوڑی دیر پہلے تم سے خبیث انسان کہ تم نے اگر دوبارہ میری دلکش کے بارے میں ایسا کچھ کہا تو میں تمہیں دوسری بار بولنے کے بھی قابل نہیں چھوڑو گا۔"

گریبان سے پکڑے وہ اُسے سرخ ہوتی نگاہوں سے سختی سے گھورتے ہوئے نفرت سے کہنے لگا۔

"یہ تم کیا کر رہے ہو۔ چھوڑو میرے بیٹے کو پاگل لڑکے۔؟؟

اسوہ زولفقار شاہ نے سجاول شاہ کی چیخ سنی تو وہ گھبرا کر کواٹر کی جانب تیزی سے بھاگی، اور جب وہاں پہنچی تو سامنے اپنے بیٹے کو شازم شاہ کے ہاتھوں.بری طرح سے زدو کوب ہوتے دیکھ وہ تیزی سے اُنکی جانب.بڑھتے ہوئے کہنے لگی۔

"چاچی آج آپ ہمارے درمیان آنے کی کوشش نہ کریں ورنہ اِس بے غیرت انسان کے ساتھ میں آپ کو بھی حویلی سے باہر نکال دونگا۔"

سختی سے اِنہیں وہیں روکتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ تو اسوہ شاہ اپنی جگہ پر کھڑے ہو کر سجاول شاہ کی جانب بے چارگی سے دیکھا، جو بری طرح سے مار کھانے کی وجہ سے نیچے زمین پر پڑا بری طرح سے زخمی تھا۔

"نکل جاؤ یہاں سے خبیث انسان اس سے پہلے کہ جان لے لو تمہاری۔"

شازم نے اسے زور سے دروازے کی جانب دھکیل کر کہا تو وہ اسے موقع غنیمت جان کر وہاں سے تیزی سے باہر کی جانب بھاگا۔ اس کے اور اسوہ شاہ کے جاتے

ہی شازم سہم کر دیوار کے ساتھ لگی دلکش کی جانب مڑا جو خوف سے تھر تھر کانپ رہی تھی۔

"نن۔۔۔ نہیں میں نے کچھ نہیں کیا تھا، وہ خود ہی۔۔۔"

دلکش نے اپنی گواہی دینی چاہی کہ کہیں شازم اسے ہی غلط نہ سمجھے لیکن شازم کی اگلی حرکت پر اسکی بولتی بند ہو گئی۔

اسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر شازم نے اسے اپنی جانب کھینچتے ہوئے خود میں بھینچ لیا۔

"جانتا ہوں کہ تمہاری اِس میں کوئی خطا نہیں ہے دل خطا تو میری ہے کہ میں نے ہی تم سے دور رہ کر ان جیسے گھٹیا لوگوں کو تمہارے قریب آنے کا موقع دیا۔۔۔ لیکن اب میں ایسا نہیں کرنے والا۔۔۔"

شازم کی بات پر دلکش کی دھڑکنیں بڑھ گئیں۔ خوف اسکے پورے وجود پر طاری ہو چکا تھا۔

"شازم۔۔۔"

شازم نے اسے اپنی باہوں میں اٹھالیا تو دلکش نے گھبرا کر اسے پکارا لیکن شازم اسکی کوئی بات سنے بغیر اسے لے کر بیڈ کی جانب بڑھ چکا تھا۔

"اب میں یہ دوری مٹادوں گا دل تا کہ ہر کوئی جان لے کہ تمہارے اس وجود پر صرف اور صرف شازم شاہ کا حق ہے۔۔۔"

اتنا کہہ کر شازم اس پر جھکا اور نازک لبوں کو اپنی پر شدت گرفت میں جکڑ لیا۔ دلکش مزاحمت کرنا چاہ رہی تھی اس سے دور جانا چاہ رہی تھی لیکن شازم کی گرفت بہت زیادہ مظبوط تھی۔

"شازم نہیں کریں۔۔۔"

شازم کے دور ہوتے ہی دلکش نے التجا کی لیکن شازم اسکی کوئی بات سنے بغیر اسے بیڈ پر لیٹا کر اپنی شرٹ کے بٹن کھولنے لگا۔

"شازم۔۔۔"

"بس دل اب بس میری جان تمہاری بہت من مانیاں برداشت کیں میں نے اب تم میری من مانیاں برداشت کرو۔"

اتنا کہہ کر شازم اس پر جھکتا چلا گیا اور دلکش کا سارا خوف ساری مزاحمت وہ خود میں سمیٹ چکا تھا۔اپنے ہر عمل سے شازم نے ثابت کیا تھا کہ دلکش اسکے لیے متاع جان ہے۔

رات آہستہ آہستہ سرک رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ دلکش کی ہر مزاحمت بھی۔ اپنے شوہر کی محبت کے سامنے وہ بری طرح سے ہار گئی تھی۔

□❤□❤□❤

"تمھیں میں کتنا غلط سمجھتی تھی، مگر تم نے ثابت کر دیا کہ تم ایک اچھے انسان ہو، ایک چاہنے والے ہمسفر لیکن میں ہر وقت تم سے بد گمان رہی اب مم۔ مجھے خود پر بہت غصہ آ رہا ہے، کہ میں کیوں تمھیں غلط سمجھی۔"

اپنے بے حد قریب آنکھیں موندے اپنے چہرے پر بچوں کی سی معصومیت لیے سوئے شازم کو محبت سے دیکھتے وہ خود سے کہنے لگی۔ کہ یکدم اُسے نجانے کیا سوجھی کے وہ بے اختیار اپنا ہاتھ آگے بڑھائے اُس کے ماتھے پر بکھرے بالوں کو درست کرنے لگی۔

"دل اگر تم میرے سونے کا فائدہ اٹھا رہی ہو تو غلط کر رہی ہوں، میں سوتے وقت بھی اپنی آنکھیں کھلی رکھتا ہوں۔ اور تمہارے معملے میں تو سید شازم علی شاہ ان آنکھوں کو عمر بھر کی تھکاوٹ دے سکتا ہے لیکن تمہارے وجود سے غافل کبھی نہیں ہو سکتا نہ ممکن"

آنکھیں اُسی طرح بند کیے وہ سنجیدگی سے بولا تھا۔ کہ دلکش اُس کی آواز پر اچانک سے اپنا ہاتھ ہٹا کر تھوڑے فاصلے پر ہو کر اپنی نظریں چُرانے لگی۔

"وہ مم۔ میں۔"

بوکھلاہت کے باعث وہ بس اتنا بولی۔ کہ اُسکی بوکھلاتی آواز سن کر شازم نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اُسکے اور اپنے درمیان کا فاصلہ ختم کرتے ہوئے کہا۔

"دلِ جانم تم کیوں اظہار کرنے سے گھبرا رہی ہو۔ اپنی محبت کا اعتراف کروں نا کہ کہ تمھیں بھی اِس سنکی ضدی انسان سے بے پناہ محبت ہے۔"

چہرے پر آئے لٹوں کو نرمی سے وہ اُسکے کانوں کے پیچھے کر کے محبت سے بولا۔ تو اُسکے لمس پر اُسے اپنا دل زور سے ڈھرکتا ہوا محسوس ہوا۔

"نن۔ نہیں۔۔"

دلکش خود کو اُسکی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرتی ہوئی کہنے لگی۔ تو شازم نے اپنی گرفت اور مضبوط کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں نہیں دلکش تم چاہے انکار کر لوں لیکن تم بھی مجھ سے محبت کرتی ہو، کیونکہ یہ جو تُمہاری آنکھیں ہے ناں یہ خود ہی تمہاری مجھ سے محبت کو آشکار کر رہی ہے۔"

اُسکے آنکھوں کو چھو کہ وہ گھمبیر آواز بولا تھا۔ کہ دلکش اُسکی حرکت پر بو کھلاتی ہوئی اپنی آنکھیں زور سے میچ کر رہ گئی تھی۔

" جھوٹ ہے یہ سب فریب ہے مم۔ میں تم سے محبت نہیں کرتی ہو، ہاں میں پہلے تم سے چڑتی ضرور تھی۔ لیکن میں
نے تم سے نفرت کبھی بھی نہیں کی تھیں، کیونکہ میرے پاس کوئی وجہ نہیں تھا، تم سے نفرت کرنے کا، ہاں مگر یہ ضرور ہوا ہے کہ میری تم سے چڑ تُمھاری اچھائی دیکھ کر ختم ہو گئی ہے۔"

اُسکے گرفت سے نکل کر وہ بیڈ سے اترتی ہوئی بولی۔ تو شازم اُسکی بات سن کر غصے سے بیڈ سے اٹھا اور دروازے کی جانب بڑھا اور دروازہ کھول کر باہر نکلنے سے پہلے پلٹے بغیر سنجیدگی سے کہنے لگا۔

Urdu Novels Ghar

" یاد رکھنا دل یہ جو تمہاری انا ہے ناں، یہ کبھی بھی تمہیں تمہارے من پسند انسان کو حاصل کرنے نہیں دے گی، کیونکہ یہ انائیں ہمیشہ انا پرست انسان کو رولتی ہیں۔۔۔جہاں انا ہو وہاں کبھی محبت پروان نہیں چڑھتی۔کیونکہ محبت صرف انکساری کا نام ہے،اور جھک جانے کا۔۔۔اور تم اپنی اِس نام نہاد انا کو کچل دو۔۔۔دل میں یا تو انا ڈیرہ ڈال سکتی ہے۔یا پھر محبت اور ایک انا پرست انسان کبھی بھی پر سکون نہیں رہتا، کیونکہ وہ اپنی انا کی تسکین کی خاطر محبتوں سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔۔"

اُسے سمجھاتے ہوئے وہ آگے بڑھا اور روم کا دروازہ کھول کر روم سے باہر نکلا اور اُس کے باہر جاتے ہی دلکش روتے ہوئے سوچنے لگی کہ وہ جب بھی اُسکے قریب جانے کی کوشش کرتی ہیں۔تو کیوں ہر بار اُسکا یہ نام نہاد انا اُسے روکتی ہے۔

"اب نہیں بہت ہو گیا مم۔ مجھے اُسی وقت پتہ چل گیا تھا کہ میں بھی تم سے بے پناہ محبت کرتی ہو شاہ۔ جب تم نے اُس بے غیرت انسان کو میرے روم میں بری نیت لیں کر آنے پر تم نے اُسے بری طرح سے مارا تھا، اُسی وقت مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ تم ایک اچھے انسان ہو، لیکن میں جانتی ہو۔ کہ تم مجھ سے بھی کئی گنا زیادہ محبت کرتے ہو۔ تم اپنی جان تو دے سکتے ہو، مگر مجھے چاہنا کبھی نہیں چھوڑ سکتے ہوں۔"

وہ آنکھوں سے بہتے آنسوؤں کو صاف کرتے مسکراتے ہوئے بولی۔ یہ جانے بغیر کہ آگے زندگی اُسکے ساتھ بہت برا کھیل کھیلنے والی ہیں۔

♥□♥□♥□

" سجاول سائیں تم یہاں میرا تماشا دیکھنے آئے ہو نہ کہ میں اِن سنگدل لوگوں کے درمیان یہاں کیسے زندہ جی رہی ہو۔؟؟

زرناب بائی تکلیف سے سرخ ہوتی اپنی نظریں سامنے ٹیبل پر رکھے شراب کی بوتل کو اٹھاتے سجاول پر ڈال کر بولی۔جو کہ شازم کو غصے سے یاد کرتے ہوئے شراب کی پیک پر پیک چڑھا رہا تھا۔

"زرناب بائی تُمہارے پاس ابھی بھی وقت ہے،اگر تم نے میرا ایک کام کیا تو میں تُمھیں یہاں سے نکالنے میں مدد کروں گا،صرف تُمہارے ہاں کرنے سے تم یہاں سے نکل سکتی ہوں۔"

سجاول نے شراب کا گلاس ٹیبل پر رکھتے ہوئے کہا۔توزرناب بائی اُسکی بات پر طنزیہ انداز میں مسکرا کر اُسکے مقابل آکر کھڑی ہو کر کہنے لگی۔

" سجاول شاہ حیرت ہوتی ہے مجھے کہ تم کیسے سید زادے ہو، سید زادے تو تُمہاری طرح آوارہ نہیں ہوتے ہیں اور نا ہی ہوس پرست ہوتے اپنے کزن شازم علی شاہ کو ہی تم دیکھ لو، کہ ہماری پہلی ملاقات میں اُس نے یہ شراب کی بوتل کی جانب تک دیکھا نہیں تھا،اور ایک سجاول شاہ، تم تو شراب ایسے پیتے ہوں جیسے یہ شراب نہیں پانی ہو۔"

وہ شراب کی بوتل کو سامنے دیوار پر بے دردی سے مارتے ہوئے بولی۔ کہ سجاول شاہ ایک دم اٹھ کر اُسے دیکھنے لگا۔جو کہ اب غصے سے اُسکی جانب.بڑھ رہی تھی۔

"یہ تم کک۔ کیا کر رہی ہوں۔؟؟

سرخ نظریں لیے زرناب بائی کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر سجاول شاہ نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"وہی کر رہی ہوں۔ جو مجھے بہت پہلے کر دینا چاہیے تھا۔ تُم جیسے آوارہ انسان کو زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، جو ہم جیسی طوائف کی زندگی برباد کر سکتے ہیں، تو آگے چل کر تم جیسے لوگ کسی شریف زادی کی دنیا بھی اجاڑ سکتے ہوں۔ اِس سے بہتر نہیں ہے، کہ میں تم جیسے گھٹیا انسان کو ہی ختم کر دو۔"

نفرت سے کہتے ہوئے وہ اُسکی جانب بڑھ رہی تھی۔ کہ تبھی اچانک ہی وہاں اِس بار کا مالک اندر داخل ہوتے ہی اُس نے زرناب کو روکتے ہوئے سجاول شاہ کی جانب سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے سرد لہجے میں بولا۔

"یہ وہ چھوٹے سے کوٹھے کی طوائف نہیں ہیں، جو تم سجاول شاہ اُس سے زبردستی کرنے کی کوشش کر رہے تھے، یہاں سب کچھ ہماری لڑکیوں کی مرضی سے ہوتا ہے۔"

زرناب بائی کو سامنے بیڈ پر بیٹھا کر وہ سخت نظروں سے سجاول شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"اگر اپنی سلامتی چاہتے ہو، تو یہاں سے چلے جاؤ ورنہ یہاں کا رول توڑنے کی سزا تمہیں ملا نا تو وہ تُمہارے لئے اچھا نہیں ہو گا۔"

انگلی اٹھا کر وہ اُسے وارننگ دیتے ہوئے کہنے لگا۔

♥□♥□♥□

"کب تک تم اِسی طرح ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہوں گے، اگر کسی دن وہ لڑکی اُس لڑکے کو اڑا کر لیں گئی نا، تو بیٹھ کر افسوس مت کرنا کیونکہ ابھی تو اُسکی وجہ سے اُس شازم نے میرے بیٹے کو اِس حویلی سے باہر نکلا ہے، کل کلاں کو یہ لڑکی ہمیں بھی باہر نکال سکتی ہے۔"

اسوہ شاہ نے سامنے کرسی پر آرام سے بیٹھی ہاجرہ بی بی کی جانب دیکھتے ہوئے غصے سے کہا۔ جو کہ نظریں دیوار پر مرکوز کیے کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

"وہ بھی تو اِسی طرح آسمان میں اڑا کرتی تھیں، مگر پھر کیا ہوا اُسکے ساتھ اسوہ زولفقار شاہ، تمہیں تو اچھے سے یاد ہوگا، کہ ہم نے کیسے مل کر اُسے آسمان سے نیچے زمین پر لا کر گرایا تھا۔"

ہاجرہ بی بی نے مکروہ مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجاتے ہوئے کہا۔تو اسوہ شاہ نے بے زاری سے اُسے دیکھا جو کہ شازم کو کتنے سالوں سے ایک اچھی ماں بن کر اُسے بے وقوف بنا رہی تھی۔

"اچھے سے یاد ہیں،اور یہ بھی پتہ ہے، کہ تم نے مجھے آج تک یہ نہیں بتایا کہ ، تم نے کیوں اُس لڑکے کی اماں کو مارا ہے، دشمنی تو تمہاری اُسکے ابا کے ساتھ تھا، تو پھر تم نے کیوں اُسے ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے۔اِن لوگوں سے چھپا کر۔"

اسوہ زولفقار شاہ کی بات پر وہ غصے سے اٹھتے ہوئے کہنے لگی۔

"اپنی بکواس بند کروں جاہل عورت ورنہ میں تمہیں بھی تمہارے محبوب شوہر کے پاس پہنچادونگی، تمھیں پتہ ہے نا، کہ میں کتنی ظالم اور جابر عورت

ھوں، میں ایک ایسی دائن ہو، جو بہت جلد اپنے بیٹے کو خود اپنے اِن ہاتھوں سے مارے گی، جن ہاتھوں نے اُسے بڑا کیا ہے، اور تم اسوہ شاہ کسی گنتی میں شمار نہیں ہوتی ہو، جو میں تمہیں بخشوں۔"

اُسے گردن سے پکڑے وہ سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔ تو کب سے باہر کھڑے اُنکی باتیں سنتے سید وجاہت شاہ کے ہاتھوں سے اپنے بیٹے کا نام سن کر موبائل نیچے زمین پر گرا جسکی آواز اندر اُن دونوں نے سنا تو وہ گھبراہٹ کے مارے باہر کی جانب بڑھے۔

" جاہل عورت کہا تھا ناں، کہ اپنی زبان بند رکھنا دیکھ لیا اپنی زبان کھولنے کا نتیجہ اب اگر وہ بڈھا شازم کے پاس پہنچ گیا، تو جانتے ہو، وہ ہمارا کیا حال کرے گا، بھلے وہ اِس بڈھے سے چڑتا ہو، لیکن محبت وہ مجھ سے بھی کئی زیادہ اِسی بڈھے سے کرتا ہے۔"

ہاجرہ بی بی نے سامنے سید وجاہت شاہ کی جانب نفرت سے دیکھتے اسوہ شاہ سے کہا جو کہ سامنے سید وجاہت شاہ کو بری طرح سے بھاگتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

♥□♥□♥□

♥♥♥♥♥♥

"تُمھیں کیا لگا سید وجاہت شاہ تم اِس طرح بھاگ کر اپنے آپ کو ہم سے بچاؤ گے۔؟؟

سید وجاہت شاہ جو کرسی پر بے بسی کے عالم میں رسیوں سے باندھا ہوا تھا۔اُسکے نفرت سے کہنے پر اُنھوں نے درد سے سرخ ہوتی اپنی نظریں سامنے کھڑی ہاجرہ بی بی کی جانب اٹھا کر اُنہیں بے بسی سے دیکھنے لگے۔

"کیا کمی رہ گئیں تھی،ہاجرہ بی بی ہم سے جو کہ آپ ہمارے بچوں کے ساتھ اِس طرح کر رہی ہے۔؟؟

اُنہوں درد بھری نگاہوں سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا۔تو وہ اُنکی بات پر تمسخرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہنے لگی۔

"چاچا سائیں یاد ہے ناں آپ کو کہ آپ نے ہمارے بابا سائیں کہ وفات کے بعد ہمارے سر پر اپنا ہاتھ رکھتے ہوئے کیا کہا تھا۔؟یاد نہیں آ رہا نہ آپ کو، ہوں میں تو بھول ہی گئیں تھی کہ آپکو بھلا کیسے یاد ہو گا،آپ تو اُس وقت اپنی نئی نویلی بہو کو دیکھ کر مجھے بھول گئے تھے، کہ آپکی ایک بھتیجی بھی ہے۔جو آپ کے بیٹے کی منگ ہے، مگر آپکو تو بس اتنا یاد تھا، کہ آپکا بیٹا خوش ہے،اپنی بیوی کے ساتھ تو

بھاڑ میں جائے آپ کی بھیجتی اُس سے آپکو کیا۔ کتنا چاہتی تھیں، میں سید علی شاہ کو اور آپ لوگوں نے مجھے کیا دیا دھوکہ۔"

ضبط کے مارے وہ انہیں دیکھتے بولی۔ تو انہوں نے اُسے دیکھا جو اپنے انتقام میں اندھی سب کچھ رشتے ناطے بھلائے بیٹھے ہوئی تھی۔

"ہاجرہ بی بی تم نے میرے بیٹے اور بہو پوتی کے ساتھ تو برا کیا ہے۔ لیکن اب میں تمھیں اپنے پوتے کے ساتھ برا کرنے نہیں دونگا۔ تم تو اپنے انتقام میں یہ تک بھول گئی ہو، کہ میں تمہارے باپ کا بھائی ہو۔"

غصے سے اُنکی آنکھیں سرخ تھی۔ جسے دیکھ کر ہاجرہ تمسخرانہ مسکان چہرے پر سجا کر کہنے لگی۔

"کوئی فائدہ نہیں وجاہت حسین شاہ تم اپنے پوتے کو نہیں بچا سکتے، وہ اور اُسکی بیوی آج شہر کے لئے نکلے گے۔ لیکن وہ لوگ شہر نہیں سیدھا قبرستان پہنچے گے۔"

اُسکی بات پر وجاہت شاہ فریز ہو کر رہ گئے تھے۔اور اُنہیں شاکڈ دیکھ کر ہاجرہ نے زوردار قہقہہ لگاتے ہوئے اُن کے سر پر زور سے ضرب لگاتے ہوئے اُس نے انہیں بے ہوش کیا۔

❤❤❤❤❤❤

"شاہ آپ ابھی تک مجھ سے خفا ہے۔؟؟

وہ آنکھیں مایوسی سے اُسکے خوبرو چہرے پر ڈال کر بولی۔شازم جو ڈرائیو کر رہا تھا۔اُس نے خاموشی سے اُسے دیکھا اور پھر سے اپنی ساری توجہ سامنے سڑک پر مرکوز کر دیا۔

"شاہ آپ اِس طرح غصے میں مجھے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے، بلکہ آپ ہنستے ہوئے مجھے اپنے سے لگتے ہیں۔پلیز آپ یہ خفگی چھوڑ کر ایک بار صرف ایک بار مجھے دیکھ کر مسکرائے تو میں سمجھوں گی، کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔مم۔میں بہت شرمندہ ہوں۔اپنے اِس دن کے رویے پر آپ کو اپنا سمجھ کر بھی میں نے آپ کو اجنبی کر دیا تھا۔"

وہ اسٹیئرنگ پر رکھے اُسکے ہاتھ پر اپنا نازک ہاتھ رکھ کر خوبصورت آسودہ مسکان اپنے ہونٹوں پر سجا کر بولی۔تو شازم نے غصے سے اپنے دوسرے ہاتھ سے اُسکا نازک ہاتھ ہٹاتے ہوئے کہا۔

"تمارے یہ آپ جناب سے کام نہیں چلے گا،اور مجھے بٹر لگانے کی ضرورت بھی نہیں ہے، کیونکہ میں اب پگھلنے والوں میں سے نہیں ہو۔"

اُسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے بولا۔ کہ اُس کے سنگدلی سے کہنے پر اُسکی آنکھوں سے آنسوں گالوں پر بہنے لگے تھے۔

"میں نے غلطی نہیں گناہ کیا ہیں، اپنے شوہر کو بہت زیادہ تنگ کر کے اُسے تکلیف پہنچا اذیت دے کر جس کی سزا مجھے، شاہ آپ کی خفگی کی صورت میں مل رہا ہے۔"

وہ روتے ہوئے اپنا چہرہ نیچے جھکا کر کہنے لگی۔ تو شازم اُسکے رونے پر جلدی سے گاڑی سائیڈ پر روکے آگے کو جھک کر اُسکا چہرہ اوپر اٹھا کر نرمی سے بولنے لگا۔

"دلکش یہ انا انسان کی زندگی کو برباد کر کے رکھ دیتی ہے۔اور انسان جب اپنا اہم رشتہ اِس انا کے پیچھے گنواتا ہے ناں تب اُس انسان کو عقل آتی ہیں، کہ وہ اِس انا کی وجہ سے کیا کچھ کھو چکا ہے۔"

اُسکے دونوں گالوں کو نرمی سے سہلاتے ہوئے بولا تھا۔دلکش نے اُسے نم آنکھوں سے دیکھا جو کہ اُسکے چہرے کو محبت سے دیکھ رہا تھا۔

"آہہہہ۔"

وہ دونوں ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔کہ تبھی شازم کو اپنے سینے میں ایک چبن سی محسوس ہونے لگی۔تو وہ اُسے گاڑی سے باہر نکل کر سامنے درخت کی جانب اپنے قدم بڑھانے لگا۔

"شاہ۔"

دلکش اُسے گاڑی سے باہر اترتے ہوئے دیکھ رہی تھی، کہ اُسکے سفید قمیص پر خون دیکھ کر وہ تڑپ کر اُسکا نام پکارتے ہوئے تیزی سے گاڑی سے باہر نکلتے ہی اُسکی جانب بڑھی۔

"دل چلی جاؤ تم یہاں سے مجھے لگ رہا ہے، کہ مجھ پر یہ فائر سائیلنسر لگی پستول سے کیا گیا ہے، ہمارا دشمن یہی کہیں چھپا ہوا ہے۔"

سینے پر ہاتھ رکھتے وہ نیچے زمین پر گرتے ہی ضبط سے اپنے لبوں کو بھینچ کر کہنے لگا۔ دلکش نے روتے اُسے دیکھا جو نیچے زمین پر گرا ضبط سے اپنے لبوں کو بھینچ

کہ وہ تکلیف سے اپنے سینے سے بہتے خون کو بہنے سے بچانے کے لیے سختی سے اپناہاتھ رکھے ہوئے تھا۔

"نہیں شاہ میں اِس حال میں آپکو ہر گز نہیں چھوڑو گی۔"

دلکش اُسکے چہرے کو پکڑ کر شدت سے روتے ہوئے بولی۔ تو شازم نے تکلیف سے سرخ ہوتی نظریں اُس کے چہرے پر ڈال کر اپناہاتھ آگے بڑھایااور اُسکے چہرے پر اپناہاتھ رکھ کر وہ اُسے محبت سے دیکھنے لگا۔

"نن۔ نہیں شاہ آنکھیں بند مت کرنا پلیز نہیں۔۔"

دلکش نے اُسکے گالوں کو زور سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ تو شازم جو آنکھیں بند کررہا تھا اُس نے اپنی آنکھیں بمشکل کھولی کہ پیچھے کھڑے شخص کو دیکھ وہ دلکش

کو اپنے آگے سے ہٹانے کی کوشش کرنے لگا، لیکن بہت دیر ہو چکی تھی وہ شخص آگے بڑھا اور زور سے دلکش کے سر پر کسی چیز سے وار کرتے اُس نے اسے بے ہوش کیا۔

❤❤❤❤❤❤

"مٹل کیا ہوا تم اتنے گھبرائے ہوئے کیوں لگ رہے ہوں۔؟؟

ہاجرہ بی بی اور اسوہ شاہ کال کوٹھری سے جہاں انہوں نے وجاہت حسین شاہ کو چھپایا ہوا تھا وہاں سے آکر وہ لوگ لاؤنج میں بیٹھے چائے پے رہے تھے اور اپنے اگلے پلان کے بارے میں باتیں کر رہے تھے۔ کہ مٹل کو گھبراتے ہوئے باہر کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھ کر وہ دونوں حیرانی سے اس سے پوچھنے لگے۔

"وہ ہاجرہ بی بی شازم سائیں اور دلکش بی بی پر کسی نے جان لیوا حملہ کیا ہے۔ میں ہاسپٹل کے لیے نکل رہا ہوں۔"

مٹل نے پریشانی سے اُنہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ تو وہ دونوں یہ خبر سن کر اپنے دل میں خوشی محسوس کرنے لگے، لیکن ہاجرہ بی بی نے اپنے جذبات سنبھال کر ایک ماں کا رول پلے کرتے ہوئے مصنوعی آنسو اپنی آنکھوں میں پر لا کر بولی۔

"کک۔ کیا ہوا ہے میرا بیٹا تو ٹھیک ہے ناں۔؟؟

اسوہ شاہ کے کندھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ اپنے لہجے میں پریشانی سمو کر بولی، تو اسوہ ذوالفقار شاہ اُسکی ایکٹنگ پر اُسے داد دینے لگی۔

"اسوہ بی بی آپ ہاجرہ بی بی کو سنبھالے اُنکی طبیعت بگڑ سکتی ہیں۔"

مٹل نے گھبراتے ہوئے اسوہ شاہ کو کہا۔تو اسوہ شاہ نے اُسے دیکھا جو اب وجاہت حسین شاہ کے روم کی جانب.بڑھ رہا تھا۔

"ڈراما کوئین اب جاؤ اُسے روک ورنہ اگر تمہارے بیٹے کے اِس چمچے کو ہماری اصلیت پتہ چل گئی نہ تو یہ ہمیں اپنے مالک سے پہلے اوپر پہنچا دے گا۔"

اسوہ ذولفقار شاہ نے بیزاری سے اُسے دور کرتے ہوئے کہا،تو ہاجرہ نے زوردار چیخ کر کہا۔

"آہہہ اسوہ میرا بچہ مجھے میرے بچے کے پاس لیں چلوں ابھی پتہ نہیں میرا بیٹا کیسا ہو گا اور دلکش بیٹی پتہ

نہیں کیسی ہو گی۔؟؟

وہ نیچے زمین پر گر کر روتے ہوئے کہنے لگی، مٹل جو وجاہت شاہ کے روم کی جانب جارہا تھا۔اُسکی آواز پر وہیں کھڑا اُسے دیکھنے لگا۔

"ہاجرہ بی بی آپ فکر مت کرے سائیں اور بی بی جلد ٹھیک ہو کر گھر آ جائے گے، بلکہ میں اُنہیں لیں کہ آپ کے پاس آؤں گا۔"

مٹل نے ادب سے اپنا سر جھکا کر کہا، تو اسوہ شاہ نے ہاجرہ کو مسکراتے ہوئے دیکھا جیسے کہہ رہی ہوں سائیں کے دشمن یہ کبھی بھی ہونے نہیں دے گا۔

"تم نے پتہ لگایا یہ کس کا کام ہے، کیونکہ میرے آدمیوں نے مجھے کہا ہے۔ کہ یہ انکا کام نہیں ہے، تو آخر یہ کون ہے جو شازم کا جانی دشمن ہے۔"

ہاجرہ نے اسوہ شاہ کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا، تو اسوہ شاہ نے تنفر سے اُسے دیکھتے ہوئے کہا

"ڈائن تم ہو اور پوچھ مجھ سے رہی ہوں، مجھے کیا پتہ کہ تمہارے اُس نقلی بیٹے کو اور اُسکی بیوی کو کس نے گولیاں ماری ہے اور اگر اتنا ہی شوق ہے، تو جا اور جا کر پتہ لگاؤ، کہ اُنہیں کس نے مارنے کی کوشش کی ہے۔ ویسے تم کیوں پتہ لگا رہی ہوں۔ جس نے مارا ہے۔ ہمارا کام اور آسان کر دیا ہے۔"

اسوہ ذولفقار شاہ کی بات پر وہ اپنا سر ہلاتے ہوئے کہنے لگی۔

ٹھیک کہہ رہی ہوں، مگر اسوہ شازم مضبوط اعصاب کا مالک ہے، اپنی موت سے لڑ کر بھی آ جائے گا، اِس حویلی میں اور میں اُسے دوبارہ اِس حویلی میں نہیں چاہتی ہوں۔

ہاجرہ نفرت انگیز لہجے شازم کے بارے میں سنگدلی سے کہنے لگی۔ تو اسوہ شاہ اُسے سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو اب کیا کرنا ہے۔؟؟

سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھتے ہوئے وہ پوچھنے لگی، تو ہاجرہ فضا میں اپنی نظریں ڈوراتے ہوئے بولی۔

Urdu Novels Ghar

"دعا کروں کہ وہ کومے میں چلا جائے، وہ کومے میں چلا جائے گا اور پھر ہم ایک ڈاکٹر کو اپنے ساتھ ملا کر اُسے غلط دوائیوں کی مدد سے موت کی وادی میں پہنچا دے گے۔"

وہ شاطرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے بولی، تو اسوہ شاہ نے اُسے مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھا۔

❤❤❤❤❤

"اماں حضور وہ آپ کے شوہر کا بھتیجا بچ گیا یا مر گیا سالا بہت اونچی اڑان بھر رہا تھا، سالے کو میں نے بہت اچھا سبق سیکھایا مجھ سے ٹکر لینے کی کوشش کر رہا تھا۔"

سجاول شاہ دوسرے دن چھپ کہ سے حویلی میں داخل ہوتے ہی سیدھا اپنی ماں کے پاس پہنچا تو اسوہ شاہ نے جب اُسے اپنے روم میں دیکھا تو آگے بڑھ کر وہ اُسکے سینے سے لگ کر روتے ہوئے اُسکے اتنے دنوں غائب رہنے کے بارے میں پوچھنے لگی کہ وہ اتنے دنوں کہاں تھا۔اسوہ شاہ کے پوچھنے پر وہ غصے سے کہنے لگا۔

"کیا بیٹا یہ سب تم نے کیا ہے۔اُسے اور اُسکی بیوی کو تم نے مارا ہے۔ چلوں جو بھی تم نے کیا اچھا کیا وہ ذلیل انسان مر تو جائے گا،اور اگر نہیں مرا تو ہم اُسے مار دے گے۔"

وہ نفرت سے کہنے لگی،تو سجاول شاہ نے حیرت سے اُنکی جانب دیکھا۔

"مطلب اماں حضور آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے، جو شازم کا جانی دشمن ہے۔ جو اُسے خوش دیکھنا نہیں چاہتا اور وہ اُسی حویلی میں موجود ہے۔"

سجاول شاہ نے کہا، تو اسوہ شاہ مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلانے لگی۔

"ہاں میرے بچے وہ ہم سے بھی کئی زیادہ نفرت کرتا ہے اُس شازم سے اور وہ کوئی اور نہیں اُسکی اپنی ہے۔"

اپنے پیچھے آواز سن کر وہ دونوں یکدم سے پلٹ کر پیچھے دیکھنے لگے، جہاں ہاجرہ اپنے چہرے پر سخت تاثرات سجائے کھڑی تھی۔

"ہاجرہ بی بی آپ۔؟؟

سجاول شاہ کو جھٹکا لگا اُسے بالکل بھی یقین نہیں ہو رہا تھا کہ وہ شازم کے لیے اپنے دل میں نفرت رکھتی ہیں۔

"ہاں میں اور یہ نفرت اُسکی ماں کی وجہ سے میرے دل میں پیدا ہوئی ہیں۔ جو کبھی ختم نہ ہونے کے لئے اتنی

نفرت کرتی ہوں۔ میں اُس سے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ

میں اُسے جان سے مار دوں۔"

نفرت انگیز لہجے میں کہہ کر وہ سجاول کی جانب دیکھنے لگی جو کہ ابھی تک ساکت کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔

"خیر جو بھی ہے۔ لیکن ابھی اِن سب باتوں کو چھوڑ کر ہمیں اپنے پلان پر توجہ دینی چاہیے تا کہ وہ زندہ ہو کر یہاں دوبارہ ہماری زندگی میں نہ آئے۔اُس بڈھے کو ہم

آج ہی اُسے اُسکے اصل ٹھکانے پہنچانا ہے۔اور اُسکے

بیٹے کو بھی۔"

اسوہ شاہ کو دیکھتے ہوئے وہ سخت لہجے میں کہنے لگی۔ تو سجاول شاہ نے اپنی حیرت کو مٹا کر اُن دونوں کی جانب دیکھا جواب آگے کا لائحہ عمل طے کر رہی تھی کہ آگے انہیں کیا کرنا ہے۔ مگر وہ شاید بھول گئی تھی۔ کہ آگے اُنہیں بہت بڑا دھچکا لگنے والا ہے۔ مگر کس کی جانب سے یہ آنے والا وقت بتائے گا۔

❤❤❤❤❤❤

"کہاں چلے گئے وہ دونوں اسوہ شاہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ اُنہیں اکیلا مت چھوڑو لیکن تم کم عقل عورت کہاں میری باتیں سنتی ہو۔"

ہاجرہ اور وہ ماں بیٹے جب حویلی کے اُس جگہ پہنچے جہاں وجاہت شاہ اور علی شاہ تھے، وہ جب وہاں اِنہیں مارنے کے ارادہ سے گئے تو اُنہیں وہاں نا پا کر ہاجرہ نے غصے سے اسوہ شاہ کو کہا۔

"مجھے کیا پتہ کہ یہ دونوں باپ بیٹے یہاں سے بھاگ جائے گے، ویسے ہاجرہ ماننا پڑے گا تمہارے خاندان کے مرد اور عورت دونوں طاقت اور عقل کے معاملے میں تیز ہے۔"

اسوہ ذولفقار شاہ نے چڑتے آخر میں اُسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا، تو ہاجرہ اُسے غضبناک تیور لئے اُسے سخت نظروں سے گھورنے لگی۔

"مگر افسوس کہ یہ خاندانی طاقت اور عقل تُمھارے اِس بے کار بیٹے کو نہیں ملا آج اگر اِس کے پاس یہ دونوں ہوتے نہ تو مجھے تم کم عقل عورت کو اُن دونوں پر نظر رکھنے کے لیے نہ کہتی بلکہ اِسے کہتی اور یہ اچھے سے تو یہ کام کرتا۔"

ہاجرہ نے سجاول شاہ کی جانب دیکھ کر کہا، جو بیزاری سے وہاں کھڑا اِن دونوں کی باتیں سن رہا تھا اور ایک بات سوچ رہا تھا جو کب سے اُسے کھٹک رہا تھا۔

"ہاجرہ بی بی اُس دن آپ نے کہا تھا، کہ شازم کے بابا پاگل ہے وہ اپنا اچھا اور برا نہیں سوچ سکتے اور وجاہت شاہ اتنے زخمی ہے کہ اٹھ بھی نہیں سکتے تو پھر وہ دونوں کیسے یہاں سے نکلے ہیں۔؟

وہ پر سوچ نظروں سے ہاجرہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ تو اُسکی بات پر وہ دونوں جو ایک دوسرے کو بری

طرح سے گھور رہے تھے۔اب اِس بارے میں سوچنے لگے۔

"ہاں یہ ہم نے تو نہیں سوچا وہ اِس طرح بھاگ نہیں سکتے اور اِس جگہ سے تو بلکل بھی نہیں ہو نا ہو اُنہیں کسی اور نے نکالا ہو گا۔"

ہاجرہ نے اسوہ کی جانب دیکھا تو وہ خوف محسوس کرنی لگی۔

"ہاجرہ کہیں وہ شازم تو نہیں اُسے ہمارے بارے میں تو پتہ نہیں چلا کہ ہم نے اُسکی ماں اور بہن کو مارا ہے،اور اُسکے باپ کو اِس جگہ چھپا کر رکھا ہے۔"

اپنی خوف ہاجرہ اور سجاول کے سامنے ظاہر کرتے ہوئے بولی۔ تو ہاجرہ نے نہ میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ مجھے مٹل نے کال کیا ہے ابھی تھوڑی دیر پہلے کہ وہ کومے میں چلا گیا ہے

وہ کومے میں چلا گیا ہے تو یہ کام کسی اور کا ہے اور

وہ مجھے پتہ ہے کون ہے۔

"لڑکی اگر چاہتی ہوں کہ تمہارا شوہر زندہ بچ جائے تو اُسکے ہوش میں آنے سے پہلے تم یہاں سے چپ چاپ چلی جاؤ ورنہ بھول جاؤ اپنے شوہر کو کیونکہ میں اُسے زندہ نہیں چھوڑو گی۔"

دلکش ہوش میں آتے ہی اپنے اوپر جھکی اُس عورت کو حیرانی دیکھنے لگی جسے شازم بہت چاہتا تھا اور وہ عورت اپنے منہ سے شازم کا نام اتنی نفرت سے لے رہی تھی۔ کہ اُسے یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

"آپ ہاجرہ بی بی۔؟؟

وہ بمشکل بولی، کہ ہاجرہ مزید اُسکے چہرے پر جھک کے اُسے جبڑے سے پکڑ کر سخت لہجے میں کہنے لگی۔

"ہاں میں سخت نفرت کرتی ہوں۔ تمہارے شوہر سے اور اُسکے دادا سے اور ایک راز کی بات بتاؤ میں تُمھیں اُسکی ماں اور چھوٹی سی پیاری سی بہن کو بھی میں نے مارا ہے، میری دشمنی تو اُسکی ماں کی وجہ سے ہی شروع

ہوئی تھی۔اُس عورت نے میرے علی کو مجھ سے چھینا تھا۔تو بھلا میں کیسے اُسے زندہ رہنے دیتی مار دیا میں نے اُسے

اور اُسکی بیٹی کو بیٹے کو اِس لیے چھوڑ دیا تاکہ میں اُس کے دل میں وجاہت حسین شاہ اور اُسکی ماں کے لیے نفرت پیدا کرو مگر وہ اتنا نرم دل نکلا بلکل اپنے ماں باپ کی طرح جسے نفرت کرنے سے ہی نفرت ہونے لگی تھی۔"

اُس نے شازم کے ماں باپ اور دادا کے بارے میں کہا، کہ دلکش کو اُسکی بات پر اب کے وہ اُسے غصے سے

دیکھنے لگی۔

"ہاجرہ بی بی تم اتنی گر جاؤ گی میں سوچ بھی نہیں سکتی وہ شخص جو تُمھیں اپنا سب کچھ مانتا ہے، تم نے اُسے ہی دھوکہ دیا تف ہے تم پر ارے تُم تو ماں کہلانے کے لائق بھی نہیں ہوں۔"

شدید نفرت سے اُسے دیکھتے ہوئے وہ غصے سے بولی، تو ہاجرہ نے زور دار تھپڑ اُسکے چہرے پر مارتے ہوئے کہا۔

" بس بہت ہو گیا لڑکی بہت بکواس کر لیا تم نے اب یہاں سے فوراً نکل جاؤ ورنہ تم اپنے شوہر کی موت کی وجہ بن جاؤ گی. "

اُسکے گالوں کو سختی سے پکڑے وہ کہنے لگی، تو دلکش نے غصے سے اپنے گال پر رکھے اُسکے ہاتھ جھٹک کر نفرت سے کہا۔

" نہیں جاؤ گی گھٹیا عورت تمھیں جو کرنا ہے کر لوں مگر میں اپنے شوہر کو اِس حال میں اکیلا نہیں چھوڑو گی۔ "

اُسے نفرت انگیز سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ تو ہاجرہ نے اُسے ایک اور تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"لڑکی یہ دیکھو تُمہارا شوہر میرے ایک اشارے میں موت کی طرف جا سکتا ہے، یہ جو ڈاکٹر کی ٹیم ہے ناں یہ سب میرے ہیں یہاں اِس ہاسپٹل کے نہیں سمجھی تُمھاری نہ تمہارے شوہر کی جان لے سکتی ہیں۔"

پیچھے کی جانب چل کر وہ بری طرح سے کھڑکی سے پردے ہٹا کر کہنے لگی، تو دلکش دوسری جانب شازم نے اوپر جھکے بہت سے ڈاکٹروں کو دیکھنے لگی، جو اُسی جانب دیکھ رہے تھے۔

"نن۔ نہیں تم ایسا نہیں کر سکتی بلکل بھی نہیں۔"

آنکھوں سے آنسوں اُسے اِس حالت میں دیکھ کر پھسلنے لگے تھے، جسے صاف کرتے وہ اُس عورت سے کہنے لگی۔

"کر سکتی ہوں، اگر تم نے میرا کہا نہیں مانا لڑکی۔"

اُسے بغور دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔ تو دلکش نے دل پر پتھر رکھ کر اپنے شازم سے جدا ہونے کا فیصلہ کیا اور اُس
عورت کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے لگی۔

" ٹھیک ہے اگر میرے دور ہونے سے شازم کی جان بچ سکتی ہے تو میں خوشی سے اپنے دل میں اُسکی یادیں لے کر اُس سے دور ہو نا چاؤ گی۔"

وہ اپنی آنکھوں سے بہتے آنسوں کو صاف کرتے ہوئے کہنے لگی، تو ہاجرہ اُسکی بات پر مسکرانے لگی تھی۔اور یہ مسکراہٹ اُسکی زندگی کی آخری مسکراہٹ بننے والی تھی۔ جسکی اُسے خبر نہیں تھیں۔

❤❤❤❤❤❤❤

"نہیں وہ ایسا نہیں کر سکتی میرے ساتھ آپ جھوٹ بھول رہی ہے۔وہ مجھے اِس حالت میں چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔"

اپنے ہاتھوں سے ڈرپ کھینچتے جنونی انداز میں بول کر وہ بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا، تو اُسے اِس طرح تڑپتے ہوئے دیکھ کر ہاجرہ نے آگے بڑھ کر اُسے قابو کرنا چاہا مگر اُس نے غصے سے اُسکے ہاتھ جھٹکے تھے۔اور اِس کے اِس حرکت پر وہ بے یقینی سے اُسے دیکھنے لگی تھی۔

"ہاتھ مت لگائے آپ مجھے وہ گئی نہیں ہے بلکہ آپ نے اُسے مجبور کیا ہے، وہ مجھ سے اور میری زندگی سے چلی جائے لیکن آپ ایک بات اپنے ذہن میں بیٹھا لے کہ دل میری

زندگی ہے۔اگر اُسے کچھ بھی ہوا نہ تو میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں گا۔"

غصیلی آواز میں کہتے ہی اُس نے بے دردی سے ڈرپ اپنے ہاتھوں سے کھینچ کر دور اچالتے ہوئے خود بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگا، تو مٹل نے تیزی سے آگے بڑھ کر اُسے سہارا دیا۔

"مٹل پتہ کروں کہ ہم پر حملہ کس نے کروایا اور اگر اِس حملے کے پیچھے اگر میری فیملی سے کوئی بھی ملوث

ہوا میں اُسے زندہ نہیں چھوڑو گا۔"

وہ اپنے زخمی سینے پر ہاتھ رکھے ہاجرہ کی جانب دیکھتے ہوئے کہنے مٹل سے کہنے لگا۔ تو اُسکی بات پر پہلی بار ہاجرہ کے چہرے پر خوف کے سائے پھیلنے لگے تھے۔

"سائیں آپ آرام کریں دیکھیں آپ کا خون پھر سے بہہ رہا ہے۔ میں ڈاکٹر کو بلا کر آتا ہوں۔"

مٹل نے اُسے واپس بیڈ کی جانب لے جانے کے لیے اُس سے کہا تو اُس نے سختی سے منا کرتے ہوئے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے۔

"مجھے یہاں سے نکلنا ہو گا ورنہ شازم کے تیور سے لگ رہا ہے، کہ وہ مجھے نہیں چھوڑے گا، اِس جنونی انسان کو اگر پتہ چل گیا کہ میں ہی اُسکے ماں باپ کی قاتل ہوں تو وہ بھول جائے گا، کہ بچپن میں، میں نے اُسے ایک ماں کی طرح سنبھالا ہے۔"

وہ گھبراتے ہوئے خود سے کہنے لگی، یہ جانے بغیر کے شازم ابھی بھی اِس

ہاسپٹل میں موجود ہے۔اور اگر اُس نے سن

لیا تو وہ اُسے یہاں سے زندہ نہیں چھوڑے گا۔

❤❤❤❤❤❤❤

" سجاول شاہ تمہاری اتنی ہمت کیسے ہوئی مجھے گولی مارنے کی اپنے بڑے بھائی کو

ہاں کیوں بتاؤ مجھے ،اور

تم کیوں بھول گئے تھے، کہ ہم ایک ہی خون کے ایک ہی

خاندان کے ہیں۔؟؟

اپنے لبوں سے خون صاف کرتے شازم نے اپنی سرخ نظریں اوپر اٹھا کر اپنے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھے سجاول شاہ کی جانب دیکھا۔

"میں نے تمہارے لئے اُس بازاروں عورت کو یہاں سے بھیجا تا کہ تمہاری زندگی برباد نہ ہو سکے، مگر تم نے انتقام میں یہ بھول گئے، کہ میں تم سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ پاگل وہ جو سب کچھ میں کرتا تھا ناں۔ وہ صرف تمہیں اور چاچی سائیں کو تنگ کرنے کے لئے کرتا تھا۔"

آگے چل کر اُسکے گالوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے تھام کر وہ پیار سے کہنے لگا۔ تو سجاول شاہ نے شرمندگی سے اپنی نظریں جھکائی تھی۔

" میرے بھائی تم نے میرے ساتھ جو کچھ بھی کیا وہ تو میں معاف کر سکتا ہوں۔ مگر میری دل کو تم نے تکلیف پہنچایا وہ میں کبھی معاف نہیں کر سکتا ہوں۔"

اب کے اُسکی گرفت اُسکے گال پر سخت ہوتی چلی گئی تھی جس کی وجہ سے سجاول شاہ تڑپ کر زور زور سے چیخنے لگا۔

" بب۔ بھائی مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہوئی جو میں اماں حضور کی باتوں میں آکر یہ سب کرتا چلا گیا اُنہیں نے جو بچپن سے میرے دل میں جو نفرت کی بیج

بویا تھا۔ وہ میری جوانی میں تناور درخت بن چکا تھا۔

کہ میں غلط اور سہی کی پہچان کیے بغیر وہ سب کرتا

چلا گیا جو مجھے میرے اِس نفرت نے کروایا۔"

نظریں نیچے جھکا کر وہ اپنی تکلیف بھولا کے کہنے لگا۔تو شازم نے اُسے بے دردی سے پیچھے کی جانب دھکا دیا اور خود کھڑا ہو گیا۔

"اب میں صرف چار لوگوں پر اعتبار کر سکتا ہوں۔کیونکہ جن پر میں نے اعتبار کیا تھا۔اب وہ میری نظروں میں گر چکے ہیں۔اب میں اُنہیں اعتماد کے لائق بھی نہیں سمجھتا۔"

تکلیف کے مارے سرخ آنکھیں اُس پہ ڈال کر وہ کہنے لگا،تو سجاول شاہ نے اپنے دونوں ہاتھ اُسکے آگے جوڑے تو وہ اُنہیں نظرانداز کرتے مٹل کو اشارہ کیا تو وہ آگے بڑھ کر اُس کے اوپر مٹی کا تیل چھڑکنے لگا۔

" مجھے دھوکہ دینے والوں کا انجام یہ ہوتا ہے۔اب اُن دونوں کا بھی انجام یہی ہو گا جہاں بھی چھپے ہیں وہ دونوں اُن کو ڈھونڈ کر میرے سامنے لے کر آنا مٹل۔"

اپنی کار سے باہر جلتے ہوئے اپنے کراچی کے مہنگے پلیٹ کی جانب نفرت سے دیکھتے وہ سرد لہجے میں کہنے لگا۔تو مٹل نے ہاں میں سر ہلایا۔

❤❤❤❤❤❤❤

" کیسی ہے مس ہاجرہ شاہ بہت ترقی کر لی ہے۔ مگر کیا فائدہ اتنی ترقی کا جب اِن سب کو سنبھالنے والا ہی مر جائے گا،

اور پیچھے کوئی نہیں ہو گا اِس آفس کو سنبھالنے والا۔ شکر ہے کہ تمّہیں وجاہت حسین شاہ نے پڑھایا ورنہ آج تم ایک مل اونر نہیں بلکہ ایک فقیر کی حیثیت سے اِس شہر میں گومتی۔"

دو سال بعد شازم اُس عورت کو اپنے سامنے دیکھ کر طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہنے لگا، جو کئی سے بھی وہ ہاجرہ بی بی نہیں لگ رہی تھی جو پردہ کرتی تھی۔ یہ جو اُس کے سامنے بیٹھی تھی یہ اُسے کوئی ہائی سوسائٹی کی ماڈرن عورت لگ رہی تھی۔

"مسٹر عارف آپ نے مجھے جس میٹنگ کے لیے یہاں بلایا تھا کیا وہ ہم جلد شروع کریں میرے اور بھی بہت سی جگہوں پر میٹنگ ہیں۔"

ہاجرہ نے اُسے نظر انداز کر کے عارف انڈسٹری کے چئیر مین کی جانب دیکھا جو اُسے پر سرار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"نو مس ہاجرہ شاہ وہ پروجیکٹ ہم نے ہمارے جانے مانے ایم این اے کو دے دیا ہے۔ جو اِس وقت ہمارے بیچ میں بیٹھا ہوا ہے۔ کیوں مسٹر شازم علی شاہ۔؟؟

اُسکی جانب دیکھتے ہوئے عارف صاحب نے کہا۔ جواب کے خوفزدہ نظر آ رہی تھی۔ شازم اُسکے چہرے پر خوف پھیلتے دیکھ مسکراتے ہوئے اپنا سر ہاں میں ہلانے لگا۔

"مسٹر عارف خان یہ پروجیکٹ لگتا ہے، مس ہاجرہ شاہ کے لیے بہت اہم تھا جو میں نے اُن سے چھین کر اچھا نہیں کیا سنا ہے اُنھوں نے اپنی جما پونجی اِس پروجیکٹ کو حاصل کرنے کے لیے لگائی ہیں۔"

اُسے بغور دیکھتے ہوئے وہ عارف صاحب سے کہنے لگا۔ تو ہاجرہ نے وہاں سے اٹھتے ہوئے دروازے کی جانب اپنے قدم بڑھائے۔

"تھینکس مسٹر شاہ مجھے بہت شوق تھا آپ کے ساتھ کام کرنے کا اور آج آپ نے ہم سے پارٹنرشپ کر کے مجھے بہت خوش کر دیا ہیں۔"

عارف صاحب نے خوشی سے اُسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"عارف صاحب تھینکس میرا انہیں مس ہاجرہ شاہ کا ادا کریں کیونکہ اُنکی وجہ سے آج میں یہاں آپ کے آفس میں بیٹھا ہو۔بہت حساب رہتے ہیں انکی جانب سے جنہیں اُنہیں سود سمیت مجھے لوٹانا پڑے گا۔"

کافی کے کپ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے وہ کہنے لگا۔ نظرین ہنوز دروازے کی طرف مرکوز تھی جہاں سے ابھی وہ نکل کر گئیں تھی۔

"میم آپ سے مسٹر شازم علی شاہ ملنا چاہتے ہیں۔؟؟

ہاجرہ ابھی ابھی عارف خان کے آفس سے سیدھا اپنے آفس پہنچی ہی تھی کہ اُسکی سیکرٹری نے اُسکے روم میں داخل ہو کر کہا۔

"اُن سے کہو کہ میم ابھی بہت بزی ہے۔اور وہ انتظار کرنے کا بولے تو منا کر دو میں نہیں چاہتی وہ یہاں میرے آفس میں دو منٹ بھی رہے۔"

وہ غصے سے اپنے ہاتھوں کو بھینیچتے ہوئے چیخ کے کہنے لگی۔تو اُسکی سیکرٹری سر ہلا کر باہر نکلی لیکن دوسرے
ہی لمحے وہ ڈرتے ہوئے دوبارہ اندر داخل ہو کر کہنے لگی۔

" میم وہ کہہ رہے ہیں۔اگر آپ بزی ہونا چاہتی ہے تو شوق سے ہو جائے لیکن جو آپکا گھر جل رہا ہے نا اُسے اپنی بزی روٹین سے نکال کر ایک نظر دیکھ لیں. "

اپنی سیکرٹری کے منہ سے اُسکا پیغام سن کر وہ فریز ہو کر رہ گئی تھی۔ تبھی جلدی سے وہ اپنے گھر کا نمبر ڈائل کرنے لگی بیل مسلسل جا رہی تھی لیکن فون کوئی اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔اچانک ہی وہ اپنے لیپ ٹاپ آن کر کے اپنے گھر کی سی سی ٹی وی وڈیو دیکھنے لگی جہاں واقعی میں اُسکا گھر بری طرح سے جل رہا تھا۔

"نہیں تم اُسے اندر بھیجوں ابھی اِسی وقت۔"

وہ اپنا سر پکڑ کر ہڑبڑا کر اٹھتے ہوئے بولی۔

"اوکے میم. "

سیکرٹری اپنا سر ہاں میں ہلا کر باہر نکلی اور وہ واپس اپنی کرسی پر گرنے کے سے انداز میں بیٹھ کر اپنا سر

پکڑ کر لیپ ٹاپ میں نظر آتے اپنے جلتے ہوئے گھر کو

دیکھنے لگی۔

"کیسا لگا مس ہاجرہ شاہ میرا یہ سرپرائز۔"

وہ فاتحانہ انداز میں مسکراتے ہوئے اندر داخل ہو کر کہنے لگا۔ تو اُس نے اپنی سرخ آنکھیں اوپر اٹھا کر اُسے دیکھا جو اپنے چہرے پر فاتح مسکان ہونٹوں پر سجائے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"اچھا نہیں کیا شازم علی شاہ تم نے میرے ساتھ یہ گھر میں نے دو سال لگا کر محنت سے بنایا اور تم نے اُسے ایک ہی منٹ میں آگ کی نذر کر دیا۔"

وہ غصے سے اُسے دیکھتے ہوئے بولی، تو شازم نے سختی سے آگے جھک کر ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

"مس ہاجرہ شاہ جو تم نے میرے گھر کو جلایا وہ یاد ہے تمہیں یا نہیں تُمھیں کیا لگا تم مجھے دھوکہ دو گی تو پکڑی نہیں جاؤ گی۔ اور میں تُمھیں اپنی ماں سمجھ کر معاف کر دونگا۔ نہیں ہاجرہ بی بی نہیں میری ماں صرف ایک تھی اور وہ گیتی آرا تھی۔ جسکا تم نے بے رحمی سے قتل کر دیا تھا۔"

سرخ انگارا ہوتی آنکھیں اُسکے چہرے پر مرکوز کیے وہ نفرت سے کہنے لگا۔ تو اُسکی بات پر خوف سے اُسکا چہرہ یکدم سے سفید پڑنے لگا۔

"نہیں یہ جھوٹ ہے۔میں نے نہیں مارا تُمھاری ماں کو اور نا ہی تمہاری بہن اور باپ کو وجاہت حسین شاہ کو بیٹا میں بے قصور ہو۔اگر تم نے کبھی مجھے ماں مانا ہے تو تم مجھ پر یقین کروں گے۔کہ میں نے اِنہیں نہیں مارا۔"

اُسکے سامنے اپنے ہاتھ جوڑ کر اپنی آنکھوں میں مصنوعی آنسو لا کر وہ کہنے لگی۔تو شازم نے نفرت سے اُسے دیکھا۔

"پہلے مانتا تھا میں تُمھیں اپنی ماں لیکن اب نہیں اور یہ جھوٹ نہیں ہے سچ ہے میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے اُس دن جب تم ہاسپٹل سے بھاگنے کی تیاری کر رہی تھی۔اور

یہ بھی پتہ چلا کہ مجھ پر گولی میرے چاچازاد بھائی سجاول شاہ نے مجھ پر چلائی تھی۔وہ ماں بیٹے بھی تمہارے ساتھ شامل تھے۔ان دونوں کو میں نے اُسی

طرح موت دیا ہے۔جس طرح تُمہیں دونگا۔یہ دیکھوں تمہارے آفس کے سبھی ورکر کو میں نے آفس سے باہر نکالا ہے،پتہ ہے کیوں مس ہاجرہ شاہ۔کیونکہ تمہیں وہ پروجیکٹ نہیں ملا جسکا پر تم دو سال سے محنت کر رہی تھی۔اُسی وجہ سے تم نے اپنے ہی آفس کو پٹرول چھڑک کر خودکشی کی ہیں۔"

اُس نے کرسی سے اٹھ کر آگے چل کر کھڑکیوں کے پردے ہٹائے تو ہاجرہ کو آفس میں اپنا کوئی بھی ورکر نظر نہ آیا تو وہ خوفزدہ ہو کر اُسے دیکھنے لگی جو لائٹر ہاتھوں میں لیے اُسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"گڈ بائے مس ہاجرہ اماں۔"

لائٹر جلا کر وہ روم کے دروازے کی جانب بڑھتے ہوئے کہنے لگا تو ہاجرہ اپنے ٹیبل پر آگ کو بھڑکتے ہوئے دیکھ کر زور سے چیخنے لگی لیکن وہ اُسکی چیخیوں کو

مکمل نظر انداز کرتے ہوئے روم سے باہر نکلتا چلا گیا۔آج اُسکی ماں اور بہن کا بدلا لے کر وہ اپنے اندر پر سکون پھیلاتا ہوا محسوس کر رہا تھا۔ مگر ابھی بھی اُسکا دل بے چین تھا اپنی دلکش کے لیے جو نجانے کہاں چھپ گئی تھی۔پورے دو سال ہو گئے تھے اُسے اُس سے جدا ہوئے۔

❤❤❤❤❤❤❤

وہ اپنے ایک ضروری کام کے سلسلے میں آسٹریلیا کے شہر سڈنی میں آیا ہوا تھا۔جس ہوٹل میں وہ اِس وقت ٹھہرا

ہوا تھا۔اُس ہوٹل کے نزدیکی ریسٹورنٹ

میں داخل ہو کر وہ کونے میں لگی ایک ٹیبل پر بیٹھ کر

اپنا لیپ ٹاپ سامنے رکھ کر تیزی سے اُس میں کچھ ٹائپ کرنے لگا۔کہ تبھی ایک خوبصورت نسوانی آواز پر اُس

نے اپنی نظریں لیپ ٹاپ سے ہٹا کر سامنے کھڑی ویٹر کو دیکھ کر وہ جھٹکے سے اٹھا اور اُس ویٹر کو دیکھنے لگا۔

"دل."

ایک پیڈ پکڑے اُسکے آدر لکھنے کے انتظار میں کھڑی تھی کہ اپنا نام سن کر وہ جھٹکے سے اپنا سر اوپر اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو حیرت سے دیکھنے لگی جو اُسے محبت سے دیکھ رہا تھا۔

"سر آپ کو جو چاہیے مجھے بتائے تا کہ میں جلدی سے آپکی آدر کی ہوئی چیز آپ کو دے سکوں۔"

اجنبیت سے کہہ کر وہ اپنی نظریں جھکا کر پیڈ پر اپنی گرفت مضبوط کرنے لگی۔ تو شازم اُسکے لہجے میں اپنے
لئے اجنبیت دیکھ وہ اُسے حیرت سے دیکھنے لگا۔

" دل یہ بے رخی یہ مجھے تمہارا نظرانداز کرنا مجھے بلکل بھی اچھا نہیں لگ رہا۔ تم کیوں میرے ساتھ ایسا کر رہی ہوں، یہ میں نہیں جانتا مگر جس کسی نے بھی ہمارے درمیان یہ دوریاں پیدا کی ہے ناں، بخدا میں اُنہیں زندہ نہیں چھوڑو گا۔ "

اُسکے دونوں ہاتھوں سے آئسکریم کپ لے کر سامنے ٹیبل پر رکھتے ہوئے وہ جنونی انداز میں بولا۔ تو دلکش نے اُسکی حرکت پر گھبرا کر سامنے کھڑے اِس ریسٹورنٹ کے
مالک کی جانب دیکھا جو اُنہیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ کہ

تبھی دلکش اُسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ گھبراہٹ کے
مارے شازم کی جانب دیکھنے لگی جو اُس کے گھبرا کر دیکھنے اُسے پر اچنبھے سے
دیکھنے لگا تھا۔

"سر اینی پروبلم۔؟؟

اپنے پیچھے ایک مردانہ آواز سن کر وہ پلٹ کر حیرت سے آنے والی شخصیت کو
دیکھنے لگا، جو دلکش کو غور سے دیکھ رہا تھا، اور اُسکی نظروں نے ایک منٹ میں ہی
اُس
شخص کی دلکش کے لیے ہوس پہچان کر اُسے یکدم سے غصے سے پاگل کر دیا۔

"نو تھینکس ہمیں اگر پروبلم ہو گی نہ تو ہم اُسے خود حل کر لیں گے، تمہیں
پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

Urdu Novels Ghar

وہ اُس شخص کو تیز نظروں سے گھورتے بولا۔ تو دلکش اُسکی بات پر اُس شخص
کے چہرے کی جانب دیکھنے
لگی جہاں غصے کی وجہ سے سرخی پھیلنے لگی تھی۔

"یہ تم کس طرح بات کر رہے ہو۔؟؟

وہ اُسے سخت نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔ تو شازم اُسے کلائی سے پکڑ کر اُسے
وہاں سے لے جانے لگا کہ پیچھے سے اُس شخص نے دلکش کی دوسری کلائی تھام
کر اُنہیں روکا۔

"مسٹر آپ اِس طرح ہماری ورکر کو یہاں سے زبردستی نہیں لے کر جا سکتے
ہیں۔"

شازم کی سخت نظریں سامنے کھڑے شخص کے ہاتھوں پر تھی۔جو دلکش کے کلائی کو پکڑے کھڑا اُسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاتھ چھوڑو۔"

اُسکے لہجے میں سختی دیکھ کر دلکش نے ڈرتے ہوئے اپنے باس کی جانب دیکھا جو کہ اُسکا کلائی پکڑے کھڑا تھا۔

"اگر نہیں چھوڑا تو کیا کروں گے۔؟؟

غصے سے شازم کو دیکھتے وہ سرد لہجے میں بولے۔

کہ دلکش خوفزدہ ہو کر اُن دونوں ضدی لوگوں کی
جانب دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"اِس جگہ کو آگ لگا کر رکھ دونگا، اگر تم نہیں چاہتے کہ
یہ تمہارا تین سال کا محنت تباہ ہو تو خاموشی سے
میری بیوی کا ہاتھ چھوڑ دوں۔"

سرد لہجے میں کہہ کر وہ اُسے دیکھنے لگا، جو اُسکی بات پر ڈرتے ہوئے جلدی سے
دلکش کی کلائی کو چھوڑ کر دلکش کی جانب دیکھنے لگا۔

"گڈ اب تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میں بھول جاؤ گا۔ کہ تم میری دلکش کے
باس ہو۔"

وارننگ دیتے ہوئے وہ دلکش کو دیکھنے لگا۔جو نظروں ہی نظروں میں اپنے باس کو وہاں سے جانے کا کہہ رہی تھی۔

♥♥♥♥♥♥

"چھوڑو مجھے ہمارے درمیان نہ آج کوئی رشتہ تھا اور نہ ہی کل ہو گا۔مم۔میں نفرت کرتی ہوں۔تم سے بے پناہ نفرت چڑتی ہو میں تمہاری محبت سے تمہاری نرمیوں سے اور جب بھی مم مجھے تمہارا چہرا نظر آتا ہے،تو تم سے میری نفرت اور شدت پکڑتی ہے۔"

باہر نکل کر وہ اُسے اپنی کار کی جانب لے جانے لگا تو وہ سختی سے اپنا ہاتھ چڑا کر غصے سے کہنے لگی،تو

شازم نے اپنی نظریں اُس کے چہرے پر ڈال کر اپنے قدم اُسکی جانب آہستگی سے بڑھائے تو دلکش نے اُسے اپنی جانب بڑھتے دیکھ کر گھبراہٹ کے مارے اپنے قدم پیچھے کی جانب بڑھانے لگی۔

"یہ تت، تم کیا کر رہے ہو۔ دور رہوں مجھ سے۔؟؟

وہ اُسے اپنے مقابل کھڑے دیکھ کر ہڑبڑا کر بولی۔ جو اُسکے نزدیک کھڑے ہو کر اپنے لب اُسکے لبوں پہ رکھتے ہوئے وہ اپنی اتنے دنوں کی تشنگی مٹانے لگا۔ اُسکی بے باک حرکت
پر دلکش کی دھڑکنیں منتشر ہو گئی تھی۔

"دل تُمھیں میری نرمیوں سے چڑ ہوتی ہے، میری محبت سے میرے چہرے سے تم نفرت محسوس ہوتی ہے۔ لیکن تُمھاری آنکھیں تو مجھے کوئی اور راز بیان کر رہی ہیں۔"

وہ اپنے لب اُسکے لبوں سے آزاد کرتے ہوئے کہنے لگا، تو دلکش گہری سانسیں لیتے ہوئے اُسے دیکھنے لگی جو اُسے چاہت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"نہیں کر سکتی مم۔ میں تم سے نفرت بلکہ کبھی کر ہی نہیں سکتی۔ میں صرف تُم سے محبت کرتی ہوں۔ اور میں کیوں ہاسپٹل سے چلی آئی تھی۔ اُسکا ثبوت تُمھیں چاہیے تو چلوں میرے ساتھ ابھی اور اِسی وقت تُمھیں سب پتہ چل جائے گا۔"

آگے بڑھ کر اُسکے ہاتھ پکڑ کر وہ اپنے ساتھ اُسے لے جانے لگی تو شازم حیرانی سے اُس کے ساتھ قدم سے قدم ملانے لگا۔

"یہ ہیں وہ وجہ جسکی وجہ سے میں نے تُمھیں چھوڑا تا کہ وہ عورت تُمھیں اور ہمارے بچے کو کچھ نہ کر سکے مم۔ میں تم دونوں کو کھونا نہیں چاہتی تھی۔ اِسی لیے شاہ میں وہاں سے چلی آئی اور مجھے یہاں میری ایک اچھی دوست نے بھیجا تا کہ میں اچھے سے اپنے بچے کی پرورش کر سکوں اُسے کسی چیز کی کمی نہ ہونے دو۔"

ریسٹورنٹ کے ایک روم میں لا کر وہ سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہنے لگی۔ جہاں ایک دو سال کا کیوٹ بے بی کھلونوں سے کھیل رہا تھا کہ اُنہیں اندر داخل ہوتے دیکھ کر خوشی سے کلکاریاں مارنے لگا۔

"دل یہ ہمارا بیٹا ہے۔؟؟

وہ آنکھیں سامنے بے بی پر مرکوز کرتے ہوئے خوشی سے کہنے لگا، تو دلکش نے خوشی مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا تو وہ آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کو اٹھا کر اُسے چھونے لگا۔

"پتہ ہے ہمارا بہرام شاہ بلکل تم پر گیا ہے شاہ۔ تمہاری طرح مجھ سے لڑتا ہے، اور تمہاری طرح مجھے چاہتا ہے۔"

اُسکی بات پر شازم نے پلٹ کر اُسے دیکھا جو محبت سے اُن دونوں کو دیکھ رہی تھی۔

"بہرام شاہ۔"

وہ اِس نام پر اُسے حیرت سے دیکھتا ہی رہ گیا تھا، کیونکہ یہ نام تو اُس نے اپنی ڈائری میں لکھا تھا تو اُسے کیسے پتہ چل گیا۔

"سوری وہ میں نے تُمہاری پرسنل ڈائری کو غصے میں آکر پڑھ لیا تھا، جب ہم دونوں کے درمیان جنگ ہوئی تھی، تم

نے مجھ پر الزام لگایا تھا، اور میں نے تم پر جس دن ہمارا نکاح ہوا تھا ڈائری میں نے دو تین دن بعد پڑھی تھی۔ تب مجھے پتہ چلا کہ تمہیں بہرام نام بہت پسند ہے۔"

وہ نظریں جھکا کر کہنے لگی، تو اُسکی بات پر وہ شاکڈ رہ گیا تھا۔

"کیا تم کبھی نہیں سدھر سکتی، میں ہی خوامخواہ تم پر فدا ہو گیا تھا، ابھی بھی وقت ہے، دوسری شادی کرنے کا ورنہ تم تو مجھے کسی دن مار ڈالوں گی۔"

بہرام شاہ کو اپنے سینے سے لگا کر وہ شرارتی انداز میں کہہ کر اُسے مصنوعی غصے سے دیکھنے لگا، جو اُسکی دوسری شادی پر اب کے اُسے بری طرح سے گھور کر دیکھ رہی تھی۔

"خبردار اگر تم نے دوسری شادی کا سوچا جان سے مار ڈالوں گی۔"

اُسکی جانب بڑھ کر وہ اُسکے سینے پر مکے برساتے ہوئے غصے سے کہنے لگی، تو شازم نے اُسے قابو کرتے ہوئے کہا۔

"آرام سے بیوی ورنہ بہرام کے سامنے میری کیا عزت رہ جائے گی وہ بھی سوچے گا کہ اُسکی ماما اُسکے بابا کو مار رہی ہیں۔اور بابا بے شرموں کی طرح مار کھا رہے ہیں۔"

شرارتی انداز میں کہہ کر وہ بہرام کی جانب دیکھنے لگا جو دلکش کو گھور رہا تھا۔ کیونکہ وہ پہنچان چکا تھا کہ شازم اُسکے بابا واپس آ چکے ہیں۔

اب انکی زندگی میں خوشیوں نے دستک دی تھی، بہارے ہی بہارے آنے والی تھی اُنکی زندگیوں کو پھولوں کی طرح مہکانے کے لیے وہ اُسکے سینے سے لگ کر اپنی زندگی میں خوشیوں کے لیے دعا مانگنے لگی اُس پاک ہستی سے جو سب کے دلوں کا حال جاننے والا رحیم و کریم ہے۔

ختم شد۔